SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, August 16, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at thirty five minutes past ten in the morning with Mr . Chairman, (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

ان الله یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اهلها و اذا حکمتم بین الناس ان
تحکموا بالعدل ان الله نعمّا یعظکم به ان الله کان سمیعاً بصیرا۔ یایها
الذین اٰمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان
تنازعتم فی شی فردّوه الی الله والرّسول ان کنتم تومنون بالله
والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تاویلا۔

ترجمہ. مسلمانو، اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو اور
جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ تم کو
نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔ اے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, August 16, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman, (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

ان الله يامركم ان تؤدوا الامنٰت الىٰ اهلها و اذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل ان الله نعما يعظكم به ان الله كان سميعاً بصيرا- يايها الذين أمنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولى الامر منكم فان تنازعتم فى شى فردّوه الى الله والرّسول ان كنتم تومنون بالله واليوم الاخر ذالك خير و احسن تاويلا-

ترجمہ، مسلمانو، اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔ اے

لوگو، جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔ اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریقِ کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔ (سورۃ النساء آیت59-58)

جناب چیئرمین، نہیں یہاں کوئی نہ کوئی ہونا چاہیے' presentation ہونی چاہیے کیونکہ نیشنل اسمبلی میں بھی Question Hour ہے' may be اُدھر ہوں لیکن

somebody should be here.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں سمجھتا ہوں کہ پھر مناسب یہ ہے کہ سیشن کو suspend کریں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، اس کا head چیئرمین ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ منسٹر نے آ کر جواب دینا ہے۔ یہ پارلیمنٹ rubber stamp نہیں تو اور کیا ہے۔ خدارا! ایک پارلیمنٹ بنا دیں کہ جہاں پر چیئرمین یہ کہہ دے کہ آپ نے جواب دینا ہے' یہ oversee کیا ہے' اگر ہم legislation نہیں کر سکتے۔ وہاں پر بیٹھے ہوئے مجھے بتائیں کہ کس اپوزیشن کے ممبر کی آج تک legislation میں کوئی مدد آپ کے treasury نے کی ہے' اس کے بعد oversee کا کیا ہے۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Sir, with due respect you say that this is a routine, it has become a routine. The honourable Chairman has given so many times ruling about this that the Minister should be there for the reply.

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جناب چیئرمین! Chair بارہا کہہ چکی ہے اور یہ جو فوج ظفر موج وزیروں کی ہے' اس کابینہ میں 100 سے زیادہ وزیر ہیں اور یہاں ہاؤس میں accountability کے لیے موجود نہیں ہو سکتے۔ ان کا اتنا کالا کچا چٹھا ہے کہ جس کو یہ defend

ہی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا یہاں پر کوئی نہیں آ رہا ہے۔ اس بات کے خلاف کہ حکومت سراسر Chair کی بے عزتی کر رہی ہے، we are walking out from this House.

QUESTIONS AND ANSWERS

(اس موقع پر متحدہ اپوزیشن ہاؤس سے walk-out کر گئی)

جناب چیئرمین، رضا صاحب! I think اس کو defer کر دیتے ہیں، باقی Ministers ہیں، Jahangir Tareen is here, Mr. Bosan is here. So, what do you want? The Question Hour then. باقی سوالوں کے Ministers تو موجود ہیں، وہ تو کرتے جائیں۔ چلیں جیسے آپ چاہیں۔

Senator Asfandyar Wali: Mr. Chairman sir, can I have the mike?

Mr. Chairman: Yes, yes.

سینیٹر اسفند یار ولی، جناب! yesterday you were not here جتنے بھی questions تھے، احمد علی صاحب بیٹھے ہیں he will bear me out, 21 questions were deferred because the Ministers were not there. آج بھی وہی حالت ہے۔ میں as a protest، حالانکہ یہ میری عادت نہیں لیکن as a protest میں quorum point out کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Please ring the bells.

Senator Asfandyar Wali: As a protest against them and the mindset that is working in this government in the Parliament.

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے، bells ring کریں۔

(اس موقع پر ہاؤس میں گھنٹیاں بجائی گئیں۔)

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، جناب والا! میری تجویز ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے adjourn کر دیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ایسا کرتے ہیں لیکن آپ تھوڑا Cabinet Division and Prime Minister Secretariat سے take up کر لیں کیونکہ منسٹر کا ہونا ضروری ہے، کئی Ministers نہیں ہیں جن کے questions ہیں، they should be here in time اور normally ہمارا سیشن شام کو ہوتا ہے اور آج صبح کو ہو رہا ہے but there was sufficient notice. Now, we will adjourn the House for 15 minutes?

Senator Wasim Sajjad: No, half an hour.

Mr. Chairman: OK. half an hour and then we will reconvene تب تک اپنے members وغیرہ کو call کر لیں and request the Minister to be around. Thank you. سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned for half an hour.]

(وقفے کے بعد اجلاس جناب چیئرمین کی صدارت میں شروع ہوا)

Mr. Chairman: Assalam-o-Alaikum. Just for the record the matter was taken up. The Ministers are here. The Assembly Session is also on, normlly they have evening session. That is the reason, also some of them are at other commitments, some are out of town expecting to be back by the evening but in any case.......Asfandyar Sahib.

Senator Asfandyar Wali: Sir, I literally from my heart regret.

Mr. Chairman: I think there is no need for working relationship but it is so...

Senator Asfandyar Wali: I am obliged and once again say I

did it for .....

Mr. Chairman: No, not it is your right. Its your privilege. No. 70

Prof. Khurshid Ahmed. Question No.51 is deferred.

70. ***Prof. Khurshid Ahmed:** (Notice received on 30-03-2007 at 09:10 a.m.)

Will the Minister for Industries, Production and Special Initiatives be pleased to state:

(a) the amount allocated for supply of clean drinking water to the general public indicating also the amount released so far out of the said allocation with province-wise break up; and

(b) the number of clean drinking water projects completed out of the said allocation indicating also the cost of the projects and estimated cost of the projects which are in progress with province-wise break up; and

(c) the location and cost of water supply projects completed / to be completed in Bahawal Nagar, Rawalpindi and Bannu districts separately in each case?

Mr. Jahangir Khan Tareen: (a) An amount of Rs.2000.00 millions was allocated to the Clean Drinking Water for All Project (CDWA) for the Year 2005-06.Out of this amount Rs.391.861 were re-appropriated to CDWI Project whereas the rest of amount Rs.1608.136 millions were distributed to Provinces/Regions under the CDWA Project with the following break up, as per the numbers of plants to be installed.

	(Fig. in Million)
Punjab	860.776
Sindh	270.390
NWFP	240.290
Balochistan	140.000
AJK	45.000
FATA	21.683
NAs	25.833
ICT	4.164
Total:	**1608.136**

Similarly an amount of Rs 2332.80 million has *been* distributed for the current fiscal year 2006-07 to the Provinces /region as follow :

	(Fig. in million)
Punjab	1245.950
Sindh	398.440

......	334.380
Balochistan	203.890
AJK	65.550
FATA	22.630
NAs	36.630
ICT	5.130
Total:	2332.800

Total amount distributed to all is
Rs.3935.839 Million

(b) Under Phase I of this program Title Clean Drinking Water initiative Project, 406 plants have been installed one in each Tehsils of Pakistan with the approved PC-I of 495.50 million. The Project was executed by the Federal Governments in collaboration with TMAs, and no amount was released to the Provinces. The revised PC-I has increased the project cost to Rs 995.10 million due to 3 years O&M for the plants.

(c) Does not pertain to this Ministry as water supply is within the provincial jurisdiction.

Mr. Chairman: Any supplementary?.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں اس سلسلہ میں جناب وزیر صاحب سے دو باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی چیز تو یہ کہ اس پروگرام پر چار بلین روپے خرچ ہوئے ہیں۔ کوئی assessment جس سے معلوم ہو سکے کہ فی الحقیقت نمبر ا۔ کتنی آبادی کو clean water فراہم ہو رہا ہے اور نمبر ۲ جو زیادہ اہم ہے کیونکہ ہمارے پاس اطلاعات یہ ہیں کہ ان کی maintenance ان کی quality صحیح نہیں ہے۔ اس کے بارے میں یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ پروگرام کیا گیا تھا وہ defeat ہو رہا ہے۔دوسرا سوال یہ ہے کہ جو میرے سوال کا تیسرا حصہ تھا location and cost of water supply project to be completed in three districts اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ یہ صوبائی subject ہے۔

میں جاننا چاہتا ہوں کہ صوبائی subject بلاشبہ' صرف یہی نہیں پلانٹ کے بارے میں بھی آپ نے کہا ہے کہ فیڈرل حکومت نے صرف اتنا لیا ہے باقی سارا ہم نے districts کے ذریعے کروایا ہے۔ تحصیل کے ذریعے سے کروایا ہے۔ ہم نے یہ معلومات مانگی ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ابھی available نہیں ہیں یا کب تک آ جائیں گی حالانکہ کئی مہینے یہ معلومات حاصل کرنے کے لئے کافی تھے۔ سوال جو تھا یہ کیا گیا تھا ۳۰ مارچ کو۔ بجائے یہ کہنا کہ یہ provincial subject ہے معلومات نہ دینا یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین، ترین صاحب۔

جناب جہانگیر خان ترین (وفاقی وزیر برائے صنعت و پیداوار و خصوصی اقدامات)، جناب چیئرمین ! ایک clarification کر دوں کہ جناب ممبر کو تھوڑی سی misunderstanding ہے۔ جو Clean Drinking Water for all Project ہے' اس کے بارے میں سوال تھا اور ہم نے جواب دیا ہے۔ اس میں جو پیسہ جواب میں بتایا گیا ہے جو کہ ہم نے اس وقت تک provinces کو بھیجا ہے' وہ خرچ نہیں ہوا۔ اس میں سے بہت تھوڑی رقم' کچھ millions ہیں جو کہ انتظامات' administration اور set up بن رہا ہے اس project کو implement کرنے کا' اس پر خرچ ہوئی ہے۔ یہ پیسہ provinces کے پاس موجود ہے۔ یہ provinces کو اس لیے بھیجا گیا تھا کہ جیسے ہی contract award ہو گا on the large scale اس کی implementation جلدی ہو اور پیسے کی غیر فراہمی کی وجہ سے late نہ ہو۔ جہاں تک انہوں نے فرمایا کہ کچھ plants لگے ہیں جن کا معیار ٹھیک نہیں ہے' میں یہ عرض کرناچاہتا ہوں کہ ایک اس سے earlier project تھا جو Ministry of Environment نے implement کیا تھا Clean Drinking Water Initiative کے نام سے جہاں ہر تحصیل میں ایک پلانٹ لگنا تھا۔ اس میں تقریباً چار سو پلانٹ لگے' ان پلانٹس کے لیے maintenance contract بھی دے دیا گیا ہے اور ان کی maintenance بھی کی جا رہی ہے مگر یہ جو بڑا project ساڑھے چھ ہزار یونٹ ہر یونین کونسل میں لگنے ہیں' ان کے لیے پچھلے تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے اور جو تجربہ مختلف districts and tehsils نے اپنے خرچے پر filteration plants لگائے ہیں' ان کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو کمپنی ٹینڈر جیتے گی اور پلانٹ لگائے گی' اس کے لیے تین سال تک ان plants کو maintain کرنا بھی ضروری ہو گا۔ اس سلسلے میں یہ اس وقت tendering کی final stages پر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس مہینے میں tender final ہو جائیں گے اور آج سے تقریباً چھ یا آٹھ ہفتے بعد یہ پلانٹ لگنے شروع ہو جائیں گے۔ جہاں تک ان کے سوال کا دوسرا حصہ تھا Rural Water Supply Schemes کا' وہ واقعی ایک provincial subject ہے اور میں جناب چیئرمین ! سینیٹ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ

جو CDWA Project ہے' یہ Ministry of Industries کو for implementation دیا گیا ہے مگر جو rural water supply schemes ہیں یا water supply schemes ہیں they remain a provincial subject and it has different ministries which are responsible for that.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! سپلیمنٹری۔

جناب چیئرمین، جی میں آپ کے پاس آتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں بڑے ادب سے یہ پوچھوں گا اور جہاں تک مجھے یاد ہے وزیر اعظم صاحب نے یہ دعویٰ کیا تھا' 2005 میں یہ پراجیکٹ شروع ہوا ہے اور یہ کہا گیا تھا کہ 2007 کے آخر تک ہم اس کو مکمل کر لیں گے لیکن اب وزیر صاحب ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ 3/4 پیسہ جو province کو دیا گیا ہے وہ ابھی تک بیٹھا ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر چار ارب روپے آپ نے دیے' کسی plan کے بغیر' کسی accountability کے بغیر' کسی ایسے نظام کے بغیر کہ ایک time schedule میں' اس لیے کہ میں بھی پلاننگ سے متعلق رہا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ پلان میں صرف money کا regulation نہیں ہوتا بلکہ اصل project اس کا time of completion اس کو کس process سے گزرنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ دو سال میں آپ نے کیا حاصل کیا ہے؟ ہمیں وہ result بتائیے۔ یہ نہیں کہ آپ نے چار ارب روپے دے کر کہاں رکھ دیا۔

جناب چیئرمین، نہیں' monitoring تو ضرور ہو گی۔ اس کے Rules and Procedures ہیں۔

جناب جہانگیر خان ترین، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پرائم منسٹر صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب نے جو دسمبر 2007 کا time frame دیا تھا' ہم کوشش کر رہے کہ اس project کی جتنی implementation ہے' جلد از جلد کریں اور اگر ہم اس مہینے میں بھی contract دینے میں کامیاب ہوگئے انشاء اللہ تعالیٰ تو 40% implementation, 40% plants December 2007 تک لگ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مارچ 2008 تک 80% لگ جائیں گے اور

جو بقایا ہیں وہ جون 2008 تک complete ہو جائیں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی monitoring کا ایک پورا نظام بنایا گیا ہے۔ اسلام آباد میں ایک Federal Monitoring Unit ہے اور ہر province میں ایک Monitoring Unit بنایا گیا ہے' اس کے regions کے لیے دفتر بھی کھولے جا رہے ہیں تاکہ جب یہ کام شروع ہو تو نہ صرف یہ کہ پلانٹ لگ جائے بلکہ صحیح طریقے سے چلے بھی اور ہمارا اس پر جو focus ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے ساڑھے چھ ہزار پلانٹ لگانے ہیں' ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا کام یہ ہے کہ پاکستان میں جو ساڑھے چھ ہزار یونین کونسلیں ہیں' ان میں سے ہر ایک میں ہم clean drinking water ایک source سے supply کریں۔

جناب چیئرمین، جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! ان کی یہ scheme ہے کہ clean drinking water units ہر یونین کونسل میں بنا رہے ہیں۔ لیکن ہمارا جو سابقہ تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ جتنی water supply schemes rural areas میں ہیں' وہ بند پڑی ہیں اس لیے کہ maintenance کے لیے یہ user committee کو دے دیے جاتے ہیں اور user committee کوئی بھی اس قابل نہیں ہے کہ وہ ماہانہ bill دے سکیں' ان کی maintenance کر سکیں اور ان کو چلا سکیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ یہ جو drinking water plants ہیں یہ ہر یونین کونسل میں لگیں گے تو اس کی maintenance کے لیے آپ اگر صرف تین سال کی گارنٹی لیتے ہیں تو یقین جانیے اگر تین سال لیں گے تو اس کے بعد یہ نہیں چلیں گے۔ Drinking water تین سال کے لیے نہیں چاہیے' یہ ہمیشہ کے لیے چاہیے۔ کیا آپ کوئی ایسی اسکیم، کوئی ایسی تجویز یا کوئی ایسی ہدایات جاری کریں گے کہ یہ جو آپ drinking water plants لگا رہے ہیں یہ conitnuously چلتے رہیں گے اور ان کی maintenance کے لیے وہاں جو staff ہو گا اس کو باقاعدہ pay ملتی رہے گی؟ اگر آپ نے یونین کونسل کو دے دیا ہے یا کسی اور اتھارٹی کو تین سال کے بعد دے دیا ہے تو یہ بند ہو جائیں گے، نہیں چلیں گے۔

جناب چیئرمین، جی جہانگیر ترین صاحب۔

جناب جہانگیر خان ترین، میں نے عرض کیا کہ تین سال کا contract تو فوری طور پر دیا جائے گا اور جس کی funding Federal Government directly کرے گی۔ تین سال کے عرصے کے بعد اس کی funding continue کرے گی مگر وہ provincial and district government اپنے بجٹ میں سے کرے گی۔ یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے نہ صرف تین سال کا contract دیا ہے بلکہ ہم نے نئے نظام میں یہ بھی ڈالا ہے کہ جو تین سالوں میں بجلی کے bill دیے جائیں اور پانی کی utilities extra cost ہو گی وہ ہر district کو provincial government as an additional grant دے گی تاکہ districts پر additional financing کی وجہ سے یہ بجلی کے bill معطلی نہ دینے والا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کا باقاعدہ ایک transfer mechanism بنائیں گے تاکہ اگلا contract district and provincial government مل کر اس کو دیں اور یہ plants تین سال کے بعد بھی اسی طریقے سے چلتے رہیں۔

جناب چیئرمین، جی بلور صاحب۔

سینیٹر جناب الیاس احمد بلور، ماشا اللہ ہمارے جو Minister for Industries ہیں ان سے میں دو چیزیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے کہہ دیا کہ یہاں ہاؤس میں 2005 کے بجٹ میں Prime Minister نے کہا تھا کہ 2007 کے آخر تک ساری قوم کو clean drinking water ملے اور انہوں نے ایک اور بات کہی تھی جو کہ بجٹ میں موجود ہے، جس کو ہم نے appreciate کیا تھا کہ ہر industrial estate میں influence treatment plants لگائے جائیں گے۔ کسی industrial estate میں کوئی plants نہیں لگائے گئے اور یہ جو پانی کی بات کر رہے ہیں اور جتنا پیسہ لگا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ NWFP میں کہیں بھی، کسی بھی یونین کونسل میں یا ہمارے پختونخواہ میں کوئی ایسا پلانٹ لگا ہو اور وہ کام کر رہا ہو اور عوام کو clean drinking water مل رہا ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ترین صاحب۔

جناب جہانگیر خان ترین، جیسا میں نے پہلے کہا plants لگے نہیں ہیں، یہ انشاء اللہ

تعالیٰ 6 سے 8 ہفتے میں لگنے شروع ہو جائیں گے۔ جہاں تک influence treatment plants کا تعلق ہے اور industrial estates ہیں اس کا وہ ایک fresh سوال کریں۔ بلور صاحب کو ہم تفصیلی جواب دیں گے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، 6 ہفتے میں plants لگنے ہیں تو لگیں گے۔ انہوں نے 2005 کو announce کیا تھا اور ابھی تک یہ لوگ[xxx] کیا سو رہے تھے؟

Mr. Chairman: No, no let us not use such a term, it should be struck off, let's be parliamentary. We will go on to the next question.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میرا بھی ایک سوال ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں تین سپلیمنٹری ہو گئے ہیں کیونکہ باقی رہ جائیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ سپلیمنٹری سوالات مختصر رکھیں تاکہ جواب بھی مختصر ہو۔ نہیں تین ہو گئے ہیں، پھر ہر کوئی وقت مانگے گا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، یہ منسٹر صاحب کے oral reply سے خود contradict کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین، کیسے؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، شکریہ جناب چیئرمین۔یہ ان کا (b) میں جواب ہے کہ under Phase I of this programme Titled "Clean Drinking Water Initiative"units have been installed in each tehsil of Pakistan. اور ابھی فرما رہے ہیں کہ اب اس کے بعد لگے گا۔ ایک جگہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے خود یہ لگانے ہوئے ہیں۔ یہ page 3 پر for year 2005-06. Out of this amount Rs. 391.861 werere-appropriated to CDWI Project whereas the rest of amount Rs. 1608.136 millions were distributed to provinces/regions. اور page 3 پر فرما رہے ہیں کہ no amount was released to the provinces یہ ہاؤس کو سمجھائیں کہ یہ خود contradict کر رہے ہیں۔

[***] These words were expunged by the order of the Chairman.

ایک جگہ فرما رہے ہیں کہ ہم provinces کو پیسے نہیں دیتے اور دوسری جگہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے provinces کو پیسے دے دیے ہیں۔

جناب چیئرمین، جتنا بنتا جائے گا' اس حساب سے ہے۔ بہرحال آپ پوچھ لیں' جواب سن لیں۔

جناب جہانگیر خان ترین، جی میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو تھوڑی بہت confusion ہے' یہ اس لیے ہے کہ یہ دو مختلف projects ہیں' ایک Clean Drinking Water Initiative کے نام سے ہے جو کہ چھوٹا project تھا' تقریباً 413 یا جو بھی plants ہیں۔ ان میں سے بیشتر plants لگ گئے ہیں جو ہر تحصیل میں لگنے تھے اور جیسے میں نے پہلے کہا کہ ان کا maintenance contract بھی دیا گیا ہے اور وہ کام چل رہا ہے' مگر جو larger project ہے جس کے بارے میں سوال کیا گیا تھا' Clean Drinking Water For All اس کے بارے میں کہہ رہا تھا کہ ابھی یہ plants نہیں لگے' یہ انشاء اللہ چھ سے آٹھ ہفتوں میں لگیں گے۔ Clean Drinking Water Initiative میں جو پیسے تھے' وہ provinces کو بالکل transfer ہونے تھے اور ان کے لیے maintenance contract وغیرہ کے پیسے بھی وہاں استعمال ہو رہے ہیں اور یہ جو Clean Drinking Water For All کا project ہے' اس کے پیسے provinces میں گئے ہیں جو ہم نے پوری detail دی ہے' مگر وہ ابھی خرچ ہونے شروع نہیں ہوئے۔

Mr. Chairman: We will go on to Question No. 88.

88. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 23-02-2007 at10:30 a.m.)

Will the Minister for Food Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) *the total cultiviable land in, the cousay with province-wise breakup; and*

(b) *the details of short and long term planning to make the remaining land cultiviable?*

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) The total cultivable land is 30.17 million hectares with province wise break-up as under:—

(Million Hectares)

Province	Net Area Sown	Current Fallow	Culturable Waste	Total Cultivable Land
Punjab	10.60	1.91	1.54	14.05
Sindh	2.64	3.08	1.36	7.08
NWFP	1.32	0.57	1.22	3.11
Balochistan	1.02	0.91	4.00	5.93
Total:	15.58	6.47	8.12	30.17

Source: Agricultural Statistics of Pakistan 2005-06

(b) The details of short and long term planning to make the remaining land cultivable are as follows:—

(a) **Short term planning:**

(i) Strengthening of provincial bulldozer's fleet for development of land and water resources.

(ii) Credit availability for tube well installation.

(iii) Introduction of low delta crops.

(iv) Promotion of water conservation technologies.

(v) Introduction of drought tolerant plants/crops.

(vi) Accelerated agricultural mechanization.

(b) **Long term planning:**

(i) Construction of additional water storage reservoirs.

(ii) Construction of delay action dams for recharge of groundwater aquifers.

(iii) Construction / lining of canal system.

(iv) Preparation of land use plan for culturable wastelands.

(v) Management of groundwater resources for cultivation of culturable wastelands.

(vi) Strengthening of agricultural research facilities.

The other steps taken in this regard are also given as follows:—

* Government, in a landmark decision on 27-9-2006 reduced the cost of phosphatic and potassic fertilizers to the tune of Rs. 250 per bag and later by Rs. 400 per bag. The subsidy on phosphatic and potassic fertilizers involves a financial outlay of Rs.6,182 million, whereas total subsidy on fertilizers in FY 2006-07 is Rs.15 billion.

* The Public Sector Development Programme (PSDP) 2005-06 and 2006-07 for agriculture was enhanced to Rs.9.1 billion and Rs.13.6 billion respectively. This shows manifolds increase compared to PSDP allocations of Rs. 290 million in 2000-01.

* The agricultural credit availability has been increased substantially. The agri. credit disbursement in 2005-06 reached to the mark of Rs.137 billion. This year agricultural credit availability is Rs.160 billion.

* Federal and Provincial Governments announced timely the support/indicative/intervention price of wheat, cotton, rice, and sugarcane crops.

* The prices of agro chemical including pesticides and herbicides were reduced due to adoption of generic policy.

* Launching of media campaigns to disseminate information on modern production techniques covering major crops and promoting balanced use of fertilizers.

* To boost overall production of crops and improve water use efficiency a mega On-Farm Water Management Programme has been stared with a cost of Rs.66.0 billion to renovate 87,000 watercourses. At the end of 2006-07 the water courses renovated under the project will reach to the mark of 40,000.

* Special attention and practical support was extended for the development of livestock sector in the shape of policy intervention and development initiatives.

جناب چیئرمین، جی کوثر فردوس صاحبہ! Any Supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جی جناب! میرا سوال تھا کہ ملک میں کل قابل کاشت رقبہ کتنا ہے؟ اس کا province-wise break down دیا جائے؟ جناب! یہ break down دیا گیا ہے لیکن یہ acres میں بتایا گیا ہے' میں جاننا چاہتی ہوں کہ کتنے percent حصہ of the total land of the country قابل کاشت ہے' cultivable ہے' ایک یہ ہے۔ جناب! دوسرا یہ ہے' میں نے یہ پوچھا تھا کہ باقی جو زمین قابل کاشت نہیں ہے' وہ کب تک قابل کاشت بنا لی جائے گی؟ اس کا منصوبہ کیا ہے؟ جناب! اس میں short term اور long term details دی گئی ہیں لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ منصوبہ کتنے سال میں مکمل ہو گا اور کیا کل باقی زمین کے لیے ہے یا اس کے کتنے percent حصے کے لیے ہے؟ جناب! اور یہ جو short term planning ہے' اس کے No. 5 میں انہوں نے کہا ہے کہ introduction of drought tolerant plants/crops. جناب! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کون کون سی crops جو drought tolerant ہیں' وہ under consideration ہیں اور یہ کہاں کہاں لگائی گئی ہیں؟ جناب! شکریہ۔

جناب چیئرمین، جب آپ سوال پوچھیں تو اس میں in percentage term لکھ دیں تو پھر clear ہو جاتا ہے' انہوں نے absolute term دے دیے ہیں تو مہربانی کر کے سوال میں جو چاہیں' وہ ذرا clearly mention کر دیا کریں۔ نہیں' انہوں نے cultivable land لکھا ہے کیونکہ آپ نے absolute term کا ذکر کیا ہے' اس وجہ سے ہے۔ جی بوسن صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن (وفاقی وزیر برائے خوراک' زراعت اینڈ لائیوسٹاک)،

جناب! انہوں نے ایک تو time frame کی بات کی ہے کہ یہ ساری land کتنے عرصے میں agriculture purpose کے لیے ہو جائے گی۔ جناب! definitely اس میں سب سے بڑا مسئلہ زراعت کے لیے پانی کا مسئلہ ہے اور پانی کی جو availability ہے' اس لحاظ سے زمین میں آبادی ہو گی تو اس کے اندر short term planning ہے' میں نے وہ بھی اس جواب میں ان کو دی ہے۔ Long term dams کی بات ہے' جناب! اب جب تک کوئی بڑا dam نہیں آتا' آپ ہماری پچھلی history دیکھ لیں کہ جو بھی رقبہ قابل کاشت ہے جب بڑے dams بنے ہیں تو

پھر رقبہ آبادی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

اس میں Government پوری کوشش کر رہی ہے کہ آپس میں مل جل کر، provinces کے ساتھ بیٹھ کر بڑے dams پر فیصلہ ہو، اس میں کچھ initiatives لے بھی لیے گئے ہیں۔ پوٹھوہار کے اندر، بلوچستان کے اندر جہاں small dams بن سکتے ہیں، وہ small dams وہاں پر بن رہے ہیں اور تقریباً 35 dams پوٹھوہار کے علاقے میں ہیں اور 150 small dams ہیں جوکہ بلوچستان کے اندر بن رہے ہیں۔ اسی طرح FATA اور NWFP میں تقریباً 15 dams بن رہے ہیں، گومل زام Dam بھی شروع ہے اور منگلا Dam کی جو raising ہے، وہ بھی شروع ہے۔ اس کے علاوہ جو بلوچستان کا ایک بہت بڑا project کچھی کینال کا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ہمارے cotton production کے لیے اچھا ہے، تقریباً 6 لاکھ ایکڑ جہاں پر انشاء اللہ تعالیٰ cotton کے لیے زمین available ہو گی۔ اس میں تقریباً 150 kilometres کچھی کینال کا علاقہ ہے، وہ بن گیا ہے اور باقی پر کام ہو رہا ہے، جناب! یہ تو long term کی باتیں ہیں۔

باقی جو short-term ہے، میں نے اس میں ان کو in detail بتایا ہے کہ جس میں bulldozers کی بات ہے because میں یہاں پر بتاتا چلوں کہ 94 کے بعد کسی قسم کی کوئی grant Government of Pakistan کو نہیں ملی اور نئے bulldozers نہیں آئے۔ اس سال ہم نے پہلی دفعہ 300 bulldozers کا انتظام کیا ہے جوکہ 200 بلوچستان کے لیے ہیں اور 100 NWFP کے لیے ہیں۔ And hopefully جو میری اطلاعات ہیں، اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ by the end of August انشاء اللہ تعالیٰ ان کے tenders بھی ہو جائیں گے۔ اسی طرح depth irrigation system کی جو بات تھی، وہ بھی ایک بہت بڑا project ہے۔ اٹھارہ بلین روپے کا پراجیکٹ ہے جس پر hopefully پندرہ بیس دنوں میں انشاء اللہ تعالیٰ کام شروع ہوگا کیوں کہ اس میں کچھ صوبوں کو ہم نے involve کیا جس کی وجہ سے کچھ دیر ہو رہی ہے انہوں نے علاقےidentify کرنے ہیں صرف اس کی ہمیں ضرورت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پراجیکٹ پر بھی عنقریب کام شروع ہو جائے گا۔ اس پراجیکٹ سے تقریباً دو لاکھ نوے ہزار ایکڑ اراضی قابل کاشت بھی ہو جائے گی اور پانی کے حوالے سے بھی مفید رہے گی۔ بعض علاقوں میں اگر آپ وہاں پر install کریں جہاں پر پانی ہے لیکن اس سے استعمال میں انشاء اللہ تعالیٰ کمی

آئے گی اور specially horticulture کے لیے میں کہوں گا کہ جو ہماری ایکسپورٹ کے لحاظ سے فروٹس وغیرہ کے لیے ہوگی اس کو بھی drip irrigation system سے فائدہ پہنچے گا۔ جہاں تک بات کی گئی کہ مختلف water conservation کی ایسی فصلیں ہیں جس میں پانی کی ہمیں کم ضرورت پیش آئے گی اس میں ' میں sugar beat کی ایک مثال دوں گا جس کو ہم sugar cane کے ساتھ replace کرسکتے ہیں۔ اس کے لیے ہم نے ایک پراجیکٹ بنایا تھا جس کو ہم نے پورے پاکستان میں چلایا اور الحمدللہ ہر جگہ پر یہ فصل کامیاب ہوئی ہے لیکن اس میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہمیں نظر آ رہا ہے وہ marketing کے لحاظ سے ہے۔ صرف صوبہ سرحد میں دو کارخانے ہیں جہاں پر اس کی marketing ہے otherwise جتنے بھی کارخانے ہیں ان کے اندر یہ سہولت موجودہ نہیں ہے کہ وہاں پر sugar beat کو متعارف کرایا جاسکے۔

جناب چیئرمین، آپ کو کارخانے modify کرنے پڑیں گے۔ جی تھوڑا مختصر رکھیں کیوں کہ یہ discussion نہیں ہے question hour ہے اس میں زیادہ تفصیل زیادہ نہیں ہوتی۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ انہوں نے اچھا کیا کہ وہی باتیں explain کر دیں۔ میں بالکل سادہ سا سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ نہ تو میں کاشتکار ہوں اور نہ ہی زمیندار میں صرف یہ موٹی سی بات پوچھنا چاہ رہی تھی کہ اگر پاکستان کا رقبہ سو ایکڑ ہے تو کیا اس میں سے بیس ایکڑ پر کاشت ہو رہی ہے؛ کیا باقی رقبے کو قابل کاشت بنانے کا کوئی پروگرام ہے؛ کیا اگلے دس سالوں میں یا پچاس سالوں میں ہے یا نہیں؛ میں نے صرف اتنا پوچھنا تھا۔

جناب چیئرمین، انہوں نے جواب دیا کہ پانی کی availability پر اس کا دارومدار ہے۔ جی۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب! بات یہ ہے کہ محترمہ کا جو major سوال ہے جب تک بڑے ڈیم نہیں بنتے اس وقت تک major علاقہ زیر کاشت نہیں آسکتا۔

جناب چیئرمین، جی رضا صاحب! تین ضمنی اس کے ہو گئے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے پشتون بلوچ صوبے بلوچستان میں پچھلے آٹھ دس سالوں سے بدترین قحط سالی آئی۔ اب اتنے بدترین سیلاب اور بارشیں ہوئی ہیں کہ تمام صوبے کو بہا کر لے گئی ہیں۔ یہاں سوال میں بنیادی مسئلہ ہے کہ آپ کے جو منصوبے زمین کو قابل کاشت بنانے کے ہیں ان پر عمل ہوگا۔ ان وعدوں پر تو کچھی کینال کیسے بنے گی وہ تو پتا نہیں پچاس سالوں میں یا ایک صدی میں بنے گی کیوں کہ وہ million کا goal ہے۔ گومل زام ڈیم ساٹھ سال بنا نہیں سکے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار ایکڑ زمین سیراب کرے گا آپ دیکھ لیں اس میں تمام قابل کاشت زمین جو اس وقت نہیں ہوئی وہ پشتونخواہ وطن کی ہے یا بلوچستان کی ہے۔ اب سندھ اور پنجاب کے پاس بہت کم زمین رہ گئی ہے جو قابل کاشت بنائی جائے۔ ہمارے صوبے میں اب تو آپ ترقیاتی فنڈ ہمیں نہیں دیتے۔ پہلے جو فنڈ ہوتا تھا وہ اس وجہ سے ضائع ہوا کہ کوئی بھی بلڈوزر بلوچستان میں نہیں تھا۔ تمام پشتونخواہ صوبے میں نہیں تھا۔ آپ جب قرضے نہیں دے رہے ہیں بلڈوزر نہیں دے رہے ہیں یہ جو آپ کے short terms کے منصوبے ہیں اور جو long terms میں delay action dam نہیں بناتے ہیں reservoir نہیں بناتے ہیں small dam نہیں بناتے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ روپے سے بلوچستان میں جو ڈیم بنائے گئے ہیں ان بارشوں سے وہ بھر گئے ہیں بہترین پانی کے ذخیرے کا ذریعہ ہے۔ پارلیمانی کمیٹی نے بلوچستان کے لیے تین سو چھوٹے ڈیم بنانے ہیں لیکن اب وہ وعدہ کر رہے ہیں کہ ڈیڑھ سو ہم بنائیں گے پتا نہیں کس وقت بنائیں گے۔ پشتونخواہ صوبے کا سارا پانی اب پنجاب اور سندھ میں چلا گیا ہے۔ آپ کورم ڈیم بنا رہے ہیں نہ گومل زام ڈیم بنا رہے ہیں ---

جناب چیئرمین: رضا صاحب! سوال پوچھیں آپ تو تقریر کر رہے ہیں مختصر سوال پوچھیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ گومل زام ڈیم بنے؟ اس کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں کہ کب مکمل ہوگا؟

سینیٹر رضا محمد رضا، سمال ڈیم ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ روپے والے بنا لو۔ گومل زام ڈیم ساٹھ سال میں نہیں بنے گا۔ وہ مر گیا جس نے چینی انجینیئروں کو اغوا کیا تھا۔ وہ ٹھیکہ اب FWO والوں نے لے لیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ FWO فوج کا ادارہ ہے وہ گومل زام ڈیم نہیں بنائے

گا۔ اس کو ناکام بنا دے گا۔ آپ ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین، Dam کا جو issue ہے اس کی وزارت علیحدہ ہے ۔ اس کی تفصیلات تو ان کے پاس نہیں ہیں ------

(مداخلت)

سینیٹر رضا محمد رضا ، بلوچستان والوں کے بار بار مطالبے کے باوجود گومل زام ڈیم نہیں بن رہا، کچھی کینال بھی نہیں بن رہی ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین، رضا صاحب ! تشریف رکھیں جو آپ بات کر رہے ہیں وہ وزارت اور ہے اس سے تعلق نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا(وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور)، جناب والا! میاں رضا ربانی صاحب سے کہیں کہ یہ اپنے ممبران کو سمجھائیں کہ سوال کیسے کرنا ہے۔ یہ تقریر کرتے ہیں ۔ روزانہ تین سوالات ہو رہے ہیں باقی left over ہو جاتے ہیں۔ جناب! ابھی تیرہ وزراء بیٹھے ہیں یہ سب جوابات کے لئے آئے ہیں۔ ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر صاحب کو سن لیں ۔ رضا صاحب! ڈیم کا جو مسئلہ ہے اس کی وزارت اور ہے۔ جہاں تک بلڈوزر کا مسئلہ ہے تو اس کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ ابھی tender float کر رہے ہیں۔ بلڈوزر اور آنے ہیں پہلے کچھ عرصے تک انہوں نے بلڈوزروں کی خرید وفروخت نہیں کی تھی ۔ جی بوسن صاحب ۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، معزز سینیٹر صاحب نے جو بھی گفتگو کی ہے اس میں ، میں سمجھتا ہوں جو relevant بات ہے انہوں نے بلڈوزر کی بات کی ہے۔ اس کے بارے میں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ 3.4 billion rupees کا پروجیکٹ ہم نے شروع کر دیا ہے۔

میں نے ان کو categorically بتایا ہے کہ tender stage جو ہے تقریباً مجھے امید ہے کہ آئندہ دو ہفتوں کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ وہ ٹینڈر بھی آ جائے گا---

جناب چیئرمین، اب time frame دے دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہو جائے گا۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، اس میں میں نے بتایا ہے کہ دو سو بلڈوزرز بلوچستان کے لئے اور ایک سو بلڈوزر صوبہ سرحد کے لئے ہوں گے ۔ اب جو باقی صوبے پنجاب اور سندھ ہیں ان کے لئے phase-II میں لیں گے۔ پہلے یہ تین لے کر باقی سیکنڈ فیز میں شروع کریں گے۔ جو ہم procure کر رہے ہیں وہ صوبے کی requirement کے مطابق کر رہے ہیں۔ صوبے نے لکھا ہے کہ 140 horse power اور 150 کے درمیان ہوں تو اسی کے مطابق ہیں۔

جناب چیئرمین، پہلے بلوچستان اور سرحد کے لئے ہیں ۔ ٹھیک ہے۔ جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب والا! یہ سوال اتنا بڑا ہے کہ کم از کم اس کے اوپر تیس چالیس سوالات ہماری طرف کسے آ رہے ہیں۔ اگر وزیر صاحب مہربانی کریں تو اس کو کمیٹی کو دے دیں تو ------

(مداخلت)

سینیٹر کلثوم پروین، جناب ! میرا سوال یہ ہے کہ بلوچستان پورے پاکستان کا 48% رقبہ ہے۔ اس میں انہوں نے ابھی کہا ہے کہ کل قابل کاشت رقبہ 5.93% ہے۔ تو باقی رقبہ کس وقت کاشت ہوگا ؟ اور کونسی ایسی فصلیں ہیں جن پر فوری طور پر relief دیں گے ؟ پہلے ہمارے پاس خشک سالی تھی اب flood آگیا۔ یعنی ہم ویسے ہی ہمیشہ متاثرین میں رہتے ہیں۔

اب ایک اور چیز پر وزیراعظم صاحب نے initiative لائیو سٹاک کے لئے لیا تھا۔ ہمیں کچھ بھیڑ ، بکریاں دی تھیں۔ اب وہ بھی سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ فوری طور پر بلوچستان کے لئے دو تین ضروری چیزیں ہیں ان کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ ڈیم کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ ہمیں ٹیوب ویل کس طریقے سے دیں گے ؟ یہ کب تک دیں گے اور کب تک ٹینڈر ہوگا اور جو ہماری لائیو سٹاک تباہ ہو گئی ہے اس کے لئے وزیر صاحب کیا کر رہے

ہیں

جناب چیئرمین: ڈیم کے لئے تو علیحدہ وزارت ہے۔ باقی بوسن صاحب جیسے ارکان چاہ رہے ہیں ان کے ساتھ میٹنگ رکھ لیں تاکہ تفصیلی بات ہو جائے۔ جہاں تک ٹیوب ویل کی بات ہے اس کے بارے میں جواب دے دیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب! ٹیوب ویل کے بارے میں میرے پاس اعداد و شمار ہیں---

(مداخلت)

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ مداخلت نہ کریں۔ وزیر صاحب کو سنیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، ٹیوب ویل کے بارے میں انہوں نے متعلقہ بات کی ہے۔ جو میرے پاس اس وقت اعداد و شمار ہیں۔ میرے پاس ZTBL کے figures ہیں جو کہ اس کے لئے قرضہ فراہم کر رہے ہیں تقریباً پچاس کروڑ بنتی ہے جو ٹیوب ویل کے لئے ہے۔ باقی جو تجارتی بینک ہیں ان کے اعداد و شمار میرے پاس نہیں ہیں اور تقریباً ۵۰ کروڑ کے قریب یہ figures بنتی ہیں جبکہ ٹیوب ویلز کے لئے کر رہے ہیں۔ باقی جو commercial banks ہیں انکے figures میرے پاس نہیں ہیں لیکن لامحالہ جب بھی ہماری ZTBL اور باقی banks کے ساتھ میٹنگ ہوتی ہے۔ ان loans کے سلسلے میں تو ہم وہاں پر ہمیشہ ٹیوب ویلز کے لئے بات کرتے ہیں کہ اس میں اضافہ بھی ہونا چاہیے اور جس طرح demand ہو اس کے مطابق ہونا چاہیے۔ میں یہاں پر اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ جناب! سال 2001ء میں جو loans farmers کو مل رہے تھے وہ تقریباً ۲۰ ارب روپے کے تھے اور آج الحمدللہ اس میں اضافہ ہوتے ہوتے تقریباً 168.5 billion ہوگیا ہے۔ تو حکومت کی یہ پوری کوشش ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 168.5 billion بھی ابھی agriculture sector کے لئے ناکافی ہے اور ہماری یہ خواہش ہوگی کہ کم از کم ۲۰۰ بلین ہمیں ملے لیکن ایک چیز آپ دیکھیں کہ ۵ سال کے اندر جو اضافہ ہوا ہے loaning کے اندر وہ تقریباً تیس ارب سے ۱۷۰ ارب روپے ہوگیا ہے اور آنے والا سال ہے 2007-8 کا اس میں ہمارا جو ٹارگٹ وہ تقریباً دو بلین روپے کا ہے۔ تو definitely banks میں بھی awareness آ رہی

ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے farmers کو بھی چاہیے کہ وہ اگر یہ قرضہ جات وقت پر واپس کریں گے تو definitely جتنے commercial banks ہیں وہ اس میں زیادہ investment کریں گے۔ جو ہماری اس وقت ضرورت ہے وہ ہم پوری کرسکیں گے۔ اگر یہ ایک relation between farmer اور banks کے بہتر ہو جائے۔ Banks کی awareness کرنے کے لئے ہم ان کے ساتھ بات چیت کرتے رہتے ہیں اور ان کو جتنے بھی problems ہوں farming community کے بارے میں وہ ان کے ساتھ discuss کرتے ہیں اور نئے projects بھی ہم اس میں کوشش کر رہے ہیں کہ ZTBL اور باقی banks بھی اس میں ڈالیں۔ Thank you. جی۔

جناب چیئرمین ، بوسن صاحب ! اس میں آپ مہربانی کرکے farming organization کو بھی encourage کریں جو country-wise ہو تاکہ leasing companies جن سے کریں اس میں پھر farmers کو leasing میں بھی فائدہ ہو سکتا ہے اور financing میں بھی۔ ڈاکٹر ساعد۔

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! I would like to say that I very much doubt the veracity of the statistics given along with the answer. I think what has been asked is the total cultivable land. There is a difference between cultivated and cultivable land. Cultivated land, is a land, that is being cultivated and cultivable land is the one which is fit for cultivation but which is not cultivated.

جو figures انہوں نے یہاں پر دیے ہیں - Net sown area, current fallow, culturable waste, this is all cultivated land, and not cultivable land. So, please check the statistics.

جناب چیئرمین ، ان کی بات technical ہے کہ cultivated and cultivable میں فرق کیا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب ! یہ مختلف statistics دے رہے ہیں۔ ہمیں گمراہ کر

رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، جو مختلف ہیں آپ مجھے لکھ کر دے دیں میں اس کو clarify کرا دوں گا۔

سینیٹر رضا محمد رضا، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، بی بی یاسمین شاہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب! اس میں میرا سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے سیدھا سیدھا سوال کیا ہے۔ اس کا جو جواب وزیر صاحب نے دیا ہے۔ وہ جو منصوبہ بندی کی اتنی بڑی لسٹ ہمیں دی گئی ہے۔ ہم نے صرف پوچھنا یہ ہے کہ یہ منصوبہ بندی کب تک complete ہوگی یا اس کا منصوبہ انہوں نے کب تک تیار کیا ہے؟ وزیر صاحب، ہمیں صرف اس سوال کا جواب بتا دیں۔ آپ اس میں دیکھیں کہ کتنی بڑی لسٹ لگی ہوئی ہے؟ کھالوں کی تعمیر اور بلڈوزر وغیرہ۔ ایک بات پر Minister sahib نے صرف زور دیا ہوا ہے وہ بھی بلڈوزر پر۔ اس کے علاوہ جتنی تفصیل دی گئی ہے۔ ان پر ہمیں بتا دیں کہ کتنا time لگے گا؟

جناب چیئرمین، جی بوسن صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، میں پورے سوال کی طرف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے سب سے پہلے یہ کہا کہ زمین کی جو کاشت ہے اس کے لئے پانی کی جو input ہے وہ سب سے بڑی input ہے۔ اب جب تک پانی کے اوپر اور ڈیمز کے اور ایسے فیصلے نہیں ہوں گے اس وقت تک ایک quantum jump جو آپ چاہ رہے ہیں اور یہ چاہ رہے ہیں کہ میں آپ کو بتا دوں کہ کب یہ ہوگا۔ تو وہ میرے لئے possible نہیں ہے۔ یہ different steps ہم لے رہے ہیں۔ جس میں short terms بھی ہیں اور long terms بھی ہیں۔ دونوں کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان کو ہم نے شروع کیا ہے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ اس کا حل یہ ہے، چونکہ سوالات کافی ہیں۔ کلثوم پروین صاحبہ، پری گل آغا صاحبہ، بی بی یاسمین صاحبہ اور رضا صاحب سے آپ ایک میٹنگ کر لیں۔ اجلاس کے بعد یا جب بھی آپ چاہیں ایک میٹنگ ان کے ساتھ کر لیں اور ان سے لکھ لیں۔ جو

بات رہ جاتی ہیں، آپ سوال اس پر پوچھ سکتے ہیں۔ جی پری گل صاحبہ بتائیں

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین صاحب! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تین سال پہلے میں نے بلوچستان کے لیے bulldozers اور tubewells کے بارے میں question کیا تھا جس پر وزیر صاحب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بلوچستان کو اتنے bulldozers اور tubewells دے رہے ہیں۔ جناب! ابھی تک یہ ہمیں نہیں دیے گئے۔ آج ہمیں اس چیز کی بہت ضرورت ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ بلوچستان میں اس وقت تباہی آئی ہوئی ہے۔ سیلاب آیا ہوا ہے۔ جناب! committees بنتی رہتی ہیں اور ہماری طرح سے سفارشات بھی ہوتی رہتی ہیں لیکن آج تک ہماری کسی سفارش پر implementation نہیں ہوا۔ میرے خیال میں سینیٹ کا یہ tenure بھی ختم ہو جائے گا اور bulldozers آئیں گے نہ tubewells. میں کہتی ہیں کہ جو بات floor پر کی جائے اسے پورا کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، بالکل جو آپ کو assuranace دی جائے اس پر کام ہونا چاہیے۔ بھنڈر صاحب کی کمیٹی available ہے ۔ اب وزیر صاحب نے تاریخ بھی اس کے متعلق بتا دی ہے کہ وہ دو ہفتے میں tender کر رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! آپ تمام ممبران سے پوچھ لیں کہ آج تک committees کے through ان کا کوئی کام ہوا ہے۔

(ممبران نے جواب میں کہا کہ کوئی کام نہیں ہوا)

جناب چیئرمین، وزیر صاحب! آپ ان کو تسلی کرائیں اور اگر کوئی اور بات ہے تو اس کا بھی ذکر کر دیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب! میں نے واضح طور پر یہ بات بتائی ہے کہ PSDP میں اس کے لیے اس سال کا 3.4 billion کا project ہے اور اس کی allocation بھی ہو چکی ہے۔ جیسے معزز سینیٹر کہہ رہی ہیں کہ جو پہلے ہم منگوا رہے تھے وہ supplier credit کے اوپر تھے اور اگر اس طریقے سے منگوائے جاتے تو جن bulldozers کی قیمت زیادہ ہوتی اور rate of interest بھی ان کا زیادہ تھا۔ ہم نے اس کے لیے ایک باقاعدہ رقم PSDP میں

رکھی ہے۔ جناب! کہ Cabinet Division کے اندر Public Procurement Regulatory Authority ہوتی ہے اس کی مشاورت سے ہم یہ tender float کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، اس میں financing مہنگی تھی جس کی وجہ سے delay ہوئی ہے۔ اب یہ کر رہے ہیں۔ آپ اس کی تفصیلی باتیں جیسے یہ session ختم ہوتا ہے یا question hour ختم ہوتا ہے ممبران یہاں موجود ہیں آپ مہربانی کر کے ان سے time fix کر لیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، اب واضح بات کر رہا ہوں اور نہ ہی میں کوئی ڈرامہ کر رہا ہوں۔ میں کوئی غلط بیانی بھی نہیں کر رہا، نہ ہی مجھے اس کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین، بہت سوال ہو گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، چیئرمین صاحب! میں صرف وزیر صاحب سے اتنا عرض کر رہا ہوں کہ گزشتہ جو سیلاب آئے ہیں اس میں بلوچستان کے جو initial statistics release ہوئے ہیں اس میں 70 سے 80 ارب روپے کے losses ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ سوال سے related بات کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب! وہ tubewell کی بات کر رہے ہیں۔ اس وقت خاران ڈسٹرکٹ میں سیلاب نے 600 tubewells برباد کیے ہیں اب وہاں کی زراعت کی ساری instruments wash out ہو چکی ہیں۔ میری وزیر صاحب سے request ہے کہ آپ اس کو ذرا تفصیلی طور پر لے لیں۔ میری Minister Sahib سے request ہے کہ آپ اس کو ذرا تفصیلی طور پر لے لیں۔

جناب چیئرمین، آپ Agriculture Committee کو لکھ کے بھیج دیں۔ سردار محمود صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جو question ہے میں اس کے مطابق کہہ رہا ہوں۔ ابھی حالیہ جو سیلاب آئے اس کے متعلق تو میں جواب نہیں دے رہا۔ میں آپ کو جو آپ نے ادھر سوال دیا اور میں سب کی عزت کرتا ہوں، میں ہمیشہ عزت کرتا ہوں اور اس طرح کسی کے متعلق بات کرنا میں سمجھتا ہوں، مناسب بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، صحیح ہے آپ کی بات' سردار محمود صاحب۔

سینیٹر سردار محمود خان، انہیں بلوچستان اور سرحد کا خیال آ گیا بلڈوزروں کے معاملے میں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں' مجھے خوشی ہے لیکن وزیر موصوف کو شاید علم نہیں کہ جس پنجاب سے ان کا تعلق ہے اس کے بارہ یا تیرہ اضلاع بارانی یا نیم بارانی ہیں اور ان کا رقبہ نہری علاقے سے زیادہ ہے۔ جناب والا! ہمارا قصور کیا ہے؟

جناب چیئرمین، نہیں' وہ second phase میں دے رہے ہیں۔ وہ تو ہر چیز میں وسائل کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ وہاں تعداد بالکل کم تھی اس لیے ان کو دے رہے ہیں' پہلے موجود ہیں' second phase میں دے رہے ہیں۔

سینیٹر سردار محمود خان، جناب چیئرمین! میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں ۔ ہماری حالت یہ ہے کہ لوگوں نے پیسے جمع کرائے ہوئے ہیں اور بلڈوزر نہیں مل رہے اور جو موجود ہیں وہ اپنی زندگی ختم کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ جو Government کی طرف سے دے رہے ہیں یہ اس کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر سردار محمود خان، صرف ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم بارانی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور آج تک ہمیں نمائندگی نہیں ملی۔

جناب چیئرمین، بہرحال انہوں نے آپ کو سنا ہے انشاء اللہ اس پر جو بھی ہو سکتا ہے وہ کر دیں گے۔ جی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میں اپنی بہن محترمہ سینیٹر پری گل آغا صاحبہ کی ایک تشویش کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ وہ فرما رہی ہیں کہ committees کی کارکردگی کس حد تک مؤثر ہے۔ وہ آئیں ہمارے ریکارڈ کو دیکھیں ۔ بمنڈر صاحب Government Assurances Committee کے ہیں تقریباً پندرہ سولہ ایسی assurances جو یہاں پر Minister Sahib نے دیے وہ ہم نے solve کرا دیے ہیں۔ وہ مؤثر بھی ہیں۔

جناب چیئرمین، میں نے بھی یہ عرض کیا ہے کہ assurances اگر نہ ہوں تو

بھنڈر صاحب کی کمیٹی موجود ہے۔ اس کی طرف رجوع ہو سکتا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جو بھی مسئلہ ہماری کمیٹی میں آیا ہم نے الحمدللہ اس کو اسی وقت سے کرایا۔ اگر یہ بھی ہماری کمیٹی میں آنے گا تو انشاء اللہ ہم ان کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ یہ بھی حل ہو گا۔

Mr. Chairman: We will go to the next Question No. 98, Senator Tahir Hussain Mashhadi Sahib.

98. ***Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 02-04-2007 at 11:40 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to ate:

(a) the number of Basic Health Centres in the country with province wise break-up; and

(b) the number of persons working in those Centres; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government to establish more Basic Health Centres during the financial year 2006-07?

Mr. Muhammad Nasir Khan:

(a) Province	BHUs	RHCs	Dispensaries
Punjab including Islamabad Capital Territory	2,469	299	1539
Sindh	757	103	2082
NWFP	937	88	543
Balochistan	498	70	548
Total:	4,661	560	4,712

(b) Province	Staff working in BHUs, RHCs and Dispensaries
Punjab including Islamabad Capital Territory	83,211
Sindh	26,540
NWFP	21,924
Balochistan	15,351
Total:	147,026

(c) Yes.

Mr.Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you, Mr.Chairman!

جناب چیئرمین، مشہدی صاحب ایک سیکنڈ۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، ایک رپورٹ ہماری Monday کو آ رہی ہے جس میںجتنی بھی assurances آئی ہیں ان کی رپورٹ موجود ہے۔

جناب چیئرمین، جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman! the honourable Minister has given a detailed reply to the first half but he has given a one word reply to 3rd part of my question in which I had asked that if there is any proposal under consideration of the government to establish more Basic Health Centres during the financial year-2006 and 2007. He has said 'yes'. Yes, can mean one and yes can mean one million.

جناب چیئرمین، اگر آپ detail دے دیتے تو وہ اس میں add کر دیتے۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: It would have been better, how many, where and when?

Mr. Chairman: Because sometimes when they give details the people say that we only wanted the principles

question میں اگر آپ add کر دیتے if so, and the details or break down? تو

وہ detail ابھی that would have, I think conveyed the message very clearly.

آپ کو دے دیتے but question میں ہمیشہ یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں wording ایسے کر لیں جو آپ کو چاہیے it should convey that.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Right Sir, thank you and with regards to the answer, is it in the knowledge of the honourable Minister that the belated condition of these Basic Health Centres especially in the Province of Sindh and the Rural Health Centres and the Dispensaries. They are in a shabby condition, they are broken down, they have hardly any medicines and they have no equipment worth-mentioning or just figures being maintained or all these Health Centres also being maintained so that the poor people can get some sort of health services in the rural areas. Thank you Sir.

جناب چیئرمین، جی نصیر خان صاحب۔

Mr. Muhammad Nasir Khan (Federal Minister for Health):Mr. Chairman! the honourable Minister had asked about two things. Primarily one as he wants is, because he just asked, is there any plan and we said, yes. But in the future the physical targets basically are we going to build

about in the last year 2006 and 2007, 70 new Basic Health Units and 30 new Rural Health Centres. Out of 70, 63 have been built and out of 30, 24 have been built for the Rural Health Centres. So, that is the total amount and which is about 90% for the new Basic Health Units and 84% for the Rural Health Centres. So, that is the number that the honourable Senator wanted. The second. Mr. Chairman, the honourable Senator said, yes, I agree with him that like we have about 4712 basic health units and alot of them were not functioning as they should be and that is why two years ago if you remember also I said we should not build anything new but consolidate what we have. Because we have the primary health care which is the basic health unit and rural health centre in Tehsil and District Hospitals. So, for example, in Punjab for the last one and half years we have spent about 3 and half billion rupees to consolidate this that is to provide, to repair them, civil works survive, equip them, manage them and stock them with medicines I totally agree with the Senator. I have said that even if we don't build anything new but get all this consolidated we can change the health care system specially the primary health-care system in Pakistan. So, I agree with the honourable Senator but then everything is not as such the honourable Senator has said. A lot of them are functioning well but they have a lot of problems, a lot of basic health units have problems. But overall about 70% of the basic health units in the rural health centres are functional. They are providing medical care to the areas that they are located in and I think some of them are doing a very good job and some of them are not doing well but I think overall we

are moving to the right direction and as we get the more managerial capacity at the district level, I think the performance will improve.

Mr. Chairman: Bilour Sahib.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: A very simple question to the honourable Minister, Sir. The grant has been given to the Health of Rs. 8915.476 million. The expenditure is 7904.85 million. It is 101.627 million rupees short-fall. Why has it not been expanded? Are we healthwise now self-sufficient or everybody is alright? There are a lot of medicines available, why this amount is pending Sir? I have a small question, Sir.

Mr. Muhammad Nasir Khan: This is question No.68, sorry.

Mr. Chairman: Swati Sahib.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, the honourable Minister has already conceded that they have not been developing the new units and I am repeating myself the aspirations of this House as well as of the National Assembly and the people of this country is why are we not developing getting rid of all the hierarchy that we have created at the Federal level ? Give it to the district level so that we can strengthen our basic units where we can provide something to the poor of this country.

Mr. Chairman: Khan Sahib.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman! what the honourable Senator has said, that is exactly what the devolution plan is doing. I mean there is a lot of human resource and a lot is going on at the district level but then I think the certain things that the Federal

Government has to do, for example, you can only have one captain of a team, you can have never the teams and the Federal Government basically is to give direction and uniformity of teaching throughout the provinces so that we all go in one direction but then there is also a lot of difference between the human resource quality of the federal, provincial and district levels. That is why we have to enhance the managerial capacity at the district level and this will improve but let me assure the honourable Senator that there are a tremendous number of units at the district level which are already functioning and working and I think they just have to enhance their capacity in professionalism and the capacity to sort and increase the health-care.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: As far as the execution is concerned, how somebody from the heart of the capital can go and execute and implement at the district level ..

Mr. Chairman: They will have to keep the capacity for that. But to share with the province they will have to build the capacity for that.

Mr. Muhammad Nasir Khan: This is exactly that all the rural health centres are with the provincial governments and the districts. For example, every basic health centre in tehsil and district is with the provincial government. The districts and the EDOs which is the health sort of officer at the district level before these to be called DHOs which are District Health Officers, now they are called EDOs, but every thing is done at the district level not by us, we just keep a supervision of the

national programmes and the federal institutions that we have. But over all we just have the health policy for all the four provinces so that there is uniformity between all the four provinces.

Senator Rehmat Ullah Kakar Advocate: Seventy per cent of BHUs and RHCs are functional where the remaining 30 per cent of the BHUs and RHCs are nonfunctional, billion of rupees have been spent on their buildings

مہینے کا دو سے تین ہزار روپے دوائیوں کا quota ہے۔ Interior Balochistan, Sindh, Punjab میں لوگ ان عمارتوں کو مال مویشیوں کے چارے کے ڈپو کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ انہوں نے 30 per cent کی چھوٹ دی ہے، یہ کھلی کرپشن ہے، ان کی دوائیاں کہاں جاتی ہیں؟

جناب چیئرمین، میں درخواست کروں گا کہ جب تین ضمنی سوال ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد سوال نہ اٹھایا کریں بلکہ پہلے جب سوال کا جواب شروع ہوتا ہے اس وقت اٹھا لیا کریں کیونکہ پھر ہمارے باقی ممبرز deprive ہو جاتے ہیں۔ آپ کا سوال ہے کہ medicines کی پوری delivery ہو رہی ہے یا نہیں؟

جناب محمد نصیر خان، جناب چیئرمین! سینیٹر صاحب نے جو بات کی ہے میرے خیال میں، میں نے کہا ہے کہ 30 per cent are not functioning as they should be اس کے معنی یہ نہیں ہیں جو یہ لے رہے ہیں لیکن یہ بالکل درست کہہ رہے ہیں کہ اس سلسلے میں administration صحیح نہیں ہے but we will look into this matter also.

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! آپ کی کوئی تجاویز ہیں تو ان کو دیں، ان کی تجاویز یہ ضرور consider کریں گے۔ راحت حسین صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، فاٹا کے متعلق ضمنی سوال ہے کہ اس میں فاٹا کا کوئی ذکر نہیں ہے کیا وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ فاٹا میں 2007 میں کتنے مراکز کھولے جائیں

گے اور پہلے سے بھی وہاں کتنے موجود ہیں؛ ان کی ذرا تفصیل بتا دیں۔

جناب محمد نصیر خان۔ جناب چیئرمین! اگر سینیٹر صاحب میرے پاس آ جائیں تو میں ان کو فاٹا کی ساری تفصیل دے دوں گا۔

سینیٹر حافظ رشید احمد، جناب چیئرمین! کل بھی میرا یہ گلہ تھا کہ وزیر صاحب جب کسی سوال کے جواب میں صوبہ وار تفصیل بتاتے ہیں تو اس میں ہمارے فاٹا کا ذکر نہیں ہوتا تو کیا فاٹا پاکستان کا علاقہ نہیں ہے؟

جناب چیئرمین، کئی مرتبہ صرف صوبوں کے متعلق سوال ہوتا ہے but FATA should also be considered. اس کو دیکھ لیں گے۔ I have a request from Mr. Enver Baig, he has a doctor's appointment, he wants his questions taken up, if it is OK with the House, we will take up question No.77.

77-A. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 21-06-2007 at 10:45 a.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) *the names, grade and place of present posting of the employees of the Ministry of Foreign Affairs in BPS-17 and above who are married to the foreign national indicating also the names and nationality/nationalities of spouse; and*

(b) *the names of the said foreign spouse who are employed indicating also the names of employers in each case?*

Mian Khurshid Mehmud Kasuri: The required information is attached at Annex-A.

Annexure-A

S.#	Name of the officer, Designation & Grade/BS	Name of the Spouse	Nationality	Whether employed or not	Address of the employer/ work place
1.	Mr. Riaz Mohammad Khan, Foreign Secretary (BS-22)	Mrs. Susan R. Johnson	American	Employed	Senior Coordinator Bureau of Democracy, Human Rights and Labour Affairs, Washington

2.	Mr. Munir Akram, Permanent Representative to UN, New York (BS-22)	Mrs. Christine Akram	American	Employed	Teacher, International School of Geneva "La Chataigneraie" La Grand Boissarie, Pregny-Rigot 1297 Founex.
3.	Mr. Tariq Osman Hyder, Additional Secretary, MOFA, (BS-21)	Mrs. Jenice Hyder	Belgian	Housewife	N/A
4.	Mr. Masood Khalid, Additional Secretary, MOFA(BS-21)	Mrs. Sonia Sunghee Song	South Korean	Housewife	N/A
5.	Mr. Abdul Malik Abdullah, Ambassador of Pakistan, Dakar (Senegal), (BS-20)	Mrs.Yasmin Abdullah	Japanese	Housewife	N/A
6.	Mr. A. S. Babar Hashmi Minister, Embassy of Pakistan, Belgrade (BS-20)	Mrs. Jana Stovoka	Czech Republic	Housewife	
7.	Mr. Tariq Iqbal Soomro, Counsellor, Embassy of Pakistan, Bradford (BS-19)	Mrs. Maria Lourdes Soomro	Fillipino	Housewife	N/A
8.	Mr. Zaheer A. Janjua, Director, MOFA, Islamabad. (BS-19)	Mrs. Karen M. Janjua	American	Employed	Director, (Donor Relations) Devolution Trust For Community Empowerment (DTCE), Islamabad
9.	Mr. Ahmad Hussain Dayo, Director MOFA (BS-19)	Mrs. Ilva Moleenar	Dutch	Housewife	N/A
10.	Mr. Nadeem Ahmad, First Secretary, Embassy of Pakistan, Jordan. (BS-18)	Mrs. Sakina Titah	Algerian	Housewife	N/A
11.	Mr. Ali Javed First Secretary, Embassy of Pakistan, Rabat (BS-18)	Mrs. Laila Hacini	Moroccan	Housewife	N/A
12.	Syed Ali Asad, First Secretary, Embassy of Pakistan, Geneva. (BS-18)	Mrs.Matsuyama Toshiko	Japanese	Employed	M/S Sharp, Osaka Japan
13.	Mr. Murad Ashraf Janjua, First Secretary, Consulate General of Pakistan, Istanbul (BS-18)	Mrs.Duygu Kut Janjua	Turkish	Housewife	N/A

Mr. Chairman: Any supplementry?

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

from the honourable Foreign Minister, if you look at serial number one, Mr. Riaz Muhammad Khan, the Foreign Secretary in Grade 22, his wife is an American National, Mrs. Susan R. Johnson, employed as Senior Coordinator Bureau of Democracy, Human Rights and Labour Affairs, Washington. This is probably in the State Department and apparently she is holding an ambassadorial status.

I am not doubting the integrity of the Foreign میرا سوال یہ ہے کہ خدانخواستہ
Secretary, he is a thorough-bred Pakistani لیکن جناب والا! جب ان کی بیگم کی
afterall انسان ہے ' میں ہیں American State Department پر sensitive posittion
he is a human being like me and everybody else انسان کی گراری کسی وقت پھر
سکتی ہے

and all the documents which go to the Foreign Secretary are of very very sensitive nature as far as the Government of Pakistan is concerned and again this gentleman is on extension of contract and I have also read in the newspaper that he is getting another extension of contract. Sir, I think, it is logically not right and the Government of Pakistan must think about it and try to replace the gentleman.

sensitive اتنی یہ کیونکہ لیکن I don't doubt his integrity میں پھر یہ کہتا ہوں کہ
and his wife is working for the State Department....... ہے position

Mr. Chairman: I think we will hear the Minister. I think there is a Government regulation, you need to have a permission. At that time

nobody knows in the future who will end up where and I think we should not doubt the integrity of the senior people. They are responsible enough. We should keep that in mind also.

بہر حال وزیر صاحب آپ اس کا جواب دے دیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please have your seat and hear the answer.

Makhdoom Khusro Bakhtiar (Minister of State for Foreign Affairs): Sir, the honourable Senator has asked a question and very pertinently so. Let me place it on the floor of the House that as per Government Servant Marriage in Foreign National Rules 1962, no Government official can marry a foreign national unless and until he seeks a permission from the competent authority and in this case the competent authority is the Prime Minister. All these marriages which took place, number in totality is around 13 in the Foreign Service, have been duly approved by the competent authority but to refer to another point which he was referring to that because of this marriage, the sensitivity of the job has state's secrets being compromised in any way or not or is there is a possibility of compromise of the State's secret. I can assure him and I totally concur with him that the Foreign Secretary is known for his integrity, his uprightness and his efficiency. When he married with the said national, he was not the Foreign Secretary, he was working, I am sure, as not a very senior officer in the Foreign Service and he had sought permission from the then competent authority to get married to that

individual and as I have no reason to doubt that the Prime Minister of Pakistan Zulfiqar Ali Bhutto as Prime Minister was in a wedlock with Iranian national as he watches for the Foreign Secretary's integrity, I am sure I am for his integrity that no State secret was ever compromised in the marital base. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: In fact it can work that you can have access for the thing also, if this applies. So, let us go on the next question.

Senator Muhammed Enver Baig: Sir, I would like to ask the honourable Minister
کہ جب انہوں نے شادی کی، ٹھیک ہے I agree, he must be a low ranking officer in
the Foreign Ministry لیکن جب ان کی appointment کر رہے تھے as Foreign
Secretary تو اس وقت کیا یہ بات consideration میں نہیں آئی کہ
gentleman's wife is a foreign national and an American nationl working for the State Department.

Mr. Chairman: That is a fact,
ضروری آئی ہو گی۔ ان پر confidence ہو گا۔ انہوں نے یہ بتایا ہے۔

سینیٹر محمد انور بیگ ، پھر جناب! اس کے بعد ان کو service میں extention
دی گئی۔ اب اخبارات میں پھر آیا ہے کہ ان کو پھر extention دی جا رہی ہے۔
Is this the pressure of the State Department to keep on giving the extention to the gentleman.

Mr. Chairman: I don't think there is anything like that. Now, let us go on back to the question. No other question on that. We will go to Question No.68, Mr. Talha Mehmood.

68. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 28-02-2007 at 08:40 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the amount of foreign aid received by the Government for health sector during the last three years and its utilization with province-wise break up; and

(b) the names of the countries and organizations which provided the said aid?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) The amount of foreign aid received through Economic Affairs Division for the projects in health sector during the last three years was **Rs. 8,915.478 (M)** out of which an amount of **Rs. 7,904.851(M)** was utilized. Province-wise break-up thereof is, as follows:—

(Rs. in million)

	2004-05	2005-06	2006-07	Total
Punjab	975.982	991.996	1026.433	**2994.411**
Sindh	435.220	442.627	457.006	**1334.853**
NWFP	313.260	317.510	339.402	**970.172**
Balochistan	99.594	104.029	112.720	**316.343**
AJK	38.220	38.220	39.620	**116.060**
	2004-05	2005-06	2006-07	Total
FANA	12.980	12.980	13.280	**39.240**
Total	**1875.256**	**1907.362**	**1988.461**	**5771.079**
Federal	**296.097**	**1181.350**	**656.325**	**2133.772**
Grand Total:	**2,71.353**	**3088.712**	**2644.786**	**7904.851**

(b) Names of donor agencies/organization are as follows: —

1. Asian Development Bank (ADB).
2. Canadian International Development Agency (CIDA/WHO).
3. Global Alliance for Vaccines and Immunization (GAVI).
4. Global Fund against AIDS . TB and Malaria (GFATM).

5. International Union Against Tuberculosis and Lung Diseases (IUATLD).
6. Japan International Cooperation Agency (JICA).
7. UK Department for International Development. (DFID).
8. USAID/WHO.
9. World Bank (WB).
10. World Health Organization (WHO)

Mr . Chairman: Any supplementary question? Yes , Talha Mehmood.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان : جناب! میرا وزیر محترم سے یہ سوال ہے کہ یہ جو رقم وصول کی ہے، غیر ملکی امداد وصول کی ہے انہوں نے، اس سے کون کون سے project شروع کیے گئے ہیں؟ کیا انہوں نے صوبائی حکومت کے ذریعے خرچ کیا ہے یا وفاقی حکومت سے خرچ کیا ہے؟ پھر یہ جو رقم کا فرق ہے۔ یہ 79 اور 89 کا جو فرق ہے جو یہ رقم بچ گئی ہے۔ اس رقم کا انہوں نے کیا کرنا ہے، یہ کب خرچ ہوگی اور کیسے خرچ ہوگی؟ اور جو امداد انہوں نے وصول کی ہے اس کی شرائط کیا ہیں۔ وہ بھی ذرا بتائیں۔ جو جو سوالات میں نے کیے ذرا مہربانی کرکے مجھے سارے سوالات کے جواب دیں۔ اگر آپ نے ان کو نہیں لکھا ہے تو ضرور لکھ لیں۔

جناب چیئرمین : نصیر خان صاحب۔

جناب محمد نصیر خان : جناب! انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ سارے جوابات دیں لیکن سب سے پہلے جو انہوں نے سوال کیا ہے اس کا میں جواب دوں گا۔ Primarily, اس میں جو programmes ہیں وفاقی حکومت کے وہ سارے basically districts and provinces

for کے لیے ہوتے ہیں۔ For example, اب انہوں نے پہلی بات کی ہے کہ ورلڈ بنک نے
example کیا ہے for the enhancement of HIV AIDS Control Programme. یہ سارا
چاروں provinces میں ہے، ان کے اپنے chapters ہیں اور انہی کے through یہ سارا
expenditure ہوتا ہے۔

دوسرا Asian Development Bank ہے، Women Health Project تھا جو ختم
ہو چکا ہے but that was again for provinces. پھر reproductive health ہے،
اس کے بعد JICA نے strengthening of the immunization services (GAVI).
ہمیں دیا ہے، in country training programme on the safe motherhood in the
دوسرا ایک اور ہے، MCH Center in the country. in country training programme
Health ایک اور ہے safe management of new born infants, JICA کا
Management Information System. Rehabilitation of Children Hospital at
PIMS and also Polio and EPI Programme جو ہیں یہ بھی JICA کے ہیں۔ اس کے
علاوہ (DFID) کا ہے is the National Health Policy Unit Programme. So,
primarily, جتنے بھی programmes ہیں، they are through the provinces and the
districts because Islamabad میں تو ان کو implement کر ہی نہیں سکتے،
they are primarily for the nation.

دوسری جو آپ نے بات کی ہے، I think on the balance, وہ یہ ہے کہ some of
the money has not been utilized and for example یہ جتنے بھی programmes ہیں
there is no such thing as lapse of the funds. So, they have been carried
on for the next year. جس میں there was certain problems regarding
coordination among the provinces کیونکہ انہوں نے اپنی نئی seats بنائی ہوتی،
managerial capacity نہیں کرتی، اس وجہ سے
utilization has been a little bit out but generally this money is not being
lapsed, they will be used if the proceeding is clear.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، اس کو کب تک خرچ کریں گے؟ تین سال تو ہو چکے ہیں۔ اس کو کیسے خرچ کریں گے؟ اس کا انہوں نے کیا schedule بنایا ہے؟

جناب محمد نصیر خان، اس کے کئی programmes ہیں۔ These all are not for one year. اس میں سے کچھ programmes ہیں ہی تین سال کے لیے۔ کچھ ہیں دو سال کے لیے and some of them are for one year.

Mr. Chairman: Are they on schedule? Are they following the schedule?

Mr. Muhammad Nasir Khan: In this way all the money will be utilized.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب! اس میں میں نے ان سے شرائط پوچھی تھیں کہ وہ کیا شرائط ہیں جن شرائط پر انہوں نے رقم وصول کی ہے۔ یہ جو aid ملی ہے اس کی شرائط کیا تھیں؟

جناب محمد نصیر خان، جتنی بھی aid ملی تھی اس کی different شرائط ہیں۔ But most of them basically are grants and since the last three years all money that we have received is in the form of grant. So, basically, پہلے جو ہوئی ہیں اس میں اگر مجھے exactly بتا دیں کہ کون سا programme ہے because there are so many programmes.

جناب چیئرمین، میرے خیال میں آپ سوال دوسرا پوچھ لیں وہ آپ کو جواب دے دیں گے۔ جی کوثر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بالکل سادہ زبان میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ تقریباً 9000 million rupees جو ہیں یہ ہمیں foreign aid کے طور پر ملے جو ہم نے اپنے health sector میں لگائے۔ گزشتہ تین سالوں میں ہم نے اپنے ملک کے بجٹ میں کتنے پیسے اپنے health sector میں لگائے؟

جناب چیئرمین، خان صاحب۔

جناب محمد نصیر خان، جب میں 2002 میں آیا جب ہمارا پہلا بجٹ 3.4 ارب کا تھا۔ Proceeding year ہم نے 4.3 ارب کیا۔ اس وقت ہمارا جو federal budget ہے it is about 15.8 billion اور provinces کا جو پچھلے سال تھا وہ 45 billion of the whole four provinces. اگر overall دیکھیں تو میں پچھلے سال 2005-06 کی بات کر رہا ہوں، it is about 70 billion rupees جو ہم نے اپنے enhance کیے۔ اس سے پہلے 2004 میں total aggregate جو provinces کا تھا وہ 14.5 تھا۔ So, they have come to about 45-50 billion. So, there is a lot of increment in all the provinces and also in the capital. جب میں آیا it was 3.4 billion جب کہ آج 15.8 billion. So, overall, there has been a lot of enhancement in the federal budget in health.

Mr. Chairman: Now, we will go on to next question No.69, Mr. Talha Mehmood.

69. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:**: (Notice received on 08-03-2007 at 08:15 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to reserve seats in medical colleges for the students belonging to less developed areas, if so, its details?

Mr. Muhammad Nasir Khan: There is no proposal under consideration of Government at the moment to increase the reserve seats in Medical Colleges for the students belonging to less developed areas.

There are already 28 reserved seats for less developed areas in Punjab and NWFP provinces respectively, whereas in Sindh and Balochistan provinces, the merit seats in the medical colleges are already distributed district-wise. Therefore, the candidates belonging to the less developed districts have to compete with the students of the same districts for admission in medical college.

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Talha Mehmood.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کون کون سے districts ہیں جن کے لیے یہ seats مختص کی گئی ہیں؛ اور اس کا criterion کیا ہے؛ کیا یہ حقداروں کو ہی ملتی ہے؛

جناب چیئرمین، وہ تو ضرور حقداروں کو ملنا چاہیے' یہی criterion ہے۔ It is all under a system, under a criterion and being adhered to.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Generally, sir, all the projects, for example, let us talk about HIV AIDS, it is for the whole nation, there is no criterion basically for one but where the incidence is much higher naturally there will be more money and more facility. If you give me any specific programme. - - -

جناب چیئرمین، یہ سوال نمبر 69 پر reserve seats کی بات کر رہے ہیں۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: I am sorry, I was wrong.

میں 69 پر آتا ہوں۔ اس میں تین' چار چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ there are reserve seats. یہاں جو ہے actually it is bit misleading, there is no proposal. There are seats, for example, in the Punjab, there are 28 seats reserved for the less developed area. اسی طرح NWFP میں ہے۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: The less criteria

اسی طرح NWFP میں باقی سندھ اور بلوچستان انہوں نے اپنی planning میں already they have given flap to the less developed districts in thier own provinces but the total number for Balochistan and Sindh is not available because they have already all these districts

انہوں نے خود devide کرکے دیا ہے۔

جناب چیئرمین، نمبر ۷۰، مسز گلشن سعید صاحبہ۔ اس پر ۶۹ پر مختصر رکھیے۔ فردوس کوثر صاحبہ۔ ان کو کرنے دیں پھر اس کے بعد آپ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، ہمارے وزیر اعظم صاحب نے کشمیر میں بھی اعلان کیا تھا کہ کشمیر بچوں کو بھی ہم پشاور میں میڈیکل کالج میں reserve کوٹا دیں۔ وہاں کے کچھ لوگوں نے مجھے approach کیا تھا کہ ہمیں seat نہیں ملی میں پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ ان کا جو reserved کوٹا تھا اس میں سے انہیں seats دے دی گئی ہیں یا نہیں؛

جناب محمد نصیر خان، اس میں جو ساری سِٹیں ہیں وہ ساری صوبے میں use ہو گئی تھیں اور صوبے نے خود کہا تھا but unfortunately I think there were a lot of other people who are not directly linked with the earthquake area. وہ بھی اس کا فائدہ اٹھانا چاہ رہے تھے but unfortunately جب اتنی زیادہ demand ہو گی there were not enough seats primarily for them but inspite of that ہم نے دوسرے صوبوں میں بھی کہا تھا کہ آپ earthquake stranded areas دیں لیکن تھوڑا سا misuse ہو گیا

a lot of people are complaining, but they were coming not from the earthquake area but other areas.

سینیٹر ساجد میر، Question Hour بڑھا دیا گیا ہے۔ ایک گھنٹہ تو ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ رہتا ہے۔ ایک گھنٹہ ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر ساجد میر، نہیں، زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں، پہلے adjourn ہو گیا تھا۔ 11.46 پر شروع کیا ابھی 12.46 ہوئے ہیں تو یہ ختم ہو رہا ہے۔ جی، میرے پاس time لکھا ہوا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میرا اس پر سپلمنٹری ہے ---

جناب چیئرمین، کرلیں اس کے بعد ختم کریں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اس میں یہ گزارش ہے کہ سوال یہ پوچھا گیا

ہے کہ گورنمنٹ کے under consideration کوئی ایسی proposal ہے کہ less-developed areas کے میڈیکل سٹوڈنٹس کے لیے seats میڈیکل کالج میں رکھی جائیں۔ جواب یہ ہے کہ پنجاب اور فرنٹیئر میں ۲۸ سیٹیں رکھی گئی ہیں لیکن سندھ اور بلوچستان میں جو less-developed area کے students ہیں وہ میرٹ کی seats پر compete کریں گے تو یہ double standard کیوں ہے؟

جناب چیئرمین ، یہاں پر صوبے کی اپنی پالیسی ہے۔ It is a provinicial matter اور سندھ میں district-wise کوٹا ہے تو صوبوں کا کوٹا ہوتا ہے۔

جناب محمد نصیر خان ، Let me explain اگر آپ اجازت دیں گے یہ ہے کہ صوبوں نے خود ہی ڈسٹرکٹ پر already seats اپنی پلاننگ میں رکھ لی ہیں تو یہ ہے کہ انہوں نے نہیں رکھی انہوں نے خود ہی پہلے پلان کرکے اپنی seats رکھ لی تھیں۔

جناب چیئرمین، ڈسٹرکٹ پر جو آئیں گے وہ میرٹ پر آئیں گے اور اس سے expectation ہے کہ وہ واپس جا کر اپنے ڈسٹرکٹ میں کام کریں لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا وہ بھی ہونا چاہیے۔

This brings us to the end of the Question Hour. The remaining answers are tabled and will be taken as read. I will read out the leave applications.

\+ [The question hour is over the remaining questions and answers are taken as read and placed on the table of the House.]

70. ***Mrs. Gulshan Saeed:** (Notice received on 16-03-2007 at 11:30 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Government has allowed establishment of TB and Hepatitis, Centers in private Sector, so, the number of such centers allowed during the last two years with province-wise break-up; and

(b) the amount received by the Government from foreign countries and institutions/organizations for the said centers during the last two years and the amount provided to those centres out of the same with province-wise break-up?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) The Government of Pakistan has allowed establishment of T.B. Centres in private sector. Public sector health facilities are provided free TB/DOTS services. Province-wise break up has been given in Annex.I.

(b) Foreign assistance/funding is provided by donors through National TB Control Programme. The amount received from foreign donors during the last two years has also been mentioned in Annex.

(Annexure has been placed on the Table of the House as well as Library).

71. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 13-04-2007 at 09:45 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state :

(a) whether it is a fact that 81 drug manufacturing companies in the country are selling same medicines under different names and prices; and

(b) the steps being taken by the Government to rationalize the prices of such medicines and other medicines in order to bring them at par with prices prevalent in China and India?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) Registration of different brands have been granted to licensed manufacturers to ensure smooth availability of the products

at competitive prices. Many brands have same prices whereas other have variation in prices:

(ii) It is a universal phenomenon that prices of different brands of same generic medicine usually vary from each other e.g. there are 211 brands available in India of single generic medicine at different prices.

(b) As per provision of Drugs Act, 1976, Federal Government fixes maximum retail price of drugs:

(i) Since December 2001 Government of Pakistan has not allowed across the board price increase on medicines despite high inflation and increase in manufacturing cost.

(ii) To discourage discrimination in the prices of drugs, the Federal Government has adopted a uniform price mechanism for both imported/ locally produced products to encourage the local industry to increase production of the drugs. Accordingly, since April, 2004 uniform prices of all drugs registered in the country are fixed after considering all the facts and figure through an eight (8) member committee comprising of eminent experts of diversified fields including Surgery, Medicine, Pharmacology, Pharmacy, Accounts etc. Pharma Industry, both, national and multinational had also representations in the said committee through their respective associations *i.e.* PPMA and Pharma Bureau.

(iii) Ministry of Health has granted expeditious/fast track registrations to a number of local manufacturers for many essential/life saving drugs as substitute of the drugs which previously remained in short supply. To ensure their free, smooth and adequate supply/availability in the market at competitive prices.

(iv) Ministry of Health is also encouraging local manufacturing of pharmaceutical raw material which will cause decrease in medicine prices and self reliance.

(v) Ministry of Health keeps continuous watch on prices of drugs in the market to ensure that no pharma company is selling its products above their fixed prices. In case any firm (Manufacturer/sale establishment) is found contravening the provisions of Drug Act, 1976 and the rules framed there under, is dealt accordingly as per codal provisions.

(vi) A recent apple to apple price comparison of drugs marketed by multinational companies shows that 61% essential drugs are cheaper in Pakistan than India and 39% are cheaper in India.

(vii) Price comparison of medicines with China is not appropriate due to free provision of utilities and infrastructure facilities by the Chinese Government to pharmaceutical industry and much larger economies of scale.

72. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 14-04-2007 at 08:25 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the kidney problem is increasing in the country, if so, its reasons; and

(b) the steps being taken by the Government to control water born diseases?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) Yes. It is true that Kidney Diseases are increasing in Pakistan. There are 3 reasons for this:—

* Increasing occurrence of diabetes in the population.
* Increasing Hypertension in the population.
* Increasing awareness leading to increased diagnosis.

(b) 1. Most water borne disease spread through consumption of unsafe water. To make water safe all major water reservoirs are treated with chlorine to kill bacteria etc before water is distributed in to the main system (to public). This process curtails major spread of infection through water.

2. Messages pertaining to preventive personal hygiene such as use of boiling water and washing hands with soap to reduce spread of water borne diseases are amply displayed.

3. Installation of filtration plants is another major initiative taken by the government to supply clean drinking water to the public and this shall also help a lot in controlling water borne diseases.

This programme is under two parallel phases:—

(i) Clean Drinking Water Initiative (CDWI) whereby 544 plants are being installed one in each district of the country:

  * 328 water filtration plants have been installed.

  * 220 are functional.

* 108 completed but non-functional due to non-availability of utilities connections (electric, water, drainage).

* 78 are near completion.

(ii) Clean Drinking Water for All (CDWA) initiated in the year 2005-06 under which:

* 6035 water filtration plants will be installed in each union council.

* Further 28,000 villages having a population of 1000 and above will also be covered.

73. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 14-04-2007 at 08:15 a.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state the steps being taken by the Government to prevent over-fishing in deep sea waters of Pakistan?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: There is no over-fishing in the deep sea waters of Pakistan as the quantity of fish being harvested in federal jurisdiction is below the Maximum Sustainable Yield (MSY). Federal waters extends from 12-200 Nautical Miles (NM) with following division:—

* 12-35 NM Zone-II (with 12-20 as Buffer Zone).

* 35-200 NM Zone-III.

(i) Only 12 vessels out of 20 licenses issued fished in Zone-II from 2002 to 2005. The fish caught was around 3500-4000 metric tons annually against the total MSY of around 27,000 metric tons. After 2005 no vessel operated.

(ii) In Zone-III since 2001 till to date no stern trawler remained in operation and MSY of 16,000 m.tons is un-exploited. However, only 22 tuna long liners as against 50 envisaged in the policy operated from March, 2005 to Sept.2006. Total fish caught was 8,500 metric tons annually as against the total of 28,340 tons caught by 55 tuna long liners in 1992. At present no tuna long liner is in operation.

The following additional meas ·es are taken to safeguard the interests of coastal fishermen of Sindh and Balochistan.

* Federal Government has restricted medium sized fishing vessels beyond 20 NM by creating a buffer from 12-20 NM.

* Installation of satellite-based Vessel Monitoring System (VMS) has been made mandatory for the vessels with its headquarters in Maritime Security Agency (MSA), Ministry of Defence to prevent poaching/ zone limit violation by these vessels.

* A stock assessment survey in Exclusive Economic Zone will be launched by Norwegian Research Vessel "Dr. FRIDTJOF NANSEN" from year 2007-08.

74. ***Mr. Haroon Khan:** (Notice received on 04-05-2007 at 08:20 a.m.)

Will the Minister for Textile Industry be pleased to state:

(a) the growth in textile exports during the last ten years with year-wise break up; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to announce in the next budget incentives for the textile industry to boost its exports, if so, its details?

Mr. Mushtaq Ali Cheema (a) The year-wise details of the last ten years exports of the Textile Sector is enclosed **(Annex-A).**

(b) The Government of Pakistan has announced following measures to stabilize the textile sector of the country in the Budget of FY 2007-08:—

1. DTRE system has been revamped whereby the import of PSF has been allowed through DTRE.

2. R&D facility will also be available to fiber manufacturers @ 3.5%, which will be availed through SBP.

3. The facility of 3% concession on interest rate to spinning sector is granted.

4. Similarly, for exporter the existing With Holding Tax (WHT) rate of 0.75% to 1% is being rationalized and 1% rate of WHT has been proposed.

Annex-A

Textile Industry - Export Performance

S.No	Products	1996-97	1997-98	Growth % Age	1998-99	Growth % Age	1999-00	Growth % Age	2000-01 (July-June)	Growth % Age	2001-02 (July-June)	Growth % Age	2002-03 (July-June)	Growth % Age	2003-04 (July-June)	Growth % Age	2004-05 (July-June)	Growth % Age	2005-06 (July-June)	Growth % Age
1	Raw Cotton																			
	Qty (M. Kg)	20.958	88.65	322.99	1.748	-98.03	82.959	4645.94	135.094	62.84	34.958	-74.12	55.100	57.62	37.307	-32.29	117.084	213.84	63.025	-46.17
	Value (M.$)	30.749	126.139	310.22	2.327	-98.16	72.554	3017.92	139.279	91.97	24.730	-82.24	49.016	98.20	47.671	-2.74	109.957	130.66	67.406	-38.70
2	Cotton Yarn																			
	Qty (M. Kg)	508.188	461.919	-9.10	421.481	-8.75	512.971	21.71	545.134	6.27	540.010	-0.94	519.329	-3.83	499.071	-3.90	504.722	1.13	694.526	37.61
	Value (M.$)	1411.519	1159.542	-17.85	945.189	-18.49	1071.616	13.38	1073.543	0.18	929.691	-13.40	928.358	-0.14	1126.876	21.38	1056.535	-6.24	1424.154	34.79
3	Yaran Otherthen Cotton Yaran																			
	Value (M.$)	77.513	115.060	48.44	65.378	-43.18	90.027	37.70	70.707	-21.46	50.818	-28.13	48.106	-5.33	35.124	-26.99	30.916	-11.98	36.068	16.66
4	Cotton Cloth																			
	Qty (M. Sq. Mtrs)	1257.430	1271.872	1.15	1355.166	6.55	1574.877	16.21	1735.824	10.22	1909.259	9.99	2036.321	6.66	2409.407	18.32	2399.458	-0.41	2625.174	9.41
	Value (M.$)	1262.389	1250.280	-0.96	1115.181	-10.81	1096.232	-1.70	1032.528	-5.81	1130.828	9.52	1345.650	19.00	1711.492	27.19	1862.866	8.85	2139.394	14.84
5	Knitted Croached Fabrice																			
	Value (M.$)	85.42	85.563	4.85	69.747	-22.13	67.394	-3.37	71.344	5.86	72.420	1.51	59.466	-17.89	54.923	-7.64	187.158	240.76	51.269	-72.61
6	Hosiery & Knitwear																			
	Qty. (M.Doz)	27.719	29.436	6.19	32.477	10.33	38.727	19.24	39.385	1.70	36.556	-7.18	52.133	42.61	68.379	27.33	71.033	7.01	78.645	[illegible]
	Value (M.$)	688.874	696.705	1.14	742.154	6.52	873.47	17.69	911.400	4.34	845.943	-7.18	1148.674	35.55	1458.736	27.21	1635.033	12.09	1730.705	5.85
7	Bed Wear																			
	Qty. (M.Kg)	71.803	81.182	13.06	111.126	36.89	129.815	16.82	148.366	14.29	181.168	22.11	241.886	33.51	244.207	0.96	264.442	8.29	365.237	38.12
	Value (M.$)	456.298	508.795	11.50	611.02	20.09	695.728	13.86	744.883	7.07	918.558	23.32	1329.064	44.69	1383.334	4.08	1449.533	4.79	2005.409	38.35
8	Towel																			
	Qty (M. Kg)	40.949	43.731	6.79	43.841	0.25	51.231	16.86	67.461	31.68	78.713	16.68	100.586	27.79	101.806	1.21	139.168	36.70	160.391	15.25
	Value (M.$)	194.132	200.056	3.05	177.861	-11.19	195.627	10.11	241.688	23.55	267.715	10.77	374.839	40.01	403.500	7.65	520.480	28.99	599.721	15.22
9	Tents/Canvas																			
	Qty (M. Kg)	13.924	18.885	35.63	16.405	-13.13	20.895	27.37	21.757	4.13	22.528	3.54	32.211	42.98	31.919	-0.91	26.436	-17.18	16.743	-36.67
	Value (M.$)	36.238	58.081	60.28	40.789	-29.77	52.926	29.76	49.232	-6.98	49.667	0.88	73.288	47.56	74.757	2.00	66.569	-10.95	37.866	-43.12
10	Ready Made Garments																			
	Qty. (M.Doz)	29.494	26.794	-9.15	27.965	4.37	30.569	9.31	35.860	17.31	41.415	15.49	36.457	-11.97	27.592	-24.32	34.194	23.93	37.475	9.60
	Value (M.$)	736.363	746.509	1.38	651.173	-12.77	765.083	17.49	826.771	8.06	874.954	5.83	1092.607	24.88	993.322	-9.09	1087.954	9.53	1319.500	21.28
11	Synthetic Fabrics																			
	Qty. (Th.Sq Mtrs)	594.00	710.000	19.53	586.000	-17.46	613.000	4.61	842.897	37.50	654.942	-22.30	787.932	20.31	654.614	-16.92	402.281	-38.55	282.266	-29.83
	Value (M.$)	512.175	617.988	20.66	398.884	-35.49	445.358	11.71	544.604	22.28	410.029	-24.71	574.306	40.06	470.757	-18.03	300.264	-36.22	199.954	-33.41
12	Other Made-Ups																			
	Value (M.$)	208.664	245.827	17.81	255.306	3.86	305.371	19.61	330.904	8.36	350.906	6.04	359.775	2.53	416.604	15.80	466.000	11.86	410.441	-11.92
13	Other Textile Products																			
	Value (M.$)	91.653	83.805	-8.56	67.556	-19.39	78.556	16.28	77.366	-1.51	70.653	-8.68	76.599	8.42	75.307	-1.69	152.753	102.84	94.678	-38.02
14	Carpet & Carpeting																			
	Qty. (Th. Sq. Mtrs)	3.672	3.464	-5.66	3.859	11.40	51.57	1236.36	6.365	-87.62	5.086	-20.34	4.260	-16.24	4.148	-2.63	4.987	20.23	4.162	-16.54
	Value (M.$)	199.100	200.175	0.54	202.655	1.24	249.415	23.07	288.820	15.80	249.574	-13.59	220.899	-11.49	231.449	4.78	277.842	20.04	251.446	-9.50

75. * **Prof. Khurshid Ahmed:** (Notice received on 09-05-2007 at 17:10 p.m.)

Will the Minister for Science and Technology be pleased to state:

(a) *the amount allocated and spent on solar energy technology during the last five years;*

(b) *the names of parks and villages in the country electrified through solar energy so far; and*

(c) *the names of solar thermal appliances and systems prepared so far indicating also the cost and durability of each appliances; and*

(d) *the points and locations at which these appliances are being sold?*

Ch. Nouraiz Shakoor Khan: (a) Rs. 327.102 million (PSDP Project amount allocated) (Annex-I).

(b) 16 locations all over Pakistan in the period from 1994—2005 (Annex-II).

(c) Annex-III.

(d) Annex-IV.
Annex-V.

Annexure-I

Pakistan Council of Renewable Energy Technologies

PSDP Projects and amount spent (Last five years) on Solar Energy Projects

S. No.	Project	Budget (Mill Rs.)	Starting Date	Completion Date
1.	Rural Electrification using Solar Energy	37.50	July 2004	June 2006
2.	Testing Laboratory for Photovoltaic (PV) and Solar Thermal Appliances	21.00	July 2004	June 2007
3.	Development of Low Power High Intensity Solar Lights	6.77	July 2005	June 2006
4.	Solar Dryers for Drying of Dates	10.656	Jan 2005	Dec 2006

5.	Electrification of Mosque, School and Community Centers in Remote Areas through Solar Energy	29.78	April 2005	March 2007
6.	Pilot Scale Production of Solar cells and modules	37.41	April 2005	March 2008
7.	Up gradation of facilities to produce Silicon Solar Modules up to 80kW annual capacity	183.986	Sept., 2006	Sept., 2008
TOTAL		327.102		

Annexure-II

PV SYSTEMS INSTALLED BY PCRET

S/N	Location	Power	Use	Date
1	PV system Edhi Emergency Centre, Islamabad	150 Wp	Lighting & Communication	1994
2	PV system at Natural History Museum, Faisalabad	150 Wp	Two Street Lights Six Garden Lights, One Fountain	1994
3	PV system at village Zaida, Swabi, NWFP	40 Wp	Solar Fence	2000
4	PV System at Mamro Block, District Sukker, Sind	160 Wp	Water pumping for potable water	2000
5	Stand alone PV systems, Village Bughat, Tehsil Dukki, Loralai Balochistan	40 KWp (300 to1000 Wp)	50 houses, Mosque, Madarsa	2002
6	PV system for rural area electrification at Village Baiker, Dera Bugti, Balochistan	5 KWp	One mosque, One Dispensary, Two Houses	2002
7	PV System at Thanabola Khan, Sindh	300 Wp	One TV, Two room lights, One Street Light	2002
8	PV system at Jalalabad Garden, Muzaffarabad, Azad Jammu & Kashmir	2 KWp	Garden lights	2003
9	PV systems for lighting and sound system for a mosque at Haroonabad, Bhawalnagar	250 Wp	Lights, Fans, Sound System for mosque	2003
10	Solar/Diesel Hybrid System at Chib Kalamati, a village located at about 30 Km northwest of Gawadar, Balochistan	4 KWp Solar, 7.5 KWp Diesel Generator	20 Houses, One Mosque	2003
11	Wind/Solar/Diesel Hybrid System at Durgai a village in Zardaloo valley; district Sibbi, 50 Km north east of Quetta	500 Wp Solar, 7.5 KWp Wind, 10 KWp Diesel Generator	20 Houses, One School, One Dispensary	2003

12	PV system at Pakistan Science Foundation Building, Islamabad.	150 Wp	Eight Security Lights	2003
13	PV systems for lighting at NESCOM, Texila	150 Wp	Six Garden Lights	2004
14	PV system at Trail-3, Parking Area, F-6/3 Islamabad	350 Wp	42 Lights at parking area	2005
15	Lawn of Parliament House,	1200 Wp	65 Lights	2005
16	Lawrence College	350 Wp	One Mosque	2005

Annexure-III

SOLAR THERMAL APPLIANCES/SYSTEM INSTALLED

Items	Installation Site / Buyers	No.	Rate @	Total	Dates
Solar Water Heater (Evacuated tube types 100 liters tank capacity)	Lawrence College Gora Gali Mosque	01	15,000	15,000	2005
	Private Installation Mr. Capt Iqbal Yonus F-10 Sector, Islamabad	01		15,000	2005
Solar Water Heater (Flat plate types)	NRSP, Islamabad	02	12,000	24,000	2005
	Private Installation at Village	01		12,000	2005
Solar Dryer Hybrid for Drying Apricots 50 kilogram capacity PSF project	Aga Khan Foundation	01	79,000	79,000	2005
	Under the process of fabrication	02		1,58,000	
Solar Dryer 10 kilogram capacity	NRSP	01	10,000	10,000	2005
Solar Cooker (Box Type)	Handed over to regional officer Quetta for Balochistan NGOs	10	2,000	20,000	2005
	Private persons	11		22,000	2005 to 2006
Solar Cooker (Concentrator Type)	NRSP, Islamabad	26	3,000	78,000	2005
	Private persons	04		12,000	2005 to 2006
Solar Desalination Plant One square meter size	Private person	01	4,500	4,500	2005
Solar Dryer Hybrid (solar + biomass) 100 kilogram capacity Project: Solar dryer for Dates	Agricultural Research Institute, Rita Khulachi, Dera Ismail Khan	01	1,27,000	1,27,000	2006
Solar Dryer Hybrid (solar + biomass) 500 kilogram capacity) Project: Solar dryer for Dates	Village : Dhaki, Tehsil Pahar Pur, District Dera Ismail Khan	01	4,70,000	4,70,000	2006
Solar Dryer Hybrid (solar + biomass) 500 kilogram capacity) Project: Solar Dryer for Dates	Under the process of fabrication	09	4,70,000	4,230,000	
Total				4,676,506	

Note: The durability/ life of these appliances is 8-10 years

These appliances sales on no profit no loss except solar dryers.

Solar dryer installed under PSDP project name: **"Community Solar Dryer for Drying of Dates."**

Annexure – IV

Address and locations at which these appliances are being sold:

1. Pakistan Council of Renewable Energy Technologies, Plot # 25, H-9, Islamabad,
2. Regional Office, Pakistan Council of Renewable Energy Technologies, Street # 10 / A, Block-4, Gulshan-e-Iqbal, Karachi
3. Regional Office, Pakistan Council of Renewable Energy Technologies, 6th Kilometer of Tokkar Niaz Baig, Lahore
4. Regional Office, Pakistan Council of Renewable Energy Technologies, 18 / D Phase 5, Hayatabad, Peshawar
5. Regional Office, Pakistan Council of Renewable Energy Technologies, House No 79-E, Block-5, Near Chandni Chowk, Quetta

Annexure – V

MAJOR ACHIEVEMENTS OF PCRET

		PERIOD
1.	Installed 340 microhydel power plants (5-40 Kw capacity, total capacity 4.85 Mw) electrifying 45000 houses. These plants were manufactured by local private enterprisers	1975-2006
2.	Installed 131 imported small wind turbines (0.5 Kw to 10 Kw, total capacity 146Kw) in Sindh and Balochistan electrifying 1431 houses and 9 coast guard check posts	2002-2006
3.	Installed 73 Solar PV system (total capacity 70.45KW) electrifying 92 houses, 8-mosques, 3-schools, 265 street /garden lights	2002-2006
4.	Provided technical assistance and partial finance assistance in the installation of 1606-Biogas plants (size 3&5 cubic meter / day : net capacity 2.3 million cubic meter/year)	2002-2006
5.	Fabricated 4,800 Solar Cells and 250 Solar Panels (Total wattage of 10.0 KW)	1986-2006
6.	Fabricated 21200 laser sensors for PAEC Land Leveling System	2001-2007
7.	Developed 6-models of efficient smokeless cook stoves.	1995-2005
8.	658-Training/Demonstration Programmes conducted in the field of Biogas/biomass/solar energy.	1975-2006
9.	Organized 16 International training workshops	1982-2006
10.	220 research papers have been published in national and international journals/ conferences	1982-2006
11.	7-Ph.D students have completed / completing their research work in PCRET laboratories	2002-2006
12.	• 7000 mud stoves were constructed by PCRET / NGO's Field workers trained by PCRET. • 63000 metallic and prefabricated baked clay stoves (PCRET design) were sold locally trained manufacturers by PCRET	2001-2007

77-A. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 21-06-2007 at 10:45 a.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the names, grade and place of present posting of the employees of the Ministry of Foreign Affairs in BPS-17 and above who are married to the foreign national indicating also the names and nationality/nationalities of spouse; and

(b) the names of the said foreign spouse who are employed indicating also the names of employers in each case?

Mian Khurshid Mehmud Kasuri: The required information is attached at Annex-A.

Annexure-A

S.#	Name of the officer, Designation & Grade/BS	Name of the Spouse	Nationality	Whether employed or not	Address of the employer/ work place
1.	Mr. Riaz Mohammad Khan, Foreign Secretary (BS-22)	Mrs. Susan R. Johnson	American	Employed	Senior Coordinator Bureau of Democracy, Human Rights and Labour Affairs, Washington
2.	Mr. Munir Akram, Permanent Representative to UN, New York (BS-22)	Mrs. Christine Akram	American	Employed	Teacher, International School of Geneva "La Chataigneraie" La Grand Boisserie, Pregny-Rigot 1297 Founex.
3.	Mr. Tariq Osman Hyder, Additional Secretary, MOFA, (BS-21)	Mrs. Jenice Hyder	Belgian	Housewife	N/A
4.	Mr. Masood Khalid, Additional Secretary, MOFA(BS-21)	Mrs. Sonia Sunghee Song	South Korean	Housewife	N/A
5.	Mr. Abdul Malik Abdullah, Ambassador of Pakistan, Dakar (Senegal), (BS-20)	Mrs.Yasmin Abdullah	Japanese	Housewife	N/A
6.	Mr. A. S. Babar Hashmi Minister, Embassy of Pakistan, Belgrade (BS-20)	Mrs. Jana Stovoka	Czech Republic	Housewife	

7.	Mr. Tariq Iqbal Soomro, Counsellor, Embassy of Pakistan, Bradford (BS-19)	Mrs. Maria Lourdes Soomro	Fillipino	Housewife	N/A
8.	Mr. Zaheer A. Janjua, Director, MOFA, Islamabad. (BS-19)	Mrs. Karen M. Janjua	American	Employed	Director, (Donor Relations) Devolution Trust For Community Empowerment (DTCE), Islamabad
9.	Mr. Ahmad Hussain Dayo, Director MOFA (BS-19)	Mrs. Ilva Moleenar	Dutch	Housewife	N/A
10.	Mr. Nadeem Ahmad, First Secretary, Embassy of Pakistan, Jordan. (BS-18)	Mrs. Sakina Titah	Algerian	Housewife	N/A
11.	Mr. Ali Javed First Secretary, Embassy of Pakistan, Rabat (BS-18)	Mrs. Laila Hacini	Moroccan	Housewife	N/A
12.	Syed Ali Asad, First Secretary, Embassy of Pakistan, Geneva. (BS-18)	Mrs.Matsuyama Toshiko	Japanese	Employed	M/S Sharp, Osaka Japan
13.	Mr. Murad Ashraf Janjua, First Secretary, Consulate General of Pakistan, Istanbul (BS-18)	Mrs.Duygu Kut Janjua	Turkish	Housewife	N/A

78. ***Mrs. Tahira Latif:** (Notice received on 23-06-2007 at 15:00 p.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the estimated production of wheat during 2007;

(b) the reserve stocks of wheat already available in the country;

(c) the annual consumption of wheat in the country; and

(d) the estimated quantity of surplus wheat available for export in this year?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) The estimated wheat production

(2006-07) is 23.50 million tons. The details are as follows:—

Achievement 2006-07

Province	Area (000 ha)	Production (000 tons)	Yield (kg/ha)
Punjab	6393.1	17850	2792
Sindh	937.1	3409	3638
NWFP	754.8	1390	1842
Balochistan	408.9	871	2130
Total:	**8493.9**	**23520**	**2769**

(b) The country has currently wheat stocks of 4.736 million tons. The details are as follows:—

STOCK POSITION OF WHEAT.

(Tons)

Provinces/ Agencies	* Stock position as on 05-08 2007.
Punjab	2,647,990
Sindh	610,880
NWFP	88,546
Balochistan	34,228
PASSCO	1,354,220
Total:	**4,735,864**

* Including Current Procurement.

(c) The annual consumption of wheat is 22 million tons. The details are as follows:—

DNSUMPTION ESTIMATES.

		Million tons
1.	Consumption by the people (156 Million x 124 Kg/person per_year)	19.34
2.	Seed Feed and wastage (8% of the total production)	1.88

3.	Export to Afghanistan, as its food security	0.40
4.	Export so far	0.38
	Total:	**22.00**
	Surplus	1.52

(d) The country has about 1.5 million surplus wheat. However, in order to stabilize wheat prices in the country Government has banned the wheat exports.

79. ***Mrs. Tahira Latif:** (Notice received on 23-06-2007 at 15:00 p.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture & Livestock be pleased to state:

(a) the targets recently fixed for lining the water courses in the country and the amount allocated for this purpose with province-wise details;

(b) the percentage of the said targets achieved and the amount spent in this regard so far; and

(c) the quantum of water saved by lining those courses?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) During 2007-08 the recently targets fixed against allocation of Rs.6,000.00 million is as under:

Executing Agencies/ Provinces	Targets for 2006-07	Proposed Allocation (Rs. Million)
Punjab	3000	2,321.880
Sindh	3000	2,151.271
NWFP	1000	659.475
Balochistan	2000	690.051
AJK	50	26.093
FATA	150	73.803
FANA	50	31.894
ICT	50	15.533
FWMC (MINFAL)	—	30.000
Total:	**9300**	**6,000.000**

(b) The work of lining started in July 2007 is still in progress.

(c) Quantum of water saved would be made available after completion of physical targets of watercourses lining fixed during 2007-08.

80. ***Mrs. Tahira Latif:** (Notice received on 23-06-2007 at 15:00 p.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the quantum of edible oil produced in the country during the last five years;

(b) the quantum of that oil imported during that period indicating also the amount spent in this regard with year-wise break-up;

(c) the quantum of the said oil consumed in the country during the said period; and

(d) the steps being taken by the Government to attain self-sufficiency in edible oil?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) The quantum of edible oil produced in the country during last five year is as under:

Year	Quantity Million ton
2002-03	0.641
2003-04	0.740
2004-05	0.857
2005-06	0.793
2006-07 (Provisional)	0.857

(b) the quantum of that oil imported during last five years and amount spent is as under:

Year	Quantity Million ton	Value Rs. in billion
2002-03	1.329	35.551
2003-04	1.403	40.070
2004-05	1.625	46.628
2005-06	1.725	45.489
2006-07	1.724	56.539
(Provisional)		

(c) the edible oil consumption during last five years is as under:

Year	Quantity Million ton
2002-03	1.979
2003-04	2.197
2004-05	2.488
2005-06	2.614
2006-07	2.749
(Provisional)	

(d) The steps taken by the Government to attain self sufficiency in edible oil are as under:

- Government of Pakistan is giving serious attention to oilseed sector, which has reflected in increase of acreage under sunflower and canola cultivation during last five years. Total area under sunflower and canola was 621,000 acres with 413,000 tons production in 2002-03. It now stands at 1,304,000 acres by 2006-07 with production of 842,000 tons. It shows 110 percent increase in area and 104 percent increase in production during last five years.

- PODB initiated oilpalm cultivation in coastal areas of Sindh and Balochistan on pilot basis. So far oil palm cultivation has been completed on 2,260 acres.

- A new "Oil palm Development Project" was launched in July 2005. A total of 12,000 acres area will be cultivated by year 2010 under this project. Expected palm oil production will be 40,128 tons oil annually when all plantations start fruit bearing by 2011-12. A small palm oil extraction mill of 20 M. Ton/day crushing capacity will be established to process the fresh fruit bunches from oil palm plantations.

- Two Olive projects are being carried out by PODB for promotion of olive in the country.

- A project for promotion of sunflower cultivation in Balochistan has been completed. Another project for production of sunflower cultivation in D.I.Khan is in progress.

- Indigenous canola seed production programme is being successfully undertaken for availability of quality and low price seed to growers.

- A free help-line facility (0800-111-33) established in PODB to provide technical information on canola, sunflower and other oilseed crops.

- Media campaigns for the promotion of oilseeds through electronic and print media are launched at the onset of sowing seasons every year.

- Private sector has been motivated to offer farmers an attractive price of their oilseed produce.

- Other oilseed promotional efforts include field days, provision of improved production technologies and oilseed literature to growers, planting of demonstration plots and arrangement of quality seed etc.

81. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 25-06-2007 at 8:50 a.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the procedure laid down for issuance of Pakistani visas for Tableagh (Preaching of Islam) purposes to the Muslims of India.

Turkey, Bangladesh, Sri Lanka and Sudan who are residing in Saudi Arabia; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to make that procedure more easy and simple, if so, its details?

Mian Khurshid Mehmud Kasuri: (a) Matters pertaining to the issuance of visas fall within the domain of the Ministry of Interior which formulates the visa system that regulates admission of foreigners into Pakistan. As per instructions, our Missions in Saudi Arabia refer to the Ministry of Interior, cases of all applicants, who solicit visa to enter Pakistan for Tabligh purposes for necessary clearance. The Ministry of Interior scrutinizes the visa requests, before granting necessary approval to the Missions for the issuance of visa.

(b) Answer to be provided by the Ministry of Interior.

82. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 26-06-2007 at 11:15 a.m.)

Will the Minister for Industries, Production and Special Initiatives be pleased to state the number of officials and officers working in Head Office of Utility Stores Corporation, Islamabad with province-wise and grade wise break-up?

Mr. Jehangir Khan Tareen: A total of 138 Officers/Officials are working in Utility Stores Corporaton of Pakistan (Pvt.) Ltd, Head Office Islamabad. Province/Grade-wise break-up is enclosed at annexure-A.

Annexure-A

GRADE /PROVINCE WISE DETAIL OF OFFICERS / EMPLOYEES

S. No	Grade	Punjab	Sindh	N.W.F.P	Balochistan	Federal	Azad Kashmir	Total
1.	M-II	01	-	-	-	-	-	01
2.	19	-	-	-	-	-	-	-
3.	18	06	-	01	-	-	-	07
4.	17	12	02	05	-	-	-	19
5.	16	15	-	-	-	01	01	17
6.	15	04	-	01	-	-	-	05
7.	14	07	-	-	-	01	-	08
8.	13	01	-	-	-	-	-	01
9.	12	01	-	04	-	-	-	01
10.	11	29	01	-	-	-	02	36
11.	10	-	-	01	-	-	-	-
12.	09	06	01	-	-	-	-	08

13.	08	02	-	02	-	-	-	02
14.	07	08	-	-	-	-	01	11
15.	06	-	-	-	-		-	-
16.	05	01	-	-	-	01	01	03
17.	04	06	-	-	-	-	-	06
18.	03	02	-	-	-	-	01	03
19.	02	02	-	-	-	-	02	04
20.	01	05	-	01	-	-	-	06
Total:-		108	04	15	-	03	08	138

83. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 26-06-2007 at 11:15 a.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the names, designations and educational qualifications of the officers belonging to other service groups who were inducted in the foreign service group during 2006-07 indicating also the date of induction, original service group and reasons for induction in each case?

Mian Khurshid Mehmud Kasuri: No officer was inducted in the Foreign Service of Pakistan from any other service group during 2006-07.

84. ***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 30-06-2007 at 8:20 a.m.)

Will the Minister for Industries, Production and Special Initiatives be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to declare Punjab Small Industrial Estate, Taxila as export processing Zone (EPZ), if so, when?

Mr. Jehangir Khan Tareen: There is no proposal under consideration of the Government to declare Punjab Small Industrial Estate, Taxila as Export Processing Zone.

85. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 19-07-2007 at 11:05 a.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the steps taken by the Government for the release of Pakistanis imprisoned in Guantanamobay?

Mian Khurshid Mehmud Kasuri: The Government has been making persistent efforts to secure the repatriation of Pakistani detainees at Guantanamo Bay. The Ministry of Foreign Affairs, in coordination with relevant Ministries/ Departments, maintains regular contact with the U.S. authorities on this matter. The Pakistan Embassy in Washington keeps in touch with the U.S. Department of State to help secure the return of all Pakistani nationals detained at Guantanamo. The matter has also been taken up during high-level interactions with the Administration. I (the Foreign Minister) have personally raised the issue several times with U.S. Secretary of State Condoleezza Rice, including during my visits to Washington in July 2006 and June 2007. Previously, I took up the matter with then Secretary of State Colin Powell.

As part of these efforts, three visits have also been undertaken. In August 2002, a Pakistani team comprising senior representatives of the Ministries of Foreign Affairs and Interior made a consular visit to Guantanamo Bay where it met with Pakistani detainees. In April 2004, another inter-Ministerial team visited Washington to take up the issues related to Pakistani detainees at Guantanamo with the relevant U.S. authorities. In August 2006, senior Government representatives made another consular visit to Guantanamo Bay, where they met with Pakistani detainees and enquired their conditions.

Many Pakistanis have been released due to efforts of the Government of Pakistan. However, the Government's efforts to secure the repatriation of Pakistani detainees in U.S. custody in Guantanamo have been persistent and would continue.

86. ***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 19-07-2007 at 11:25 a.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the number, names and addresses of Pakistanis in the Iranian jails indicating also the nature of charges against them; and

(b) the steps being taken by the government to get them released?

Mian Khurshid Mehmud Kasuri: (a) As per our Mission's information, there are one hundred and sixteen Pakistanis who have been detained in Iran for committing different offences, which include: illegal entry, drug smuggling and theft etc. List of the names of the Pakistanis incarcerated in Iran is attached as Annex-A. As far as their addresses are concerned the same have not been made available.

(b) Our Mission/Sub-Missions in Iran make all possible endeavours to bring about the release and repatriation of Pakistani detainees. Efforts are made to ensure their welfare, while in custody. Additionally, upon being intimated of the detention of a Pakistan national, our Missions contact the local authorities to order to acquire additional information for verification of antecedents. Embassy officials undertake visits to the detention centers and coordinate with local officials to bring about early release of the detainees and redressal of their grievances, if any. Apart from rendering all possible consular assistance, the Missions also provide emergency passports to facilitate deportation.

87. ***Mrs. Kalsoom Perveen**: (Notice received on 21-07-2007 at 14:45 p.m.)

Will the Minister for Industries, Production and Special Initiatives be pleased to state:

(a) *the number of sick industries in the country with province wise breakup; and*

(b) *the reasons for not reviving such industries and the time by which these will be revived and made operational?*

Reply not received.

88. ***Mr. Rehmatullah Kakar (Advocate):** (Notice received on 24-07-2007 at 12:20 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) *whether it is a fact that Rs 5000/- and Rs.8000/- are being paid to the graduate and post graduate doctors respectively for house job in the Federal Government hospitals while Rs.10,000/- and Rs.16,000/- are being paid to such doctors doing house job in the hospitals under the administrative control of the Punjab Government, if so, the reasons for this disparity; and*

(b) *whether there is any proposal under consideration of the Government to enhance such allowance for the doctors doing house job in the Federal Government hospitals?*

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) The rates of stipend being paid to the graduate and postgraduate doctors in the Federal Government Hospitals and Punjab Government Hospitals are as under:

Category	Federal Government Hospitals	Punjab Government Hospitals
Graduate doctors/House Officers	Rs.5,000/- p.m.	Rs.12,000/- p.m
Postgraduate doctors/Trainees	Rs.10,000/- p.m.	Rs. 15,000/- p.m.

It is the prerogative of Punjab Government to fix the rate of stipend independently.

(b) Yes. A proposal for enhancement of stipends for Graduate and Postgraduate doctors in the Federal Government Hospitals is under consideration of the Federal Government.

8. **Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 08-05-2007 at 11:30 a.m.)

Will the Minister for Planning and Development be pleased to state:

(a) the names, designations, educational qualifications and place of domicile of officers in B-17 and above given MP Scales during the years 2005-06 and 2006-07 and the justification thereof; and

(b) the assignments given to them during the said period.

Minister for Planning and Development: (a) The following Members have been appointed in the Planning Commission in MP-I Scale on contract basis during this period.—

Sr. No.	Name of officers in MP-I Scale	Designation	Qualification(s)	Place of domicile
1.	Dr. Shaukat Hameed Khan	Member (Science and Technology)	Rhodes Scholar D. Phil (Electronics) Oxford UK	Punjab
2.	Dr. Asad Ali Shah	Member (Infrastructure)	PhD (Engineering) Manitoba, Canada	Punjab
3.	Dr. Kausar A. Malik	Member (Food and Agriculture)	PhD (Microbiology) Birmingham, UK	Punjab
4.	Lt. General (R) Muhamamd Zubair	Member/Executive Director (Implementation and Monitoring)	B.Sc. (Engineering) Civil	Punjab
5.	Mr. Ejaz Rahim	Member (Social Sector)	M.A. (Dev. Studies) M.A. (Political Science) M.A. (English)	NWFP
6.	Dr. Nadeem-ul-Haque	Member/Vice Chancellor PIDE	PhD (Economics) Chicago, USA	Punjab

Senator Prof. Khurshid Ahmed. On point of order, Sir.

Mr. Chairman: Do you want to do it now or at the end of the Session?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: Point of order ' ابھی اسی کے حوالے سے ضروری ہے۔میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ آج ہمیں جو جوابات دیے گئے ہیں اس میں صفحہ ۲ پر Title Clean Drinking Water initiative کے بارے میں کہا گیا ہے کہ 406 plants have been installed, one in each tehsil of Pakistan, page 3. اور اس کے بعد آپ page 11 نکالیں تو اس میں کہا گیا ہے کہ Clean Drinking Water Initiative وہی چیز ہے whereby 544 plants are being installed one in each district directly of which 328 plants have been installed. سوال یہ ہے کہ ایک ہی دن ہاؤس کو جو معلومات دی جاتی ہیں اس میں discrepancy کیسے ہے۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ 406 have been, اگر کہا جاتا ہے کہ are being اور اس کے بعد کہا جا رہا ہے کہ 328 water plants have been installed جس میں سے صرف 220 functional ہیں یعنی ، اس کو بھول جائیے لیکن 328 and 406 ایک ہی issue ---------

جناب چیئرمین، یہ 328 کہاں لکھا ہوا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ page 11 آخری لائن سے last but one, "Clean Drinking Water Initiative." ایک ہی project ہے اس کی جو reports ہیں اس میں ایک سوال کے جواب میں کہا جا رہا ہے کہ 328 water plants have been installed اور دوسرے میں لکھا جا رہا ہے کہ 406 water plants have been installed.

یہ کیا سلسلہ ہے۔

جناب چیئرمین، یہ 544 لکھا ہوا ہے اس کو check کرلیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ سینٹ کی غلطی نہیں ہے۔ سکریٹریٹ کی۔

جناب چیئرمین، منسٹری سے coordinate کرلیں گے۔ دو مختلف Ministries ہیں۔خان صاحب ایک آپ کا جواب ہے اور ایک انڈسٹری کا ہے۔ دونوں میں figures کا فرق ہے اور خورشید صاحب کہہ رہے ہیں may be they are different projects تو آپ بھی ذرا check کرلیجئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، اس کو check کرکے ہمیں report دیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین، بالکل کرنا چاہیے ۔ I will take up the leave applications.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے مورخہ ۱۶ تا ۲۰ اگست تک کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی کے سرکاری دورہ پر ہیں اس لئے آج ۱۶ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

we will now take up item No.3. Agha Sahib

آپ move کریں گے۔

LAYING OF ORDINANCES

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! یہ چار Ordinances تھے اس میں نمبر ۱ جو ہے وہ ہم layنہیں کر رہے اور نمبر ۲، ۳ اور ۴ کر رہے ہیں۔

I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by Clause (2) (a) (i i) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:

1. The Banks (Nationalization) (Second Amendment) Ordinance, 2007(Ordinance No.XXVIII of 2007).

2. The Islamabad Capital Territory Private Educational Institutions (Regulation and Promotion) Ordinance, 2007 (Ordinance No. XXIX of 2007).

3. The West Pakistan Regulation and Control of Loudspeakrs and Sound Amplifiers (Second Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No.XXX of 2007).

Mr. Chairman: The Ordinances stand tabled.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! The honourable Minister has said that he was not placing on the table and not placing the first Ordinance which is the Pakistan Electronic Media Regulatory Authority (Amendment) Ordinance, 2007. This is Mr. Chairman! if you will recall this is that infamous Ordinance which was brought at a time when the Chief Justice of Pakistan was addressing various bar associations and the Government thought it fit and proper to control the live coverage of his activities and to place better control on the Private T.V Channel and therefore this Ordinance was brought.

As a consequence of this Ordinance, I will not go into details of it but in subsequent three days or four days after this Ordinance had been promulgated. General Pervez Musharraf made a statement to the effect while meeting some of the media people that if a Code of Conduct is made then this Ordinance will be withdrawn or in fact he said this Ordinance is

being withdrawn. More than two months have lapsed since that period and I think you know very well that if General Musharraf wants an Ordinance to be withdrawn then it is not a very lenghty procedure. So will the honourable Minister kindly make a statement as to when that Ordinance is going to be withdrawn?

Mr. Chairman: I think its normally tabled and there are various discussions going on the PEMRA and the association for the T.V. companies and they are almost finalized.

سینیٹر کامل علی آغا، بالکل ٹھیک ہے جی اور یہی کچھ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحت مند بات ہے۔ اور ہمیشہ اپوزیشن کی طرف سے یہی کہا جاتا ہے کہ جی Ordinance----

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب یہ بات یوں نہیں ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں عرض کر رہا ہوں۔ میاں صاحب بات کو سن لیں نا۔ جناب! بات یہ ہے کہ جب معاملات negotiate ہو رہے ہوتے ہیں تو یہ اس میں routine میں آگیا تھا۔ اور وہ negotiate ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ اس کے نتائج وہی نکلیں گے جو President نے commit کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میڈیا کی طرف سے بھی جو معاملات ہیں ان کو positive طریقے سے لیا جا رہے ہے۔ اور معاملات آگے بڑھ رہے ہیں۔ میاں صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ان کی خواہش جو ہے گو کہ خواہشوں کے محل تعمیر نہیں کئے جا سکتے ہیں practical ہونا پڑتا ہے اور معاملات کو دیکھنا پڑتا ہے کہ کدھر جا رہے ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ نتیجہ نکلے گا جو میں سمجھتا ہوں کہ منطقی ہے اور اس میں یقینی طور پر جو President نے کہا ہے اسی طریقے سے یہ Ordinance واپس بھی ہو گا اور معاملات آگے بڑھیں گے اور ایک ضابطہ اخلاق جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ نئے تجربات کی روشنی میں جب میڈیا کو اس دور میں اتنیآزادی ملی ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جاری و ساری رہے۔ اس میں ضابطہ اخلاق، ہم انتخابات کے متعلق اپوزیشن کو کہہ رہے ہیں کہ بیٹھیں، آئیں اور ہم بیٹھ کر کل جو انتخابات آنے والے ہیں، اس کے لیے ایک ضابطہ

اخلاق طے کریں۔ کل کلاں بات ہو کہ الیکشن میں rigging ہو گئی اور وہ ہو گیا، ہم ہر معاملے میں گفتگو جاری و ساری رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے نتائج بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ نتائج جو ملک اور قوم کی بہتری کے لیے ہوں۔ شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ وزیر یہاں پر موجود ہیں اور وہ اس مسئلے پر کیوں خاموش ہیں یہ خود ایک راز کی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ Ordinance with malafide intent لایا گیا تھا کیونکہ یہ Ordinance جو پارلیمنٹ نے legislation 14 April کو کی تھی، جو Bill pass کیا گیا تھا جو Mediation Committee سے agreed Bill pass کیا گیا تھا، اس Bill کی negation میں اس کو لایا گیا تھا اور یہ لایا گیا تھا for a sword of Damocles to hang over the media کہ وہ بیٹھ کر ایک code of conduct بنائیں ورنہ the principle of self regulation دنیا بھر میں چل رہا ہے۔ Principle of self regulation of the media اور already the PEMRA Act 2007 is a draconian law which is already holding the field لیکن یہ جان بوجھ کر لایا گیا اور اگر negotiations چل رہی ہیں اور اگر وہ ان کے ساتھ under duress negotiate کر رہے ہیں تو وہ ایک الگ مسئلہ ہے لیکن Article 89 کی requirement ہے کہ اگر ایک Ordinance promulgate کر دیا گیا ہے تو پھر اس کو دونوں Houses میں in the next session lay کرنا ہے۔ So, it is not their sweet will that they can stay away and say کہ جی we don't lay this Ordinance before the Senate. It is a requirement of Article 89 that the Ordinance has to be laid before the National Assembly and it has to be laid before the Senate of Pakistan. So they have to lay the Ordinance.

یہ کیا بات کر رہے ہیں کہ جی ہم اس کو وہاں at this satge lay نہیں کرنا چاہتے۔

جناب چیئرمین، I think انہوں نے یہی کہا ہے کہ جو Law ہے وہ تو follow

ہو گا requirements meet ہونے دیں تو ----

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب چیئرمین صاحب ! please read Article 89.

Then how is he omitting it today?

Mr. Chairman: No because there is a possibility ...

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, there may be any possibility. There may be any possiblity, 89 makes it mandatory for the Ordinance which has been promulgated.

Mr. Chairman: If you don't lay it, it is lapsing. If you don't lay it in the...

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is not that, it will lapse only after a period of four months. It will lapse only after the period of four months if it is not repromulgated. It is a requirement and ...

Mr. Chairman: Even if the Assembly meets in between and it is not discussed in the House?

Senator Mian Raza Rabbani: Even if it is not discussed.

Mr. Chairman: But then if the Constitution gives them that....

Senator Mian Raza Rabbani: It doesn't give them that. 89...

Mr. Chairman: How can it be contradicted?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, let me read 89 for you. 89 says: "The President may, except when the National Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate an Ordinance as the

circumstances may require."

Clause 2. "An Ordinance promulgated under this article shall have the same force and effect as an Act of *[Majlis-e-Shoora* (Parliament)] and shall be subject to like restrictions as the power of *[Majlis-e-Shoora* (Parliament)] to make law. but every such Ordinance shall be laid".

Every such Ordinance shall be laid, clause 2 puts aside the statement of Shaukat Aziz that this Ordinance is being put in abeyance. A law cannot be put in abeyance by a way of an executive order. So this law is not in abeyance. This Ordinance is holding the field. It is very much the law. Then what does it say, "it shall be laid before the National Assembly if it contains provisions dealing with all or any of the matters specified in clause (2) of Article 73 and shall stand repealed that the expiration of four months from its promulgation or if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by the Assembly upon the passing of that resolution.

"No. (ii), now read this with shall be laid.

"before both Houses if it does not contain the provisions dealing with any of the matters referred to in sub- para (i), and shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation or, if before the expiration of that period or resolution disapproving it is passed by either House, upon the passing of that resolution and then it goes on the President may withdraw."

So, therefore, it is mandatory, that the ordinance has to be laid and

what they are doing in fact this, they are circumventing the right of this House Under Article 89 to move a resolution of disapproval against that ordinance. Because till such time that ordinance is not laid, we cannot move a resolution for disapproval of that ordinance.

So, that is the purpose. why it is not being laid, it is not negotiaton, it is the fear, that the Oppostion or the members from the treasury, may move a resolution for disapproval. So, therefore, by not laying this ordinance before this House, which is already in the Orders of the Day, then the Government is circumventing the powers of this House. It is also circumventing the provision, violating the provision of Article 89 of the Constitution

Mr. Chairman: Wasim sahib! is it to be laid in the next session?

اور جو بات کر رہے ہیں ان کی-----

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین صاحب! قبل اس کے کہ وسیم صاحب کچھ کہیں، مجھے بات کرنے کا موقع دیجیے۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میرا خیال یہ ہے کہ Leader of the Opposition نے جو point اٹھایا ہے وہ بڑا اہم Constitutional point ہے، right of the House کے مطابق ہے۔ میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ مسئلہ کم از کم میں نے اور شاید وسیم صاحب نے بھی غلام اسحاق صاحب کے زمانے میں سینیٹ کے 1985 session میں اٹھایا تھا، اس موقع پر ruling بھی آئی تھی اور ruling میں یہ بات کہی گئی تھی کہ نہ صرف یہ کہ lay ہو گا بلکہ earliest opportunity بن جائے گا تاکہ کوئی اس میں inordinate delay نہیں ہونی چاہیے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اس ہاؤس کو اس بات کا

اختیار ہے کہ صرف یہ ہاؤس بھی by resolution ایک ایسے ordinance کو reject کر سکتا ہے۔ تو اس بنا پر اس میں time is a matter اور سیشن کے شروع ہونے کے بعد first opportunity پر تمام ordinance کو آنا چاہیے۔ ہم نے by tradition اتنا legacy کی ہے کہ آپ ایک دن میں سارے نہ لائیں اس لیے کہ ماشا اللہ یہاں تو ordinances کی بارش ہوتی ہے۔ آپ دو تین دن میں لے آئیں لیکن اسی سیشن میں آپ لازماً لے آئیں۔ لیکن جب Orders of the Day پر آ گیا ہے تو اس کے بعد اسے lay نہ کرنا یہ تو clear infringement of the privilege of the House and violation of the Constitution ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Wasim sahib! any comments on this?

Senator Wasim Sajjad: Sir, I think, we are getting involved in too much technicality on issue of this nature. Now, technically yes and ordinance when it is issued, it is laid before the House and the purpose of laying before the House is right. No. 1. So, that the House become aware on the facts that yes, during this period an ordinance was issued. No. 2, so that the House if it so desires can move a resolution for its disapproval. But obviously Sir, this happens when there is an ordinance which the government wants to be approved, the Government wishes that legislation to take place and the House wants that it should not be approved. In this case soon after the ordinance will be issued, there was grievance expressed by the media, the electronic media and in the result there were extensive meetings held, the Prime Minister immediately said that this will not be acted upon. So, it is for all practical purposes a dead law, negotiations are going on and as a result of these negotiations I am quite confident and the Minister is quite confident that this will remain a dead

law and will either expire or will be withdrawn and the President has powers to withdraw that

So, it is not an ordinance which we are insisting now it has to be passed and it has to be debated because we are also saying we are going to withdraw it The Government wants to withdraw that and instead negotiations are going on So, that some code of conduct can we agreed upon, it is a dead law. The Prime Minister has said, ordinance has been issued but the Prime Minister already said it is not being acted upon, it for all purposes a finished law and it remains a finished law. I think they are getting involved in too much technicalities on point scoring

کہ جی یہ ہو گی، جب گورنمنٹ بھی کہتی ہے کہ ہم enforce نہیں کرنا چاہتے، ہم اس کو withdraw کرنا چاہتے ہیں، اپوزیشن بھی کہتی ہے، media والے بھی کہتے ہیں اور ان کے صلاح مشورے سے یہ بات ہوئی ہے۔

This decision which was taken, was as a result of meeting between the President and the Prime Minister Sir, it they want just for the purpose to prevent the ordinance sir, if they want just for the purpose of form to present the Ordinance,

یہ form کے لیے کر دیا جائے، what is the purpose یعنی نہ Government کہہ رہی ہے کہ ہم نے اس کو enforce کرنا ہے، نہ House کہہ رہا ہے کہ enforce کرنا ہے، نہ media والے چاہتے ہیں تو پھر مقصد کیا ہوا؛ میرا خیال ہے کہ technicalities کو avoid کرنا چاہیے۔ Let us go to the substance of the thing and the substance is that the

Government has made it very clear that they are not going to act upon it,

ٹھیک ہے نا its a deadlock and negotiations are going on, it may be wrong.

یہی بات ہے؛

Senator Mian Raza Rabbani: I am really surprised at the honourable Leader of the House and I know, he is not arguing from core or bottom of his heart, and as Professor Khurshid has said that he has already argued to the contrary and there is ruling of this House. There is a ruling from your Chair which has said that the ordinance is to be laid at its earliest, regardless, I am not going to the controversy that how, it can be a dead law or law which is on the statutes to what extent, it is dead, it can be revised any time. The point is that if the Government does not want this law to be implemented, it is a matter of one hour, under the Rules of Procedure of the Federal Government for the Presidency to issue directions to the Ministry of Law that the Ordinance has to be withdrawn and by way of a notification, as the Ordinance would be withdrawn, that is why to make it subject, subject to negotiations have been concluded. If the Government does not have malafide intent so by that very fact, the malafide promulgation of this Ordinance comes out abundantly clear. Having said that and having kept that set aside, I would fall back on the Constitution once again that it is a constitutional requirement. The word used, if shall be laid and it is depriving this House till such time as the ordinance is holding the field, it is not withdrawn, it is the right of this House to move a resolution for its disapproval and this House is being denied that right to move for its disapproval. It is an attempt to circumvent. No. 1 the power of this House, No. 2, it is in clear and flagrant violation of Article 89 which makes it mandatory that this ordinance should be laid

before the National Assembly and Senate. And No.3 it is in total violation of the decision which has come from your Chair and to which the honourable Leader of the House was a party at that time and the honourable Senator Khurshid Ahmad was also a party and they argued at that matter. So, therefore, I seek your ruling that they cannot and it is on the Orders of the Day. If that has been their intent, they should not have put it on Orders of the Day.

Mr. Chairman: Let me understand the matter, there are two issues as I see them, one is, what you said about the procedure and you said, there is a ruling on it. The other is of its being as a Damocles sword; as you mentioned but that you yourself acknowledged that reintroduce, so that becomes somewhat irrelevant because they can reintroduce in turn to come. I will have to study the matter because there is an early rulingthat you mentioned, I am not aware of it and I reserve my ruling on this and come back in any case but the issue is, I reserve my ruling and let me study this. OK.

Senator Mian Raza Rabbani: Right sir.

Mr. Chairman: Let us go on to item No.4.

Senator Wasim Sajjad: There are no technicalities, no need for the ruling, we will place it on the table of the House.

ہم lay کر دیں گے تو اس session کے دوران lay کر دیں گے

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! اگر ابھی lay کرتے ہیں تو ٹھیک ہے، اگر ابھی

lay نہیں کرتے ہیں .then we want a ruling from the Chair

Senator Wasim Sajjad: Sir, there is no rule which says

کہ ابھی lay کرنا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let us not become rigid on this. We will... the House is supreme that is definitely there.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! اگر انہوں نے during the session lay کرنا ہے، مجھے پتا ہے کہ last day میں انہوں نے کیا کرنا ہے پھر انہوں نے power of the House کو circumvent کرنا ہے۔ انہوں نے last day of the Session lay کرنا ہے تاکہ the Opposition does not have a chance to move a resolution for disapproval.

Mr. Chairman: You can always requisite the session

پھر session آجائے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، اگر انہوں نے lay کرنا ہے پھر Orders of the Day پر یہ Ordinance موجود ہے، ابھی lay کیوں نہیں کرتے۔

سینیٹر وسیم سجاد، پہلی چیز تو یہ ہے کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے، ایسی کوئی وجہ ہے۔

Senator Wasim Sajjad: Supposing, I take this extreme step and ask the government

کہ last day پر lay کر دیں، ان کو requisition کرنے سے کون روک سکتا ہے؟

جناب چیئرمین، Requisition کر سکتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد، خبر اچھی بنتی ہے، بہت اچھی خبر ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، خبر کیا اچھی بنتی ہے؟ Article 89 I am sorry... کی
دھجیاں اڑا رہے ہیں۔

Mr .Chairman: I will study the matter. We will go on item No.4. I will study the matter, I am saying and we have accepted it, I will study the matter, lets not go into things that I think, they do have an importance but they are not that pressing, there are other important things lets go on with them and I will certainly....But I have said, I will study the matter, we go on item No.4.

Senator Kamil Ali Agha: I beg to move under Article 71 of the Constitution read with rules 3 and 4 of the Rules for Conduct of Business of the Mediation Committee that following Senators may be nominated as Vice-Chairman and Members of Mediation Committee for preparing an agreed Bill, titled the Federal Public Service Commission (Amendment) Bill, 2007 referred to the Mediation Committee by the National Assembly.

1.	Senator Abdul Raziq	Vice-Chairman
2.	Senator Dr. Muhammad Ali Brohi	Member
3.	Senator Mrs. Rehana Yahya Baloch	Member
4.	Senator Mst. Fauzia Fakhar-uz-Zaman Khan	Member
5.	Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder	Member
6.	Senator Abdur Rahim Khan Mandokhel	Member
7.	Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa	Member
8.	Senator Prof. Khurshid Ahmed	Member

Mr. Chairman: It has been with a mutual consent agreed upon.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: I will go to the item No. 5 which is the commenced motion. We will continue our discussions and the first speaker today is Mr. Nisar Memon. I will request the speakers to please adhere strick to the time..

سینیٹر نثار احمد میمن، شکریہ جناب چیئرمین! آج ہم بات کر رہے ہیں law and order situation پر۔ میں یہ جسارت کر رہا ہوں یہ عرض کرنے کی کہ الحمدللہ ملک میں مسائل کے باوجود اس وقت حکمرانی قانون کی ہے اور آج اقتصادی صورت حال جب ہم دیکھتے ہیں تو کوئی بھی شخص پاکستان کا یا دنیا میں اقتصادی صورت حال کو دیکھ کر جس میں GDP growth مسلسل ہو رہی ہے ' جس میں پاکستان سے قرضے کم لیے جا رہے ہیں reserves بڑھ چکے ہیں remittances بڑھ رہی ہیں infrastructure پر اربوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں تو اس صورت حال میں جہاں پر لوگوں کو کام کرنے کے مواقع بھی ہیں تو کوئی شخص یہ کہہ نہیں سکتا کہ یہ کوئی انارکی میں ایسی چیز ہوسکتی ہے۔ قانون ہے' قانون کی حکمرانی ہے تو اقتصادیات کے مرحلے بھی اچھی طرح سے طے ہو رہے ہیں اور پاکستان میں کاروبار چل رہا ہے' صنعتیں چل رہی ہیں اور زرعی پیداوار بڑھ رہی ہے۔ باہر سے لوگوں کی آمدورفت بھی جاری ہے ' قانون کی بالادستی ہے اور آئین کی حکمرانی ہے۔ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ میں یاد دلانا چاہتا ہوں ان دوستوں کو جو یہ کہتے ہیں یا یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں law and order situation کمزور ہے۔ پاکستان میں اس وقت جمہوری نظام چل رہا ہے ' جمہوریت مضبوط ہو رہی ہے' کیا یہ اس بات کی گواہی نہیں ہے کہ پاکستان میں میڈیا جو کسی زمانے میں صرف پی ٹی وی اور ریڈیو ہوا کرتا تھا' اب اخباروں کے علاوہ میڈیا کے کتنے چینلز آ گئے ہیں ' ریڈیو آ گئے ہیں اور سب کچھ لکھا جا رہا ہے ' بولا جا رہا ہے۔ ہمارے دوست آتے ہیں اور حکومت پر تنقید کرتے ہیں اور پاکستانی عوام کے مسائل کے حل کی طرف جانے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ایک جمہوری ماحول میں ہو رہا

ہے ۔ یہاں پر سیاسی پارٹیاں کام کر رہی ہیں۔ اگر سیاسی پارٹیاں یہاں پر نہ ہوتیں تو آج یہ ایوان نہ چلتا، آج نیشنل اسمبلی پانچ سال کی مدت پوری کر رہی ہے۔ سینیٹ کے 2003ء میں الیکشن ہوئے 2006ء مین الیکشن ہوئے اور 2009ء بھی انشاء اللہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ صوبائی اسمبلیاں بھی پانچ سال کی مدت پوری کر رہی ہیں۔

"It is the case of the Chairman P.S.M.C. that these measures were aimed at making P.S.M.C. a financially viable entity. To achieve the objective following measures were adopted:-

(a) Financial Restructuring.

(b) Manpower Restructuring.

(c) Repair & Maintenance.

(d) Offer of Equity to Private Sector.

(e) No New Investment in Direct Expansion.

سپریم کورٹ کی یہی judgement continue کرتی ہے۔

"The idea of its restructuring of the plant was conceived perhaps due to dropping the idea of privatization in 1998. The plan of restructuring so put forward proved successful as in the following years i.e. 2002-03, 2003-04, 2004-05 , the audited accounts depicited its financial position as follows:-

جناب والا! یہ جو inefficiency کے بہانے تھے وہ تمام اور دوسری چیزیں باقاعدہ Judgement paragraph-3 کے ریکارڈ پر ہیں کہ اتنی رقم انہوں نے زیادہ حاصل کی اور مزید ایک ایسا ادارہ بن گیا۔ پھر انہوں نے privatization کے لئے رکھا اس کے بارے میں جناب والا! paragraph 4 دیا گیا ہے۔

"It is important to note that besides publishing financial

summary, the following statement showing the profile of the company was notified:-

"PSMC is the country's largest and only integrated steel manufacturing plant with an annual designed production capacity of 1.1 million tons. It was incorporated as a private limited company in 1968 and commenced full scale commercial operation in 1984. PSMC complex includes coal oven batteries, billet mill, hot and cold rolling mills, galvanizing unit and 165 MW of own power generation units, supported by various other ancillary units."

اس کے علاوہ جناب والا! انہوں نے تفصیلات دی ہیں، پاکستان کی آج کی steel کی ضروریات کے لئے یہ ادارہ مکمل تیار ہے، اس سے فائدہ لیں تاکہ اس کی growth زیادہ ہو۔ یہ ان کے الفاظ ہیں۔

اچانک یہ پرائیویٹائیزیشن کے لئے اس کو کمیشن والے لے آئے۔ یعنی یہ Privatization policy خود بدنیتی پر منحصر ہے اور پھر اس کیس میں جب ہم لیں گے کیا، یہ ثابت نہیں ہوتی کہ اس میں بدنیتی ہے تو یہ *mala fide* ہوا، جبکہ یہ ادارہ ہماری economy کو مضبوط کرنے کے لئے تھا اور اس پوزیشن میں ہے لیکن آپ اس کو اچانک privatize کر رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ it is *mala fide.*

جناب والا! مجموعی طور پر ہمارے ملک کے تمام یہ ادارے یعنی بجلی گھر، پی ٹی سی ایل وغیرہ وغیرہ اس پوزیشن میں تھے کہ ان کی efficiency کے لئے آپ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہو جائیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کسی ادارے کی efficiency کیسے نہیں بنتی۔ جب آپ پارلیمنٹ کو نہیں مانتے ------

Mr. Chairman: Lets hear, order in the House. Please hear the

honourable colleague.

سینیٹر نثار احمد میمن، جناب والا! ان حالات میں انہوں نے یہ کیا اور دوسرے اداروں کو بڑے شوق سے یہ کہتے ہیں کہ وہ "پپو" کیوں نہیں ہے۔ یہ تو بالکل آپ تحفے دے رہے ہیں۔ یہ ہمارے ملک اور عوام کی ملکیت ہے جو ہماری اکانومی کی growth کے لئے بڑا element ہے' ایک اہم component ہے۔ آپ اس کو ایسے فروخت کر رہے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ سستا فروخت ہوا ' سستا نہیں ہوا وہ اپنی جگہ لیکن اگر آپ ایسے ادارے فروخت کر رہے ہیں تو اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ ملک کو disarm کر رہے ہیں اور ہمارے محترم قائد ایوان نے کہا کہ economy ' کون سی economy ؟ یہ economy جس کے بارے میں آج بھی اور چودہ اگست کے سارے اخبارات کے editorial پڑھیں ' ان کے الفاظ ہیں کہ ہم کونسا جشن منا رہے ہیں۔ کیا ہماری economy کی growth ہوئی؟ کیا بدامنی اور رشوت ختم ہوئی؟ کیا مہنگائی ختم ہوئی؟ جنوری میں جب وہاں کے لوگوں نے 'جو بچے کے جاتے تھے' کہا گیا کہ وہ بچے ہیں۔ جب ہم نے ان کو دیکھا تو باہر آکر انہوں نے پاکستان حکومت کی property جوکہ Ministry of Environment کی تھی اس کو جلایا۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ انہوں نے گھروں میں گھس کر عورتوں کو گھسیٹا۔ انہوں نے وہاں پر جاکر قانون نافذ کیا جو ان کے خیال میں قانون تھا۔ قانون ہے اور نافذ کرنے کے ادارے ہیں۔ عام آدمی اپنے ہاتھ میں قانون نہیں لے سکتا ہے۔ یہاں تک کہ پارلیمنٹ کا ممبر بھی نہیں لے سکتا۔ ورنہ تو پھر انارکی ہو جائے گی۔ تو یہ ساری چیزیں ہوئیں اس کے باوجود ہم نے یہ بھی دیکھا کہ حکومت نے جنوری سے جولائی تک صبر کے ساتھ ان سے گفت و شنید کی اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ وہ ایک طرف تو یہ تک کہتے رہے کہ ہمارے پاس ایک مہینے کا اسلحہ موجود ہے۔ ہمارے پاس ایک مہینے کا راشن موجود ہے۔ تو کیا ہم یہ سب کچھ بھول گئے ہیں کہ قانون کو ہاتھ میں لیا گیا۔ کیا ہم یہ بھول گئے ہیں کہ جو آئین کے تحت ہم پارلیمنٹیرین بھی ایک بندوق تک نہیں رکھ سکتے جب تک اس کی اجازت نہ ہو۔ تو یہ سارے اسلحہ کا اعتراف کرنا اور اس کے بعد ہم نے یہ بھی دیکھا کہ گفت و شنید جب چلی ہے تو مجھے یاد ہے کہیں یہ بھی آیا تھا اور اپوزیشن کی طرف سے تھا کہ حکومت کو چوڑیاں پڑی ہوئی

ہیں۔ تو اس کے باوجود حکومت مشتقل نہیں ہوئی۔ انہوں نے کوشش کی کہ گفت و شنید کے ساتھ معاملہ ختم ہو۔ میں اس میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں آپ کے مولانا حضرات بھی شامل تھے چوہدری شجاعت نے بھی کوشش کی۔ آخری رات تک یہ فیصلہ ہوتا رہا کہ کہیں پر معاملہ طے ہو جائے۔ بات وہاں پر جاکر رکی جب تحفظ دینے کے لئے انہوں نے کہا کہ باہر کے لوگ جو اندر بیٹھے ہوئے ہیں غیر ملکی، ان کو بھی تحفظ دیجیے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا ہم یہاں جو کہ قانون بنانے والے ہیں کہیں پر کہہ سکتے ہیں جناب چیئرمین! کہ قانون کو چھوڑ دو بات چیت کریں۔ بات چیت بھی سیاسی ہوتی ہے۔ قانون میں بھی کبھی کبھی نظر دوسری طرف کی جا سکتی ہے مگر جہاں پر state within state ہو جائے۔ یہ قصے کی باتیں نہیں ہیں۔ جہاں پر لوگ غیر ملکی تشدد کرنے کے ساتھ اسلحہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہوں تو کیا یہ اجازت دی جا سکتی ہے۔ میں ان سے سوال پوچھتا ہوں۔ میرے خیال میں بات یہ کہی گئی کہ آرمی بلائی گئی، رینجرز والے آگئے۔ بالکل آئے تھے۔ ہم سب نے دیکھا کہ کوئی رات کے اندھیرے میں نہیں آئے تھے۔ یہ Article 245 clearly لکھا ہوا ہے Army کا role in aid of civil power when called upon. تو called upon جب ہوتا ہے جب ایک چھوٹا سا حادثہ ہو جائے تو اس کو handle کر سکتی ہے مگر جب یہ ہو جائے کہ پولیس کو بھی اغوا کر لیا جائے، ان سے اسلحہ چھین لیا جائے اور ان کو پکڑ کر اندر بند کر لیا جائے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ civil کو ضرورت پڑی ہے military aid کی جس کو بلایا گیا۔ یہاں تک دیکھ لیں۔ مجھے یاد ہے حکومت کے لوگ بتا رہے ہیں کہ چار چار دن تک نہیں سوئے ہیں جو بھی ذمہ دار ہیں کیونکہ گفت و شنید ہو رہی تھی۔ کوئی نہیں چاہتا تھا کہ پاکستانی عورتیں یا مرد یا بچے، بہرحال بچے تو کافی نکل بھی گئے اور اس کے بعد یہ سانحہ بہت افسوس ناک ہوا۔ ہمیں دکھ ہے۔ ہم تعزیت کر رہے ہیں ان کے پیچھے رہنے والوں سے۔ مگر اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ تاریخ ہمیں بتائے گی کہ وہ لوگ ذمہ دار ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں حکمرانی ہو مگر جب نہیں ہو رہی ہے تو اس کو اجازت دیتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی قوانین ہوں اور اس کو کون رائج کرے گا؟ اور پھر وہ اجازت دیتے ہیں کہ کوئی بھی کھڑا ہو جائے۔ تو یہ تو ہم انارکی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اس کی کوئی بھی باشعور پاکستانی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ صبر کی بات جب کرتے ہیں تو یہاں تک کہ

صدر پاکستان خود involve ہو گئے۔ Prime Minister تو خیر تھے ہی۔ Ministry of Interior تو شروع سے تھی۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ روزانہ Ministry of Interior کا spokes person بھی آ رہا تھا۔ شیر پاؤ صاحب خود involve تھے۔ Ministry والے خود بتائیں گے وہ میں نہیں بتانا چاہتا ہوں۔ مگر جب یہ کچھ ہوا تو صدر صاحب خود involve ہوئے تاکہ کم سے کم نقصانات ہوں۔ میں نے آج یہ بھی سنا کہ دو rooms تھے جن میں سے جلی ہوئی لاشیں نکلی تھیں، کیا یہ ہمیں علم نہیں ہے کہ دروازے بند کس نے کیے تھے؟ کیا ہمیں یہ علم نہیں ہے کہ وہاں پر ایک suicide bomber باہر کھڑا تھا جس نے اپنے آپ کو blow کیا جس کے نتیجے میں اندر جو کچھ رکھا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ پورا جلا ہے؟ یہ سب کچھ انہی کے action سے ہوا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے مرحوم غازی کو اجازت نہیں دی کہ سمجھوتا کیا جائے۔ ہمارے وزیر طارق عظیم صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو آخری منٹ تک اس میں involve تھے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بتائیں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آیئے پاکستان کے مسائل جو دہشت گردی کے ہیں ان کا ملکر مقابلہ کریں تاکہ جو ملک میں ترقی ہوئی ہے جس کی بدولت آج آپ کی تمام constituencies میں پیسے جا رہے ہیں اور جہاں جہاں ترقی ہو رہی ہے وہ اور بڑھے گی۔ اس طرح پاکستان کا دفاع بڑھے گا۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ بلقیس ایدھی بھی وہاں گئی، ایدھی صاحب خود بھی گئے مگر ان کی باتیں نہیں مانی گئیں۔ امام کعبہ نے بھی فون کیے۔ تو کیا international efforts نہیں ہوئیں؟ میں صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ بہت ہی صبر سے کام لیا گیا ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ شاید کوئی زیادہ ہی صبر دکھایا گیا ہے۔ یہ ویسا ہی صبر ہے کہ اگر کسی ایک کو قانون توڑنے کی اجازت کچھ عرصے کے لیے دی جائے تو وہ دوسرا قانون توڑے گا، پھر تیسرا توڑے گا۔ میرے خیال میں قانون شکنی کرنے والوں کے لیے zero tolerance ہونی چاہیے۔ ورنہ تو پارلیمنٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس کی مرضی کرے وہ قانون کو ہاتھ میں لے لے، پھر قانون بنانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ صبر نہیں دکھایا، بالکل دکھایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ ظاہری طور پر جو kidnapping ہوئی تھی اس کے لیے action لینا چاہیے تھا، وہ نہیں ہوا، شاید یہ administration کی کوتاہی ہے۔ بہرحال یہ صبر بھی ہو سکتا ہے

اور کوتاہی بھی۔ یہ پوری strategy ہوتی ہے جس کے تحت کام ہوتا ہے۔ الحمد للہ وہ سب کچھ کیا گیا اور civil society نے سانس لیا کہ الحمدللہ کہ پاکستان میں capital میں اس سے زیادہ نقصان اس ملک کے لیے کیا ہو سکتا تھا۔ یہ معاملہ شوکت عزیز صاحب کی حکومت کا نہیں ہے' یہ صدر پاکستان کا نہیں ہے۔ یہ پاکستان کا مسئلہ ہے کہ اگر ملک کا نام خراب ہو رہا ہے تو ہم سب ذمہ دار ہو جاتے ہیں' ہم سب پر اثر ہوتا ہے تو لہذا ہونا یہ چاہیے کہ ہمیں قانون شکنی سے لوگوں کو روکنا چاہیے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اسلام کو اس طرح سے implement کرنا چاہیے تو آیئے قانون یہاں بنتے ہیں۔ آج ہم کسی اور کو اجازت نہیں دے سکتے ہیں کہ قانون کی وہ interpretation کی جائے جو کہ قانون بنانے والے نہیں چاہتے ہیں تو آیئے وہ قانون جن میں کمزوریاں ہیں ان کو بہتر کرلیں' چاہے وہ اسلامی شریعت کے laws ہوں تو آیئے مل کر کرتے ہیں کیوں نہیں پاکستان اسلامی مملکت ہے' انشاء اللہ یہ کریں گے۔ پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جو قانون کے تحت یہاں action ہوتا ہے پھر یہ کہا جاتا ہے کہ چار سو کفن آئے تھے' کس نے چار سو کفن بھیجے تھے؟ یہ کہنا کہ مسلم ممالک نے اس طرح کی چیزیں کی ہیں۔ میرے خیال میں اس قسم کا ابہام پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے میں ایک پروگرام دیکھ رہا تھا وہ "آج" کا پروگرام تھا اس میں مشتاق معراج صاحب نے یہ فرمایا اور دوسرے طرف شیر پاؤ صاحب تھے' انہوں نے کہا کہ آپ کی academy میں اتنی لاشیں پڑی ہیں' انہوں نے کہا کہ اس پروگرام کے بعد آیئے میں دکھاؤں گا۔ میں دوسرے دن انتظار کرتا رہا کہ اخبار میں آئے گا کہ وہ گئے تھے اور وہاں پر ان کو کیا نظر آیا ہے' کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی' کوئی اخبار میں خبر نہیں آئی۔ اگر ہم کوئی چیز بولتے ہیں' چاہے وہ آزادی ہے۔ میڈیا کی آزادی اس وقت اتنی ہے کہ ذمہ داری بھی ہونی چاہیے اور میڈیا کافی حد تک generally speaking بہت آزاد اور بہت ذمہ دار بھی ہے اور ذمہ داری سے وہ پاکستان کے عوام کے مسائل کی نشان دہی کرتے ہیں جو ہم یہاں اٹھاتے ہیں' چاہے Treasury Benches ہوں یا opposition ہو مگر اس کے بعد میں دیکھتا رہا کہ شاید جو academy میں کہا تھا وہ دکھائی جائے گی مگر کوئی چیز مجھے نظر نہیں آئی۔ لہذا ہمیں یہ چاہیے کہ اس سارے معاملے کو اب مزید طول نہ دیں۔ میں مختصر تقریر اس لیے کر رہا ہوں کہ حالات کا سب کو پتا ہے۔ کیا میں آپ کو پھر سے وہ اخباروں کی cuttings دکھاؤں جو آپ پڑھ

چکے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں، ہم بھی جانتے ہیں۔اس کا حل صرف ایک ہے کہ کیا انتہا پسندی کو جس کا مقابلہ صدر پاکستان خود کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ان پر تین attacks ہو چکے ہیں۔ کیا وہ پیچھے تو نہیں ہٹے تو پھر ہم پاکستانی کیسے پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ دوسری بات کہ کیا ہم international terror جو پاکستان میں پھیل رہا ہے اس کی اجازت دے سکتے ہیں؟ قطعاً نہیں دے سکتے۔ ہم اس کی بھی اجازت نہیں دے سکتے اور حکومت بھی اسی بات پر قائم ہے کہ باہر والے ہماری territory میں آ کے کوئی حملہ نہیں کر سکتے۔ پاکستان sovereign ملک ہے، اپنی حفاظت کر سکتا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اللہ کے واسطے --- ' law and order یقیناً دوسری جگہوں پر improve کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئٹہ میں مجھے پتہ ہے جیسا کہ ہماری بہن نے بتایا کہ وہاں چودہ اگست کو فوج نے take over کیا تھا۔ یہ کیوں ہوا؛ اس لیے ہوا کہ civil government یہ سمجھتی ہے کہ اس دن کچھ ہوگا تو پھر فوج کو بلاتے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ دن آئے کہ فوج کو بلانے کی کوئی ضرورت نہ پڑے۔ اس کے لیے ہمیں ادارے مضبوط کرنے پڑیں گے اور جب Leader of the Opposition, Senator Raza Rabbani Sahib بات کرتے ہیں about the supremacy of the House تو ہم ان کے ساتھ ہیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ مل کے جمہوریت کا دفاع کریں گے اور مل کے جمہوریت کو پروان چڑھائیں گے تاکہ ملک کی جڑیں مضبوط ہوں اور آنے والی نسلیں ہمارے لیے بہتر سوچ سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

DISCUSSION ON LAL MASJID CRISES

جناب چیئرمین، پروفیسر ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر ، شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب decide یہ ہوا تھا کہ 45 minutes کا وقفہ کرکے پھر دوبارہ شروع کرلیں گے۔ چلیں .as you wish sir

جناب چیئرمین، دو speakers نے جانا ہے مولانا سمیع الحق صاحب نے اور سواتی صاحب نے۔ یہ speeches سن کے میرا خیال ہے adjourn کر لیتے ہیں۔ جی ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر، اہل ستم کا جب بھی قصیدہ لکھا گیا، نوک قلم کو خون چشیدہ لکھا گیا

جناب چیئرمین! جب اسلام آباد میں سب سے پہلی بڑی جامع مسجد بنائی گئی اور اس کی دیواروں پر لال رنگ ہوا تو کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک اور اسلام ہی کے نام پر آباد ہونے والے اس کے capital میں اسی ملک کے رکھوالے اس مسجد کو مسلمان بچیوں، بوڑھوں اور علما کے خون سے لالہ زار بنا دیں گے لیکن جناب چیئرمین! جب جہاد کے علمبردار ہی جہاد کو دہشت گردی قرار دینے لگ جائیں اور کشمیر اور افغانستان میں بہنے والے خون کو جھیل ڈل اور دریائے کابل میں بہنے والے پانی سے زیادہ اہمیت نہ دیں تو پھر ان سے کوئی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔

عقل حیران ہے جناب کہ لال مسجد میں کون سے اتنے بڑے پیمانے پر کون سی اتنی بڑی دہشت گردی ہو رہی تھی کہ اس پر ایک enemy territory کی طرح حملہ کیا گیا اور سینکڑوں افراد کو خاک و خون میں نہلایا اور تڑپایا گیا۔ اس ناقابل جواز جرم عظیم کا ایک ہی جواز شروع سے اب تک بار بار پیش کیا جارہا ہے کہ جی غازی برادران نے، مسجد والوں نے حکومت کی رٹ کو چیلنج کیا تھا، حکومت کی اتھارٹی کو چیلنج کیا تھا اور اس کو قائم کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

جناب! ہمیں حکم یہ ہے کہ اذا قلتم فاعدلوا، بات کرو تو انصاف سے کرو، توازن سے کرو۔ میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ توازن سے بات کروں۔ کسی ایک side کی طرف ہونے کی بجائے، اور ہمارے قومی شاعر نے بھی کہا تھا کہ

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہِ مسجد ہوں نے تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جہاں تک برائیوں کے خلاف آواز اٹھانے کا تعلق ہے، احتجاج کرنے کا تعلق ہے یہ مسلمان اور ہر پاکستانی کا حق ہے جو غازی برادران نے استعمال کیا لیکن برائیوں کو مٹانے کا ازخود ذمہ لینا اور ان کے لیے ازخود اختیار حاصل کر کے کارروائی کرنا اس کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ یہاں انہوں نے غلطی کی لیکن یہ غلطی اتنی بڑی نہیں تھی کہ اس کی اتنی بڑی سزا دی جاتی۔ جناب! sense of proportion بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ غلطی تو ہے

لیکن اتنی بڑی نہیں کہ اس کے لیے نہ صرف ان کو بلکہ سینکڑوں افراد کو ، جیسے میں نے کہا، خاک و خون میں نہلایا اور تڑپایا جائے۔ آج ہمارے جو دوست غازی برادران کے اس عمل کو حسینیت سے ملا رہے ہیں ، میں انہیں یاد دلانا چاہوں گا۔ ہمارے ایک دوست نے کچھ کہا تھا اس سلسلے میں۔ میں یاد دلانا چاہوں گا کہ اس واقعہ سے پہلے ساری دینی جماعتیں اس بات پر متفق تھیں اور وفاق المدارس والے بھی اس بات پر اتفاق کرتے تھے کہ غازی برادران کی بات درست ہے ، ان کے مطالبات فواحش، منکرات کو ختم کرنے، بند کرنے ، منانے کے درست ہیں لیکن ان کے طریقہ کار سے ہمارا اختلاف ہے، اتفاق نہیں ہے۔ یہ ساری دینی جماعتیں کہہ چکی ہیں۔On-record ہے ۔ اس لیے اب انہیں حسینیت سے ملانے کا کوئی جواز نہیں۔ جہاں تک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ہے ، انہوں نے یزیدی دور میں شرعی اقدار کی پامالی پر احتجاج تو کیا، آواز تو بلند کی لیکن تاریخ یہ ثابت نہیں کرتی کہ انہوں نے عوام میں سے کسی کو شرعی اقدار کی پامالی کا مجرم ٹھہرا کر از خود سزا دی ہو یا یہ اختیار اپنے ہاتھ میں لیا ہو۔ لیکن طریقہ کار ، میں پھر repeat کروں گا، طریقہ کار غلط ہونا اتنا بڑا جرم ہرگز نہیں تھا کہ اس کی اتنی بڑی سزا دی جاتی اور sense of proportion کو بالکل نظر انداز کیا جاتا۔

انصاف ہے کہ حکم عقوبت سے پیشتر
اک بار سوئے دامن یوسف تو دیکھیے ۔

دامن یوسف سے مراد میں یہ نہیں لیتا ، جیسے میں نے کہا کہ ان حضرات کا، جو اس مسجد کو کنٹرول کر رہے تھے ، دامن بالکل پاک اور صاف تھا لیکن اس پر جو دو چار چھینٹے کچھ غلطیوں کے پڑے ہوئے تھے ، ان کی سزا ہرگز یہ نہیں تھی کہ نہ صرف ان کو بلکہ سب پر خون کے بے شمار چھینٹے ڈالے جائیں اور ان کو اس طرح ختم کیا جائے۔

دوسری اہم تر بات جناب چیئرمین یہ ہے گورنمنٹ کی authority اور گورنمنٹ کی writ کی بات کرنے والوں کو میں یاد دلانا چاہوں گا writ کی رٹ لگانے والے اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ وزیرستان میں حکومتی writ قائم کرنے میں ناکام ہو گئے؟NATO والے آتے ہیں، امریکہ والے آتے ہیں،جہاں چاہتے ہیں بم برسا کر ہمارے اپنے لوگوں کو شہید کر کے چلے جاتے ہیں، اس وقت حکومت کی writ کہاں جاتی ہے؟ کراچی میں بارہ مئی کو حکومت

کی رٹ کہاں تھی جناب چیئرمین؟ اس وقت حکومت کو writ یاد کیوں نہیں آئی؟ وہ آنٹیاں اورمساج سنٹرز جن کے خلاف جائز طور پر غازی برادران نے آواز اٹھائی ، وہ انتظامیہ اور پولیس افسر، جو انہیں کنٹرول کرنے میں ناکام ہوئے ، ان پر حکومتی writ نافذ کیوں نہیں کی گئی؟ جب اسلحہ مسجد میں جمع ہو رہا تھا، جتنا بھی تھا؛ جیسا بھی تھا، اس وقت حکومتی writ کہاں غائب تھی ؟ یہاں حکومتی writ صرف اسلام کا نام لینے والوں کے لیے ہے؟ صرف اسلام کا نام بلند کرنے والوں اور اسلام کی اقدار کا نام لینے والوں کے لیے ہے؟ کاش جو بہادری ان اسلام کا نام لینے والوں کے خلاف ، ان کی غلطیوں کے باوجود ، جو بہادری میں کہنا چاہتا ہوں، دکھائی گئی، کاش اس بہادری کا کچھ حصہ ہماری forces نے کشمیر میں دکھایا ہوتا۔ کاش اس بہادری کا کچھ حصہ وزیرستان میں دکھایا ہوتا اور resist کیا ہوتا foreign attacks کو اور foreign interventions کو ۔ پھر جناب حکومتی writ کے سلسلے میں، میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس حکومت کے فوجی سربراہ کو writ کا ذکر کرنے ، writ کا نام لینے کا کیا حق ہے جس نے آئین کی writ کو پامال کیا ہے؟ جس نے آئین کی writ کو توڑا ہے اور جس نے عدلیہ کی writ کو ختم کرنے کی کوشش اور جسارت کی تھی؛ پھر تیسری بات writ کے سلسلے میں یہ کہ اگر حکومت کی authority اور writ قائم کرنی ہی تھی تو چھ سات ماہ پہلے، جب یہ قضیہ شروع ہوا، بہت آسانی کے ساتھ قائم کی جا سکتی تھی ۔ اتنی بڑی خون ریزی کے بغیر کی جا سکتی تھی ۔ اس معاملے کو کیوں لٹکایا گیا ؟ کیوں یہاں تک لایا گیا ؟ اور کیوں اسے اس طریقے سے ختم کرنے کی کوشش کی گئی ؟ چھ سات ماہ پہلے، simple سادہ طریقوں سے ، جو بجلی پانی utilities آپ نے بعد میں جا کر بند کیں ، پہلے بند کر سکتے تھے۔ ایک پرامن حصار کے ذریعے اور وہ کمانڈر جنہوں نے اندر جا کر قتل و غارت کی، وہ معمولی گیسوں اورمعمولی طریقوں سے اندر جا کر کنٹرول کر سکتے تھے۔ اس وقت کیوں اختیارنہیں کیا گیا اور حکومتی writ کو اس وقت کیوں challenge کرنے دیا گیا؟

اصل میں بات جناب چیئرمین! حکومت پاکستان کے writ کی نہیں ہے۔ یہ امریکی writ کی بات ہے۔ امریکی writ وزیرستان میں قائم کی جا رہی ہے اور امریکہ کی خواہشات کے عین مطابق اسلام آباد میں یہ operation ہوا ہے کیونکہ حکمرانوں کی مثال وہی ہو چکی ہے کہ

مثال کشتئی بے حس مطیع فرماں ہیں
کہو تو بستہ ساحل رہیں کہو تو بہیں

ایک بندھی ہوئی کشتی کی طرح ہیں ، حکم ہوتا ہے تو چل پڑتے ہیں، حکم ہوتا ہے تو رک جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں سے اوپر سے، بش سے ،یورپ سے اور گارڈن براؤن سے تحسین کے اور مبارکباد کے فون آرہے ہیں اور یہ بات تو طے ہے کہ اسلام کے، امت کے ، مکہ مدینہ کے اور خود پاکستان کے جو دشمن ہیں وہ جس بات کی تحسین کریں وہ کبھی اچھی نہیں ہوسکتی اور کبھی امت کے حق میں نہیں ہوسکتی لیکن افسوس کی بات ہے، میں یہاں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ وہ تو خوش ہیں، انہوں نے تو مبارکباد کے فون کیے، تحسین کی لیکن ہمارے بعض سیاسی رہنما بھی اس بات پر مجبور ہوئے، تیار ہوئے ہیں کہ وہ ان کی آواز میں اپنی آواز ملائیں بلکہ یہاں تک کہیں کہ جو کچھ ہوا وہ کم ہوا اس سے زیادہ ہونا چاہیے تھا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور اس سلسلے میں، میں ان سے مخاطب ہو کر یہ گزارش کروں گا کہ

اک دن حساب ہوگا کہ دنیا کے واسطے
کن صاحبوں کا مسلک رندانہ چھٹ گیا

اور یہ تحسین کے ڈونگرے برسانے والے جو باہر سے تحسین کر رہے ہیں، مبارکبادیں دے رہے ہیں، کیا اپنے ملکوں میں، اپنے لوگوں کے خلاف ایسا operation کرنے کے بارے میں سوچ بھی سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔ اگر اور خاص طور پر ہماری یہ حکومت چاہتی رہی کہ غازی برادران نے زبردستی اسلحہ کے زور پر اندر بہت سے لوگوں کو یرغمال بنایا ہوا ہے ۔ مغربی ملکوں میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ یرغمالیوں کی جان بچانے کے لیے آخری حد تک جائیں گے۔ وہ کسی بڑے سے بڑے مجرم اور قاتل کو بھی چھوڑ دیں گے کہ جو یرغمالی ہیں ان کی جان بچائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ جو باہر آنا چاہتا ہے باہر آجائے لیکن ساتھ ہی کہا کہ انہوں نے اندر روکا ہوا ہے اور اسلحہ کے زور پر روکا ہوا ہے۔ ان کو بچانے کے لیے جب مذاکرات ہوئے اور جب باتیں طے ہوئیں تو وہ کون سی قوت تھی، وہ کون سا فرد واحد تھا جس نے ساری صورتحال کو تبدیل کیا ۔ طارق عظیم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ گھبراتے تھے اس فرد واحد سے جو ہر چیز کو اپنے ہاتھ میں رکھ رہا ہے اور رکھنا چاہتا ہے۔ اس کا نام لینے سے ، کیا یہ دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ وزیر اعظم نے

وہ معاہدہ تبدیل کیا۔ نہیں، وزیر اعظم کی یہ جرأت نہیں ہے۔ ان کو یہ اختیار نہیں ہے۔ ایک ہی شخص ہے جو ساری خرابیوں کا ذمہ دار ہے، اس نے یہ معاہدہ تبدیل کیا جس سے سینکڑوں جانیں بچائی جا سکتی تھیں اور لوگ اس فرد واحد کی انا کی بھینٹ چڑھے ہیں اور وہ فرد واحد ان کی ہلاکت کا، شہادت کا ذمہ دار ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔ دو منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر ساجد میر، جناب چیئرمین! آخری لمحات میں جو مذاکرات ہوئے ان میں جو بھی رعایتیں طے ہوئیں ان کو بدلا گیا، سب کچھ تبدیل کیا گیا اور یہ ایک شخص کی انا کی خاطر تھا یا امریکہ کی خواہش کے مطابق تھا۔ اس لیے آخری تجزیے میں اس پورے سانحہ کی وجہ ایک جرنیل کی انا ہے اور امریکی dictation یا کم از کم امریکی خواہش ہے، اور ہوا بھی سب کچھ امریکی pattern کے مطابق، جس طرح امریکہ نے کہا تھا کہ عراق میں mass destruction کے ہتھیار موجود ہیں اور جس طرح اس نے کہا تھا کہ یہاں القاعدہ حاوی ہے اور مسلط ہے اسی طرح یہاں الزام لگایا گیا کہ بہت مہلک ہتھیار جمع ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ یہاں غیر ملکی دہشت گرد بھی جمع ہیں۔ اسی pattern پر الزام تراشی کی گئی اور سارا اپریشن ہوا ہے لیکن اس پورے تجزیے میں سب سے بڑا نقصان کس کا ہوا، سب سے بڑا نقصان ہمارے پاکستان کا ہوا ہے۔ ہمارے دین، اسلام کا ہوا ہے۔ ایک ٹھپہ بڑے عرصے تک کے لیے شاید لگ گیا ہے کہ پاکستان کا دارالحکومت نام نہاد دہشت گردوں کے لیے اگر جنت ہے تو پورے پاکستان کا کیا حال ہوگا، اس کا کون ذمہ دار ہے۔ یہ جو روشن چہرے کی باتیں تھیں اس کو کس نے داغدار کیا؟ میں کہوں گا کہ اس میں ان برادران کا بھی ہاتھ ہے جنہوں نے برقعہ پوش طالبات کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھمائے لیکن اس سے کہیں زیادہ اور بہت زیادہ ہاتھ اس حکومت کا ہے جس نے ہمیشہ روشن چہرے کی بات کی ہے انہوں نے اتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے کہ خون کے یہ دھبے جنہوں نے اسلام کے نام کو، پاکستان کے نام کو داغدار کیا ہے اب ایک عرصے کے بعد دھلیں گے۔ وہ جو کہا گیا تھا کہ "خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد"۔ پتا نہیں کتنی برساتیں آئیں گی، کتنے سال، کتنی صدیاں بیتیں گی، کتنا عرصہ لگے گا کہ یہ دھبے ہمارے چہرے سے دور ہوں

گے۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ جنہیں خوش کرنے کے لیے آپ نے یہ سب کچھ کیا' جن سے نمبر لینے کے لیے یہ سب کچھ کیا' ان کے ہاتھ میں ایک دلیل پکڑا دی ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کے لیے safe heaven ہے--

جناب چیئرمین: وقت ختم ہو گیا ہے۔ تقریر ختم کریں۔

سینیٹر ساجد میر: اس سلسلے میں جو mishandling شروع سے آخر تک ہوئی ہے اور جو out of proportion action ہوا ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ انتہائی قابل نفرت ہے اس کی وجہ سے سینکڑوں جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ سے پاکستان اور اسلام کا نام بھی داغدار ہوا ہے جس کی ذمہ داری میرے نزدیک 90% حکومت پر اور جنرل مشرف پر عائد ہوتی ہے۔ بہت شکریہ۔

Mr Chairman: Do you want to adjourn now or two speakers were left they want to speak?

سینیٹر میاں رضا ربانی: Adjourn کر دیں۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کہہ رہا ہے کہ adjourn کرلیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن اگر ہاؤس نہ کرے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کون ترتیب دیتا ہے؟

جناب چیئرمین: ترتیب ممبران ہی دیتے ہیں۔ آپ نے چار دن پہلے کس کو نام دیا ہے تاکہ میں تفتیش کر سکوں؟ آپ نے کس کو بتایا؟

سینیٹر مولانا سمیع الحق: راجہ صاحب کو بتایا۔

جناب چیئرمین: کب دیا راجہ صاحب کو؟

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جب پہلی نشست تھی۔

جناب چیئرمین: میرے پاس آج' کل اور پرسوں آپ کا کوئی نام نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ۔ یہ عجیب ہے کہ کچھ لوگ آپ کے دفتر میں بیٹھ جاتے ہیں اور سارے معاملات وہاں آپس میں طے ہو جاتے ہیں۔ اگر میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ بھی آ سکتے ہیں آپ پر کوئی پابندی تو نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ آئیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ۔ اس طرح میں تین دن سے آتا ہوں' جاتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ نے کس کو نام دیا ہے؟ میرے پاس نام نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، میں تو آپ ہی کو دوں گا۔

جناب چیئرمین، مجھے تو نہیں دیا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ۔ مجھے تو آپ نے نہیں کہا کہ کس کو دیں۔

جناب چیئرمین، مجھے تو نہیں آیا' ہمیشہ سیکرٹری صاحب کو دیا جاتا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ۔ اگر رضا ربانی صاحب ہمیں بھول جاتے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

جناب چیئرمین، نہیں آپ کو بھولتے نہیں ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ۔ جناب والا! تیسرا دن ہے میں آتا ہوں۔ آج بھی میں نے آتے ہی درخواست دی کہ میں نے جلدی جانا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب والا! جب debate کی ابتدا ہوئی تھی تو میں نے لیاقت بنگزئی صاحب اور رضا محمد رضا صاحب سے درخواست کی تھی کہ آپس میں بیٹھ کر پوری لسٹ کو ترتیب دے لیں۔ اس وقت جتنے ممبران یہاں پر موجود تھے ان سب کی لسٹ انہوں نے سب سے پوچھ کر تیار کی کہ کون کس آرڈر میں بات کرنا چاہتا ہے؟ انہوں نے لسٹ تیار کی جو سیکرٹری صاحب کو دی گئی۔ اس کے بعد اگلے دن مولانا صاحب آئے انہوں نے اپنا نام لکھوایا اور وہ میرے بھی بعد میں نام تھا۔ اب مندوخیل صاحب نے انہیں کہا ہے کہ آپ میری جگہ تقریر کر لیں۔ We have no problem لیکن یہ الزام لگانا کہ جی لسٹ کون بناتا ہے؟ جو ممبر بے چارے

یہاں پر ہوتے ہیں وہ آپس میں مشاورت کر کے لسٹ بناتے ہیں۔ کوئی کسی خفیہ کمرے میں بیٹھ کر لسٹ نہیں بنتی۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، حضرت یہ الزام نہیں ہے میں عرض کرتا ہوں کہ کیا ایک دو آدمی بیٹھ کر لسٹ بنا سکتے ہیں؛ ہم تو آپ کو نام دیں گے۔ ہم نے تو راجہ صاحب کو دینا ہے یا آپ کو۔ رضا صاحب اگر کہیں کہ دو آدمی بیٹھ کر لسٹ بنائیں یہ کیسا انصاف ہے۔ طارق عظیم صاحب اپنے لوگوں میں بیٹھ کر بنائیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، میں عرض کروں، مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر ہاؤس سننا چاہتا ہے تو بے شک کریں لیکن سب جانا چاہتے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، میں نے پانچ چھ منٹ بات کرنی ہے میں نے جانا ہے، بہت مجبوری ہے۔

جناب چیئرمین، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، ہاؤس سے پوچھ لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Let him do it.

جناب چیئرمین، چلیں پانچ سات منٹ سن لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا ، یہ ہمارے بڑے پیارے ساتھی ہیں، یہ گھنٹہ بولیں ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، مجھے ان کا پیار چاہیے جو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، ان کا بھی ہے، آپ راجہ صاحب کو بتا دیا کریں۔ آپ ہاؤس میں آیا بھی کریں۔ آپ آتے بھی کم ہیں۔ آپ آیا کریں اور اطلاع دے دیا کریں سیکرٹری صاحب کو یا مجھے کہ میں نے تقریر کرنی ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپ ہمارے حقوق کے نگران ہیں ساری ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں میں حاضر ہوں، میں اسی لیے تو مشاورت کرتا ہوں۔ اگر میں

خود فیصلے کروں تو میرا قصور ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے انتہائی قابل احترام چیئرمین صاحب اور معزز اراکین میں انشاء اللہ تھوڑی دیر میں بات کو سمیٹوں گا۔

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیے گا کیونکہ سب نے جانا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، میں نے تو ابھی ابتدا بھی نہیں کی۔

جناب چیئرمین، میں اسی لیے آپ کو پہلے بتا رہا ہوں تاکہ آپ اسی حساب سے cover کرلیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، انشاء اللہ مختصر بات کروں گا۔ باتیں تو تقریباً دونوں اطراف سے ہوگئی ہیں۔ حکومتی طبقوں نے بھی اپنا موقف زور و شور سے بیان کیا ہے، انہوں نے بھی بیان کیا ہے repeat نہیں کروں گا ۔ میں کہتا ہوں کہ دس دن بھی، دس سال بھی اس لال مسجد کے المیہ پر ہم تقریریں کریں تو اس المیہ کا ازالہ نہیں ہوسکتا نہ اس کی تلافی ہوسکتی ہے۔ اب جو کچھ جلنا تھا وہ جل گیا۔ وہ شاعر نے کہا تھا کہ

جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہو گا

کریدتے ہو جو راکھ جستجو کیا ہے

اب اس خاک کو بھی نہیں کرید سکتے کیونکہ اس ملبے کو بھی انھوں نے اٹھا کر دور دراز پھینک دیا ہے۔ اصل مسئلے پرہمیں آنا چاہیے وہ تو حادثہ ہوگیا۔ حادثہ کیوں ہوگیا؟ اس کے اسباب آج بھی اسی طرح ہیں۔ اب بھی ہر جگہ کوئی نہ کوئی مسجد، لال مسجد بن سکتی ہے۔ پورا ملک لال مسجد بن سکتا ہے۔ حادثے کی طرف نشان دہی بھی کی گئی ہے کہ یہ ایک اتفاقی یا حادثاتی واقعہ نہیں ہے۔ ایک طویل جنگ کا تسلسل ہے یہ اس کے مظاہر ہیں۔ ہم پر پرائی جنگ مسلط کر دی گئی ہے۔ ہم پرائی آگ کو اپنے گھر میں لے آئے ہیں۔ ہم نے سرحدات کو کھول دیا ہے اور پامال کر دیا ہے۔ آج پورے ملک میں حکومت کی رٹ نہیں ہے۔ امریکی کہتے ہیں کہ جب ہم چاہیں گے سرحدات کی حدود کو پامال کریں گے۔ رات بھی ایک مذاکرہ ہو رہا تھا اور امریکی کہہ رہے تھے، اکثریت نے رائے دی ہے، تقریباً ستاون فیصد نے رائے دی ہے کہ ہمیں حق ہے کہ القاعدہ کا

نام جہاں بھی سنیں گے ہم پاکستان میں خود کارروائی کریں گے۔ یہ سروے رات کو آیا ہے۔ اس صورت حال میں ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم اس پرانی جنگ سے کیسے نکلیں۔ ہم امن و امان کی صورت حال پر بحث کرتے ہیں، خدا گواہ ہے کہ سولہ کروڑ عوام میں ایک فرد بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا، نہ محفوظ ہے۔ سڑک پر جا رہا ہے کسی وقت دھماکا ہو جائے گا۔ کسی جگہ جلسہ ہے، کسی جگہ مجمع ہے کوئی بازار سودا سلف کے لیے جاتا ہے اس کے پرخچے اڑ سکتے ہیں۔ کیسے امن و امان کے جزیات پر بحث کریں؟

ہم نے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے بہت قربانیاں دیں۔ ایک ہزار ہمارے غیور مجاہد وہ فوج جو ایمان، یقین اور جہاد moto رکھتی تھی، ہم نے ایک ہزار تقریباً اپنے مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں مروائے۔ سینکڑوں افراد ہمارے اپنی افواج کے ہاتھوں مارے گئے۔ آج بھی سینکڑوں افراد کو لاپتہ کہیں پھینکا ہوا ہے اور ان کے رشتہ دار اور لواحقین پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اور وزیراعظم سیکرٹریٹ کے سامنے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنے گمشدگان کے لیے رو پیٹ رہے ہیں۔ ہم نے پانچ چھ سو افراد کو پکڑ کر گوانتاناموبے بھیج دیا اور لکھا کہ ڈالروں پر ہم بھیجتے ہیں۔ اس سے زیادہ ہم اور کیا قربانیاں دیں گے؟ پھر بھی وہ ہماری حدود کو پامال کر رہے ہیں۔ ہمارے میمن صاحب نے کہا کہ کسی کو یہ حق نہیں ہے، ہم کہتے تو ہیں لیکن عملاً وہ سب کچھ نہیں کرتے۔ اکیس دفعہ انہوں نے ہماری سرحدات کو پامال کیا ہے۔ ابھی پرسوں ترسوں انہوں نے پارا چنار کی حدود کو پامال کیا۔ پھر دوبارہ امریکی فوجیں آئیں امریکی جہاز آئے اور ہمارے علاقوں پر گھومے۔ ٹی وی پر ہمارے ترجمان سے پوچھا گیا کہ بھئی تم انکار کرتے ہو، پرسوں رات بھی فوج آئی تھی، جہاز آئے تھے۔ اس نے بڑی کھسیانی بلی کی طرح عجیب بات کی، یہ ایسی بات ہے کہ کسی کے گھر میں چور اتر جائیں، تقدس پامال ہو جائے اور عصمت دری ہو جائے، عزت خراب کر دے پھر اس کو کہا جائے کہ یہ کیا ہوا؟ کہتے ہیں کہ رات کی تاریکی میں کچھ لوگ آئے تھے، معمولی چھیڑ چھاڑ کی۔ اس ترجمان راشد صاحب نے کہا کہ کوئی تاریکی میں غلطی سے آئے ہوں گے گھوم پھر کر واپس چلے گئے۔ اب صورت حال اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ ہم نے خود 82 طالب علموں کو crush کیا، امریکہ نے اگرچہ کیا لیکن ہم نے وہ الزام سر پر لیا۔ وہاں پر کونسی writ خراب ہو گئی تھی۔ لال مسجد کی صورت حال وہاں تو نہیں تھی۔ باجوڑ میں بھی ہم نے دیکھا، پھر

وزیرستان میں دیکھا، معصوم و نہتے طالب علموں کو تہہ تیغ کر جاتے ہیں۔ اس صورت حال پر غور کرنا چاہیے کہ ہم اس سے کیسے نکلیں گے۔ اب تو انہیں جرأت ہو گئی ہے، بد قسمتی سے ہماری فوج کو بھی ہو گئی ہے جس کو ماؤں نے جہاد کے لیے، شہادت کے لیے بھیجا تھا۔ وہ کرنل صاحب مرحوم جو پہلے دن لال مسجد میں شہید ہو گئے اس کی بہنوں نے رو رو کر کہا، ماں نے رو رو کر کہا کہ ہم نے تو اس کو جہاد کے لیے بھیجا تھا۔ اب اللہ کو ہم کیا منہ دکھائیں گے کہ انہوں نے جا کر معصوم بچوں اور بچیوں کو مارا۔ حضرت یہ بڑا المیہ ہے کہ معصوم بچے اور طلبا و طالبات جو اللہ کے دین کو سیکھنے کے لیے وہاں جمع تھے وہ ظلم اور کسی زیادتی کے قابل نہیں تھے۔ ہندوستان نے ایک حضرت مسعود کو چھوڑا جس نے ہندوستان کو ہلا دیا تھا، ایک اپنے جہاز کی سواریوں کے لیے، یہ قربانی ہم نہیں دے سکتے۔ ہم نے قرآن کو جلنے دیا۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن صرف وہ نہیں ہے جو طاقوں میں پڑا جل گیا، قرآن وہ ہے جو ان بچوں اور بچیوں کے سینوں میں تھا وہ سینے چھلنی ہو گئے تو سینوں کے اندر قرآن چھلنی ہو گیا۔ خدا نے کہا کہ میں قرآن کی حفاظت الماریوں سے، فولاد سے، کاغذات سے، گتے سے نہیں کرتا ہوں۔ (عربی) خدا نے کہا کہ میں قرآن کی حفاظت ان بچوں اور بچیوں کے ذریعے کراؤں گا جن کے سینوں میں، میں نے ڈالا ہے کیا کسی برگر فیملی، ایچی سن کالج یا بیکن ہاؤس کے لوگوں نے ایسا کیا ہوتا تو ان کے ساتھ ہم ایسا سلوک کر سکتے تھے؟ کیا ہمارے کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں بغاوت نہیں ہوتی ہے؟ پرنسپل اغوا نہیں ہوتے ہیں؟ ٹرانسپورٹروں کا محاصرہ نہیں ہوتا ہے؟ پرچے آؤٹ نہیں ہوتے ہیں؟ یہ سب کچھ ہم برداشت کرتے ہیں۔ اس معاملے کو اس لیے ہم برداشت کر گئے کہ بش کا order آ گیا تھا اور بش کا order قطعی یہ تھا کہ ان کو crush کرو کیونکہ بش نے خود ایک ہفتے بعد اپنی ریڈیو کی تقریر میں لال مسجد کا نام لے کر کہا کہ یہ میری جنگ کا حصہ ہے۔ اب حیرت کی بات ہے کہ وہ پھر مبارکباد بھی دیتا ہے۔ آسٹریلیا، برطانیہ اور بش بھی مبارکباد دیتا ہے۔ ہماری مسجد کا معاملہ ہے۔ کیا کسی کالج میں ایسا ہوا ہوتا تو بش اس کو سر پر اٹھا لیتے؟ بات دین اسلام اور ہمارے تشخص ہماری شناخت مٹانے کی ہے تو ایک ٹیلی فون پر ہم سب کچھ چھوڑ جاتے ہیں۔ 9/11 کا واقعہ آیا ہماری ساری قربانی ایک ٹیلیفون پر چلی گئی؟ جب حدود آرڈیننس کا وقت آیا، حدود اللہ کو ایک ٹیلی فون پر ختم کیا گیا۔ ایمرجنسی کی بات آئی کھلم کھلا ساری رات ہنگامہ تھا

لیکن ایک فون پر ایمرجنسی واپس ہوگئی، وہ بھی صدر کی نہیں بلکہ رائس کی، وہ ذائن جس کو دیکھ کر انسان ڈرنے لگتا ہے اس کے order پر ہم نے فیصلہ بدل لیا۔ ہمارے صدر صاحب نے کہا کہ میں افغانستان نہیں جاؤں گا لوئے جرگہ میں سکیورٹی کی وجہ سے، ادھر مصروفیات بہت ہیں لیکن رات کو فون آیا کہ جاؤ وہاں افغانستان میں، اس نے فیصلہ بدل دیا اور اس میں چلا گیا تو حضرت میں یہ کہا کرتا ہوں کہ دہشت گردی کے نام پر روزانہ صدر صاحب دہشت گردی اور انتہا پسندی پر زور دیتے ہیں اور جو طاقتیں ہیں وہ متحرک ہو جاتی ہیں۔ہر جگہ باجوڑ، سوات، اسلام آباد ہم آپ کو یہاں لے آئے ہیں۔ افسوس ہے کہ دہشت گرد تو صلیبی لوگ ہیں۔ وہ دہشت گردی کر رہے ہیں اور صیہونیت دہشت گردی کر رہا ہے۔ سامراجی دہشت گردی ہم پر مسلط ہے۔ استعماری دہشت گردی ہم پر مسلط ہے۔ اب الٹا ہمیں کہا جا رہا ہے کہ آپ دہشت گرد ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت حال پر ہم ٹھنڈے دل سے دونوں ایوانوں میں غور کریں۔ یہ واقعہ ایسے ہی ہنگامی طور پر پیدا نہیں ہوا۔ کسی نے اکسایا، پھر کسی نے طول دیا پھر آخر میں یہ end تک پہنچانا تھا۔ ایک دو نقصان ہو گئے۔ ایک ہمارے مدارس کی ایسی تصویر video کو دکھا دی گئی۔ چھ مہینوں تک اس کو ٹالتے رہے، جہاں ہم روز چیختے چلاتے رہے کہ پشاور سے کراچی تک کسی مدرسہ میں دہشت گردی کا تصور بھی نہیں نہ انتہا پسندی کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن دنیا کو بتایا گیا کہ ہم صحیح ہیں اور دہشت گردی کے مغلوب ہیں، مضبوط ہیں اور اسلام آباد میں بھی کنٹرول کریں گے اسلام آباد کو کنٹرول کر سکتے ہیں، اس لئے ہمیں مضبوط کرو ان کے سروں پر بیٹھنے دو۔ ورنہ کوئی چیز محفوظ نہیں رہے گی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ عظمت اور تقدس اور خطرہ ختم ہو گیا اب کوئی بھی جرأت کے ساتھ کسی بھی جگہ یہ کر سکتا ہے۔ بہرحال اگر میں یہ کہتا ہوں کہ اس المناک حادثہ کا کوئی مداوا کرے۔ زخم مندمل تو نہیں ہو سکتے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ آج تک کتنے دن ہو گئے ہیں؟ مولانا عبدالعزیز اور اس کا سارا خاندان چیخ رہا ہے، مطالبہ کر رہا ہے کہ ایک سات رکنی اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن قائم کیا جائے۔ سپریم کورٹ کے ججوں کی نگرانی میں۔ ہم نے سینیٹ کی وزارت مذہبی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی بلائی۔ اس کمیٹی نے بھی مطالبہ کیا کہ فوری طور پر ایک تحقیقاتی کمیشن قائم کیا جائے۔ دوسری یہ ہے جو بھی ہو گیا اللہ کا گھر ہے اس کو فوراً آزاد کرایا جائے۔ نماز نہیں ہو رہی۔ کیا لرزنے والی بات نہیں ہے؟ اللہ اکبر

کا نام ہم اسلام آباد کی مسجد میں نہیں لے سکتے۔ جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ مدارس ہیں جو لوگ شہید ہونے تھے وہ گئے لیکن مسجد کو بحال کیا جائے۔ تیسری میری گزارش یہ ہے کہ اس مظلوم شخص کو جس کا بھائی شہید ہو گیا۔ جس کا بیٹا شہید ہو گیا۔ جس کی والدہ صاحبہ شہید ہو گئی اس کو روزانہ ہم ہتھکڑیوں میں لے آتے ہیں اور ایک طویل سلسلہ شروع کیا ہے۔ چھ چھ گھنٹے اس کو بند ڈبے میں بٹھائے رکھتے ہیں۔ اس پر دل کا دورہ پڑنے لگ جاتا ہے۔ پھر ٹی وی پر اس منظر کو پوری قوم کو دکھاتے ہیں۔ ہتھکڑیوں میں لایا جاتا ہے اور لے جایا جاتا ہے اس کے ساتھ جوان بیٹی اور پاک دامن بیوی برقعوں میں پھرتی رہتی ہیں۔ کم از کم ہمیں افسوس تو ہونا چاہیے۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

یہاں پشیمانی بھی نہیں اور جرأت سے ہم لگے ہوئے ہیں۔ وکالت کرتے ہیں اور صفائی کرتے ہیں کہ ہم نے ٹھیک کیا ہے۔ یہ تو تاریخ میں بعد میں آئے گا مگر ہم نے کیا کیا ہے۔ اس کو کربلا سے نہ ملاؤ کیونکہ یہ کربلا سے زیادہ دہشت ناک واقعہ ہے کہ کربلا تو میدان صحرا میں تھا آبادی نہیں تھی۔ یہ تو ہمارے ایوانوں کے نیچے واقعہ تھا۔ دارالخلافہ میں تھا۔ ایوان صدر کے نزدیک تھا۔ سینیٹ کے سامنے تھا۔ کاش آپ ہنگامی طور پر آ جاتے اس معاملے کو take-up کر لیتے۔ انشاء اللہ معاملہ حل ہو جاتا۔ ہم سب زندہ ہیں اس دور میں تو ہمارا نام یاد رکھا جائے گا کہ کربلا جیسا حادثہ آیا تھا اور یہ لوگ علما، وکلا، ممبران پارلیمنٹ، ان کا نام بڑے برے لفظوں میں لیا جائے گا۔

ہم سب اپنا کردار ادا نہ کر سکے۔ ہم شرمندہ ہیں۔ ہمارا ضمیر ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ کم از کم ہم اس پر نمک پاشی تو نہ کریں اور سینیٹ میں مکمل ان کی تعداد بتائی جائے کہ کتنے افراد شہید ہوئے ہیں۔ آج تک کسی نے صحیح تعداد نہیں بتائی ہے۔ وزیر داخلہ صاحب نے ۷۰ کہا، کسی نے ۱۰۵ کہا۔ کسی نے کچھ اور کہا۔ سیکرٹری صاحب نے کچھ اور کہا۔ آج تک تفتیش نہیں ہو رہی کہ کتنے لوگ شہید ہوئے ہیں؟ اور ان کے لواحقین دربدر پھر رہے ہیں، نہ کوئی ان کی شنوائی ہوئی اور نہ کوئی ان کو ہرجانہ دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک کمیشن تشکیل کیا جائے۔ کم از کم سینیٹ سے افسوس کی ایک قرارداد آ جائے اختتام میں کہ حادثہ تو جو بھی تھا تاریخ بعد میں بتائے گی کہ سینٹ نے کیا کیا تھا۔ سینٹ میں ایک قرارداد آ جائے جس میں ٹھوس، مفید اور تلافی کرنے والی

باتیں ہوں۔ اگر ہمارے مطالبات آپ کو کچھ اچھے لگتے ہیں تو ان کو قرارداد میں لے آئیں بس میں انہی الفاظ کے ساتھ اکتفا کرتا ہوں۔ درد بہت زیادہ ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ آپ کی نگاہ کرم مجھ پر بہت کم پڑتی ہے اور مجھے اس چکر میں ڈال دیتے ہیں کہ لسٹ آئی تھی نہیں آئی تھی۔

جناب چیئرمین، آپ ہوں تو پڑھوں نا آپ ہوتے ہی نہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، نہیں میں اس لئے نہیں آتا ہوں کہ میری حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، ہماری نگاہیں ہر وقت آپ کی طرف منتظر ہوتی ہیں۔ آپ آئیں تو سہی۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، ۲۷ سال میں دس سال مستقل گرم جوشی سے لگا رہا کہ ایوان میں ہمیں کوئی بولنے نہیں دیتا تھا۔ میرا دل آپ لوگوں نے اور حالات نے بھی توڑ دیا ہے۔

Mr. Chairman: We will now adjourn for lunch and meet Insha-Allah at 2:45 p.m. and I will again request the speakers to please adhere to time limit. Thank you.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون والسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

(بعد از وقفہ اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب نعیم احمد چٹھہ پریذائیڈنگ آفیسر شروع ہوا)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہم اس زیر بحث موشن پر جو debate ہو رہی ہے اسی پر چلتے ہیں۔ First of all I invite جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: مہربانی جناب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس امن و امان کے مسئلے اور بالخصوص اسلام آباد میں دس جولائی کو جو واقعات ہوئے ہیں ان کے حوالے سے مجھے موقع دیا۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے امن و امان کا مسئلہ۔ اس میں تو میرے خیال میں کوئی وقت نہیں لگانا چاہیے کہ یہ بات تو ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ ہمارے ملک میں امن و امان نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اغوا، ڈکیتی، سڑکوں پر حملے عمومی طور پر اور عدالتوں میں، تھانوں میں کوئی شنوائی نہ ہو۔ مجموعی طور پر ملک کا امن و امان اس وقت اس حالت میں ہے کہ اگر ہم اس کو واضح طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ مکمل انارکی ہے یہاں ہمارے ایک دوست سینیٹر نے کہا کہ پھر بھی rule of law ہے، کوئی rule of law نہیں ہے مکمل انارکی ہے۔ میرے خیال میں کوئی بھی ہمارے اس ایوان میں یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ وہ اپنے گھر کو اکیلے جائے اور گھر سے نکلے امن سے۔ یہ امکان کسی کے ساتھ نہیں ہے۔ تمام پاکستان میں کسی شخص کو یہ اطمینان حاصل نہیں ہے کہ اس کا بچہ سکول امن سے جائے اور پھر واپس اپنے وقت پر امن سے آئے۔ اسی طرح کوئی کاروبار کے لیے شہر جائے اور واپس آئے یہ تمام ملک میں ہے۔ لہٰذا امن و امان کے حوالے سے انتہائی افسوس ناک صورت حال ہے۔

جناب والا! لیکن اس بدامنی میں ہمارے ملک میں اس وقت اہم مسئلہ دہشت گردی کا ہے یعنی امن و امان کے خاتمے میں جو سب سے بڑا element ہے وہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کا ہے۔ جناب! آپ اندازہ لگائیں اس وقت بالعموم تمام ملک میں اور بالخصوص پشتونخواہ صوبے میں آپ واقعات کا نوٹس لیں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں کوئی شخص گھر سے نکل سکتا ہے نہ کاروبار کرسکتا ہے تمام زندگی معطل ہے۔ خوف اور دہشت ہے اور پھر اسی روز انڈس ہائی وے پشاور تک تمام روڈ پر ٹرک، کنٹینر، دوسری چیزیں سب کو پکڑ کران سے تمام سامان لوٹ لیا جاتا ہے اور گاڑیاں واپس چھوڑ دی جاتی ہیں۔ پولیس، ملیشیا، ملٹری، law enforcing agencies کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو کسی شخص کو protection دے۔ یہ اب آپ پر منحصر ہے، اس کو

آپ قسمت سمجھتے ہیں یا ایکسیڈنٹ سمجھتے ہیں کہ آپ بچ کر نکل گئے۔ یہ پوزیشن ہے۔ ٹانک میں ایسا ہی ہے، بنوں میں ایسے ہی حالات ہیں، کوہاٹ میں ایسا ہی ہے، پشاور میں، سوات میں، باجوڑ میں اور پھر آپ کی مہمند ایجنسی، خیبر ایجنسی میں، باڑہ میں صبح و شام قتل اور لڑائی شروع ہے، فوج بھی ہے، ایف سی بھی اور لڑائی شروع ہے اور انسانوں کو مارا جا رہا ہے۔ پھر آپ کرم ایجنسی میں آئیں، کرم میں بھی یہی حالت ہے۔ شہر کے شہر جلائے جا رہے ہیں، ہنگو میں بھی ایسے ہی ہے۔ پاکستان میں عمومی طور پر اور بالخصوص پشتونخواہ وطن میں کاروبار ختم ہے یہاں گورنمنٹ میں جو پارٹی ہے، وہاں گورنمنٹ کی ذمہ داری کیا ہے اور مرکزی حکومت کی ذمہ داری کیا ہے؟ یہ سب کچھ ہو رہا ہے آپ کے پاس ایف سی ہے، آپ کے پاس پولیس ہے آپ کنٹرول کیوں نہیں کرسکتے؟ لوگوں کو ہدایت ہے، انہیں خط مل رہے ہیں کہ یہ سکول ہے اس کو بند کرو۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہے ابھی چند دن پہلے واقعہ ہوا مہمند ایجنسی میں حاجی ترنگزئی کی جو زیارت تھی وہاں مسجد تھی وہاں لوگ آئے اور اس پر قبضہ کیا تقریباً ۱۹۱۹ء میں حاجی ترنگزئی، آپ کو معلوم ہے کہ مہمند ایجنسی میں چند پہلے واقعہ ہوا کہ ان کی مسجد اور زیارت پر قبضہ کر لیا گیا۔ وہاں لوگ مسلح ہوکر آئے جیسے انہوں نے خارجی ملک کو فتح کیا ہو۔ جبکہ یہ وہ حاجی ترنگزئی ہے جس نے ۱۹۱۹ء کے اردگرد ہمارے علاقوں میں رضاکارانہ طور پر ایک سو بیس تعلیمی ادارے قائم کئے تھے جن میں لوگوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ وہ انگریزوں کے خلاف لڑا بھی تھا۔ اسلامیہ کالج پشاور میں قائم مسجد کا سنگ بنیاد بھی حاجی ترنگزئی نے رکھا تھا۔ یعنی ایک چیز ہمیں ۱۹۱۹ء میں حاصل ہوئی تھی۔ جبکہ آج پشاور میں لوگوں کو خط لکھا جا رہا ہے کہ فلاں سکول بند کرو، فلاں کالج بند کرو۔ یہ ایک تاریکی ہے جو ہم پر چھا گئی ہے۔ یہ کس کی بدولت اور کیسے چھائی اس کے بارے میں بات کی جائے گی۔

جناب والا! یہ تمام واقعات کی صورت حال ہے۔ ابھی اتنے واقعات ہوئے ہیں، میں صرف ان کے پس منظر پر بات کروں گا۔ ابھی لوگ کالام اور سوات میں سیر کے لئے جاتے ہیں لیکن وہاں بم پھٹا اور کئی بے گناہ جانیں ضائع ہوگئیں۔ کئی گھر اجڑ گئے اور تمام علاقے کے لوگوں کی زندگی مشکل ہوگئی اور کاروبار بند ہوگئے ----

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بلوچستان کے بارے میں بھی کچھ بتائیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب! کوئٹہ میں وکیل عدالت میں گئے اور بم پھٹتا ہے ۔ سو سے زائد افراد مرجاتے ہیں۔ پچاس 'ساٹھ سے زائد بالکل شل ہوگئے ۔ اب یہ حالت ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو عمل ہے 'یہ جو بم پھٹ رہے ہیں 'یہ کیا ہے ؟

جناب والا! کراچی میں ہوا ۔ یہاں اسلام آباد آبپارہ میں کیا ہوا ۔ یہ ایک پرامن جگہ ہے اور پاکستان کا دارالخلافہ ہے ۔ ایک مارکیٹ میں جہاں لوگ سودا سلف خریدتے تھے وہاں بم پھٹا تو کیا ابھی یہاں اسلام آباد میں کوئی سودا سلف کے لئے جا سکتا ہے ۔ اپنے ایک پرامن کام کے لئے کوئی جا سکتا ہے ؟ یہ تمام واقعات ہو رہے ہیں یہ کیا ہے ؟ میں نام نہیں دیتا ' کوئی اور شخص نام دے لیکن دہشت گردی کے علاوہ کوئی اور نام کیا دیا جا سکتا ہے ؟

جناب والا ! اب ہمیں یہاں یہ سوچنا ہے کہ ہمیں کس کے ساتھ لڑنا ہے اور کس کے ساتھ نہیں لڑنا ہے ' جبکہ یہ لوگ کس کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ خارجہ پالیسی پر بحث کے دوران ہم اس کا جائزہ لیں گے کہ کس کے ساتھ لڑائی کرنی ضروری ہے اور کس کے ساتھ لڑائی کرنی غیرضروری ہے؟ یہ بات، اپنی جگہ ہے لیکن جب آپ کوئی دلائل دیں گے کہ یہ لڑائی جائز ہے تو یہ لڑائی کس کے خلاف ہو رہی ہے ؟ جن لوگوں کو آپ مار رہے ہیں 'شل کر رہے ہیں یا جو مارے جا رہے ہیں۔ یہ لڑائی کس کے خلاف ہے ؟ اگر سمجھا جائے تو یہ اپنے آپ سے لڑائی ہے۔ اپنے ہی لوگوں کو آپ مار رہے ہیں۔ اس کے لئے جناب والا! چھتری کیا ہے۔ چھتری کیا ہے اسلام ' مدرسہ اور مسجد 'یہ کوئی جائز ہے ؟

ہم نے یہ سن رکھا ہے کہ ریڈ کراس کے کام میں کوئی جنگ میں بھی مداخلت نہیں کرتا لیکن کہیں بین الاقوامی سطح پر ایک واقعہ تھا۔ اس میں یہ ہے کہ ریڈ کراس والی گاڑی میں فوج والے سوار ہونے تو آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ اب اگر ہمارے مقدس مقامات کو کوئی غلط استعمال کر رہا ہے تو اس کے بارے میں' مثلاً اسلام آباد کا قصہ' یہاں پر ہمارے ایک محترم نے اپنے طور پر کہا کہ childish issue تھا۔ Misadventure میں کہتا ہوں۔ جناب والا! یہ childish misadventure نہیں تھا۔ یہ criminal adventure تھا۔ جو کام جس طرح ہوا اس

سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ ہمارے تمام political system کو ایک side پر رکھ کر وہ باقاعدہ ایک system مسلط کرنا چاہتے تھے۔ Peacefully اگر آپ کا کوئی مطالبہ تھا تو یہ تمام پارٹیاں جو یہاں بیٹھی ہوئی ہیں یہ تمام رجسٹرڈ پارٹیاں ہیں۔ منشور ہر پارٹی کا اپنا ہے اور اپنی پالیسی ہے اور اپنے منشور اور پالیسی کے تحت وہ باقاعدہ وہاں پر آتے ہیں، الیکشن لڑتے ہیں اور اسی کے مطابق یہاں پارلیمنٹ میں آتے ہیں اور اس کے مطابق تبدیلی لاتے ہیں۔ لیکن یہاں کچھ لوگوں نے یہ طریقہ کیا کہ بالکل روڈ پر حکم دو اور اس آدمی کو پکڑ لو اور یہ سزا وار ہے۔ اب یہ عدالت کا یا شہادت کا حق آپ نے کسی کو دیا ہے کہ آپ کسی کو گلے سے پکڑیں اور کھینچیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ ہمارے دوست یہاں پر کہتے ہیں کہ ان کے مطالبات حق بجانب تھے۔ میں for the sake of argument کہتا ہوں کہ اگر وہ مطالبات حق بجانب تھے تو آپ ایک بار جلسہ کرکے آپ agitate کرتے، وہاں اس place پر آکر جو اس قانون کو implement نہیں کر رہا تھا، اگر قانون نہیں ہے تو اس کے لئے آپ الیکشن لڑیں اور پارلیمنٹ میں آئیں اور صوبائی اسمبلیوں میں جائیں اور قانون پاس کریں اور اگر قانون ہے اور implement نہیں ہو رہا ہے، پولیس follow نہیں کر رہی ہے۔ آپ باقاعدہ جائیں اور باقاعدہ وہاں پر agitate کریں کہ فلاں جگہ یہ جرائم ہو رہے ہیں۔ یہاں غیر اسلامی کام ہو رہے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر ہمارا Constitution ہے۔ اس میں بہت سے مسائل تھے، ہمارا اختلاف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے لوگوں نے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ انگریز سے جو ہم نے struggle کی اور جو بنیادی حقوق ہم نے حاصل کئے، صوبائی خود مختاری کے حقوق حاصل کئے، دوسرے حقوق ہم نے حاصل کئے۔ یہاں پر Constitution کے preamble میں لکھا ہوا ہے کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک آرڈر بنائیں، ایک نظام ہم قائم کریں۔ ایک نظام جناب والا! ہم نے بڑی struggle سے حاصل کیا ہے۔ اگرچہ اس میں ہمارے بہت سے اختلافات ہیں کیونکہ وہ اطمینان بخش نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، تھوڑا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، مہربانی جناب۔ تو یہ باقاعدہ تمام تر اختلاف کے باوجود کچھ achievements تھے ہمارے اور ان achievements کو، آپ اندازہ لگائیں کہ عراق

میں کونسے بادشاہ تھے جس نے مٹی کے تختوں پر قانون بنایا۔ اس کا آج بھی نام ہے۔ یا ہم کہتے ہیں کہ 10 commandments اصول بنانے۔ ہم نے اصول حاصل کئے اور ابھی پھر اسلام آباد سے لوگ اٹھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں بالکل سرے سے اور زیرو سے وہ پانچ ہزار سال پہلے زیرو سے فلاں آدمی کو پکڑو۔ کوئی عدالت نہیں، کوئی شہادت نہیں، کوئی اتھارٹی نہیں۔ عوام کی طرف سے وہ منتخب نہیں، نامزد نہیں اور منتخب حکومت کی طرف سے گورنمنٹ نہیں ہے۔ باقاعدہ فیصلہ کرتے ہیں۔ بے عزتی کرتے ہیں، توہین کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Wind up کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! یہ تمام چیزیں تھیں لیکن میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ جناب والا! کوئی غیر مرئی ہاتھ اس میں ہے۔ ایسی قوتیں جنہوں نے یہ کام کیا اور ان لوگوں کو اکسایا۔انہوں نے اسلام آباد میں یہاں کھڑے ہو کر باقاعدہ ہمارے تمام اصولوں کو نقصان پہنچایا اور اس کے بعد میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ جناب والا! جتنے بھی تھے ہمارے بچے تھے۔ ان کے بارے میں بھی یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو یرغمال بنایا گیا، وہ hostages تھے۔ اگر آپ بچوں، مدرسوں اور مسجد کو ڈھال بناتے ہیں تو پھر کیوں ذمہ دار ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ عبدالعزیز اور عبدالرشید ذمہ دار ہیں۔ یہ تمام قتل اور ہماری مقدس کتابوں کی جو توہین ہوئی اس کے وہ ذمہ دار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مہربانی، 15 منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، عرض یہ ہے کہ جب یہ position اختیار کی گئی ہے تو اس کے باوجود ہمارے بچوں کے قتل و موت کا ہمیں افسوس ہے۔ بہت افسوس ہے اور گورنمنٹ کی اپنی ذمہ داری تھی، انہوں نے یہ نہیں کرنا تھا لیکن یہ ذمہ داری ان پر پڑتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مہربانی

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب آمریت ہے۔ دہشت گردی کا بنیادی سبب آمریت ہے۔ ملٹری dictatorship ہے جنہوں نے ایسا پس منظر بنایا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. You have made the point.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جو Government party کے عقل سلیم کے مالک لوگ ہیں انہیں کہتا ہوں کہ یہ جو چند دنوں میں آپ abuse of Constitution کی طرف بڑھ رہے ہیں اس سے بچیں اور ہم سب مل کر اس آمریت کو بھی ختم کریں اور دہشت گردی کو بھی ختم کریں اور democracy کو قائم کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب اعظم خان سواتی۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you Mr. Chairman! images are louder than the words, a wise man said. We all saw those images at *Lal Mosque* and *Jamia Hafsa*. We all saw teachers and students challenged the writ of the state, there is no doubt that they violated the basic norm of the civil society. We all agree that they violated the rule of law. The most scholar *aalam* of present time and many others did not approve and support the illegal stand of the administration of *Jamia Hafsa* and *Lal Masjid* i.e. Maulana Taqi Usmani and many others. No doubt that many people got together and challenged the writ of the state. This is what happened. If few people want to enforce the very basic Sunnah of Islam and make people to wear caps during their prayers, it is so being, it is so basic. Still they will not have a justification to enforce Shariah because it is the state that enforces the Shariah not the few people but this is not the issue Mr. Chairman, there are no two opinions about what happened was totally wrong but question is why it happened and the way it happened? Mr. Chairman, our honourable

colleague Mr. Khurshid Ahmad described all those events and facts and I hope that the honourable Minister will respond to those queries and questions.

On one hand, I characterize this event a most tragic, most unfortunate event in the history of Pakistan where hundreds of innocent students and teachers were killed and were burned to death

انا لله و انا اليه راجعون .

and on the other hand, if I take all those facts and events and put them in a chronological order, I come to conclusion that we don't have any law and order situation in Pakistan because of the stubbornness and the wrong policies of one person and that is General Musharraf.

I have said this before and I am saying this today that if his uniform is more important than the unity of my federation? Is his uniform is more important than the respect of my armed forces? And if it is not then he is responsible for all these events all over the country. I say with full responsibility and expression of my conscience and categorically that this one man is responsible for all this carnage and bloodshed. He has created *Lal Masjid* and many *Lal Masjids* are going to be emerged in this country because of his wrong policies. A President, Mr. Chairman, who is lying constantly, who lied and made us to believe that all his predecessors had a sham democracy. He lied and made us to believe that he is going to restore harmony among provinces. He is going to bring a reform in judiciary. He is going to bring accountability in all walks of life and I still remember what he once said, bureaucracy is the mother of all evils.

He lied, Mr Chairman! when he said that war on terrorism is intrinsic part of our survival. Bush is ally and saviour of Pakistan. I am not going to dwell on that but all I am going to say

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

Mr Chairman! General Musharraf lied again when he made us to believe that inclusion of 17th Amendment is to strengthen democracy to spare from democracy which will give him chance to sustain democracy and you know he made us to believe that he is going to shed his uniform on or before December 31, 2004. I am asking members of this House is this date has not come arrived yet?

Mr Presiding Officer: Please wind up.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Is this not the gross misconduct which brings me back to Article 47 Clause (1). It says: Notwithstanding anything contained in the Constitution, the President may in accordance with the provisions of this Article, be removed from the office on the ground of physical, mental incapacity or impeached on a charge of violating the Constitution or gross misconduct.

Mr Chairman, he lied us again when he said his privatisation scheme is to get rid of sick indsutries. What we saw was that most valuable assets of Pakistan KESC, PTCL, Habib Bank Limited were sold *'awnay powney'* and then he got caught red handed while selling our Steel Mills for no price whatsoever. This trigers Article 47 Clause (1) for gross

misconduct to impeach this President. Mr. Chairman! he lied us again, when he brought concocted, frivolous and based upon bunch of lies a reference against Chief Justice of Pakistan, Iftikhar Muhammad Chaudhry but you know this time for the first time we did not believe him. The lawyer community did not believe him. Media did not believe him. The political activists did not believe him and what happened.

(Arabic)

Because of his lies he met the wrath of Almighty.

Mr. Chairman! I still remember the slogan, which established and restore the institution of Supreme court.

چیف تیرے جاں نثار ' بے شمار بے شمار

I heard this all over Pakistan and institution of apex court has restored *Insha-Allah.*

Mr. Presiding Officer: Thank you.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman! what moral authority now Gen. Musharraf has? He betrayed us in the past, he is betraying us today, and will betray us tomorrow. Is this Parliament not a reflection of a rubber stamp? I have stated all those events, all those facts I have enumerated in detail, is this not amount to gross misconduct? Mr. Chairman! if not then, tell me what is misconduct? That is a gross misconduct. Let us impeach him. Remember this if we will not then one day I believe *Insha-Allah Tallah* he is going to meet the wrath of Almighty because almighty has oradined so eloquently in

Quran (Arabic)

Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank. Kamran Murtaza Sahib.

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، جناب والا! ایوان میں دومسئلوں پر بہت بحث ہوتی ہے۔ ایک امن و امان کا اور دوسرا بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ امن کا مسئلہ اس ملک میں حل ہوتا ہے نہ بلوچستان کا مسئلہ اس ملک میں حل ہوتا ہے اور یہ مسئلہ کیوں حل نہیں ہوتا اس کے لیے اب میں بیٹھا تقریر سن رہا تھا اور نثار میمن صاحب تقریر کر رہے تھے کہ جو قانون ہاتھ میں لے گا تو اس سے قانون کے مطابق نمٹنا ہوگا۔ انہوں نے بہت اچھی بات کی کہ جو قانون ہاتھ میں لے گا اس سے یقیناً نمٹنا چاہیے۔ اگر جامعہ حفصہ والے قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں تو ان سے بھی قانون کے مطابق نمٹنا چاہیے مگر جو آئین ہاتھ میں لے گا کیا اس سے نہیں نمٹنا چاہیے؟ آپ بوٹوں کے زور پر اس سبز کتاب کو ہر چار ، پانچ ، سات ، دس سال کے بعد روندتے چلے آئیے مگر آپ کو indemnity مل جائے تو پھر کیا جامعہ حفصہ والوں کا حق نہیں ہے کہ ان کو بھی indemnity ملے۔ پھر ہر آدمی کا حق ہے۔ ہر آدمی کا حق ہے کہ اس کو بھی indemnity دی جائے۔ اگر mother document کو پھاڑنے ، اس کو violate کرنے پر indemnity ملے گی تو پھر اگر میں چوری کروں ، میں اگر ڈاکا ڈالوں تو مجھے بھی indemnity ملنی چاہیے۔ میں نے چھوٹا جرم کیا ہے ، جس نے بڑا جرم کیا ہے پہلے اس کی indemnity بند کیجیے ، پہلے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈالیے پھر میرے گریبان پر ہاتھ ڈالیے۔ اس طرح نہیں ہوگا کہ اس کو تو indemnity ملتی جائے ، اس کو تو آپ condone کرتے جائیے ، اس کو تو آپ معافی دیتے جائیے اس کو تو آپ وردی میں دوبارہ elect کیجیے ، سہ بار elect کیجیے ، موت تک elect کیجیے مگر میں اگر ایک چھوٹی سی provision بھی violate کروں گا تو مجھے آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیں گے۔ جناب والا! پانی اوپر سے گندا آتا ہے۔ جب اوپر سے گندا آتا ہے تو نیچے اسے کوئی صاف نہیں کر سکتا۔ اگر پانی کو صاف کرنا ہے تو اس کو اوپر سے صاف کیجیے ورنہ وہ کبھی بھی صاف نہیں ہوگا۔ آپ بڑی کتاب پھاڑیے ، میں چھوٹی کتاب پھاڑوں گا۔ آپ بڑا جرم کیجیے ، میں چھوٹا جرم کروں گا۔

آپ نے ابھی دو منٹ پہلے کہا کہ بلوچستان کی طرف بھی آئیے جب مندوخیل صاحب بات کر رہے تھے۔

میں بلوچستان کی طرف آتا ہوں ۔ میں نے بہت دکھ سے یہ بات محسوس کی، دو دن پہلے ہم چودہ اگست منا رہے تھے۔ آزادی کا دن، بڑی خوشی سے منایا جاتا ہے ۔ میں بھی خوشی سے مناتا ہوں، آپ بھی خوشی سے مناتے ہیں ۔ میرے ساتھیوں نے بھی تجربہ کیا ہوگا کہ تیرہ اگست کو وہ شاید کوئٹہ میں تھے یا نہیں، میں اندرون بلوچستان کا ذکر نہیں کر رہا دارالحکومت کا ذکر کر رہا ہوں۔ تیرہ اگست کو بلوچستان میں تقریباً آدھے کرفیو کی سی صورت حال تھی۔ چھ بجے پھل کی دکانیں بھی بند کروا دی گئی تھیں، زرغون روڈ پر ہر طرف مورچے بنائے گئے تھے، جہاں پر بلوچستان اسمبلی کی عمارت واقع ہے، جہاں بلوچستان ہائیکورٹ واقع ہے ۔ اسی زرغون روڈ پر جہاں گورنر ہاؤس واقع ہے، جہاں سول سیکریٹریٹ واقع ہے، جہاں وزیر اعلیٰ کا گھر اور دفتر واقع ہے وہ روڈ عام پبلک کے لیے بند تھی ۔ یہ تیرہ اگست سے بند تھی اور باقی جگہ جہاں مورچے بنے ہوئے تھے بوریاں رکھ کر اور ان میں live machine guns رکھ کر فورسز کے جوان بیٹھے ہوئے تھے ۔ چودہ اور پندرہ اگست کی رات دو، تین بجے تک یہ کیفیت تھی۔ کیا میں بلوچستان میں چودہ اگست منانے کا تجربہ کر رہا تھا یا میں مقبوضہ کشمیر میں Indian day کا تجربہ کر رہا تھا۔ کیا آپ یقین کرتے ہیں کہ پاکستان اس طرح سے چلتا رہے گا جب کہ آپ چودہ اگست نہیں منا سکتے؟ اس وقت تک صورت حال یہ ہے کہ آج تک وہاں پر مورچے لگے ہوئے ہیں، ہر موڑ پر مورچے لگے ہوئے ہیں، ہر روڈ پر مورچے لگے ہوئے ہیں، ہر روڈ پر بوریاں لگی ہوئی ہیں، ہر روڈ پر سب مشین گنیں لگی ہوئی ہیں اور ہر روڈ پر فورسز والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ امن کی صورت ہے۔ کیا آٹھ سال پہلے یہ سارا کچھ تھا؟ آٹھ سال میں ہمیں یہ کچھ ملا۔ آٹھ سال میں آپ نے آ کر لیڈروں کو باہر پھینک دیا ہے کہ تم criminal ہو، تم نکل جاؤ۔ ان کی نظر میں اگر وہ criminal تھے تو انہوں نے اس سے چھوٹا جرم کیا تھا، انہوں نے آئین کو کبھی نہیں توڑا تھا ۔ انہوں نے اگر جرم کیا تھا تو تم نے خود ان پر صرف کرپشن کا الزام لگایا تھا ۔ آپ تو اس سے بڑا جرم کرکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان آٹھ سالوں میں دو tenure گزر گئے ایک عام حکومت کے، نواز شریف نے اتنا وقت نہیں گزارا تھا، بےنظیر نے اتنا وقت نہیں گزارا تھا۔ دونوں کے وقت کو ملا لیجیے اس سے کم ان

کا وقت تھا، دونوں کو ملا لیجیے انہوں نے کم لوٹا تھا۔ معافی چاہتا ہوں، میں نہیں کہتا لیکن آپ کے مطابق، میں نہیں کہتا کہ انہوں نے لوٹا تھا مگر آپ کے مطابق اگر لوٹا گیا تھا تو آپ سے کم لوٹا تھا۔ آج سے زیادہ بہتر صورت حال نہیں تھی۔ جناب والا! شاہد بگٹی یہاں پر بیٹھا ہوا ہے ڈاکٹر مالک چلا گیا۔ 1971 war کا experience ہمارا کیا تھا؟ وہاں پر wall chalking ہوتی تھی کہ پاک فوج کو سرخ سلام۔ میں غلط نہیں کہہ رہا۔ آج پورے ملک میں کہیں اس کو سرخ سلام، سبز سلام یا کالا سلام ملتا ہے۔ یہ فوج کو آپ نے کیا بنا دیا۔ یہ فوج پاکستان کی فوج ہے یا مشرف کی فوج ہے، یہ فوج پاکستان کی فوج ہے یا کسی مخصوص صوبے کی فوج ہے؟ آپ نے اس ملک کے ساتھ کیا بنایا؟ آپ نے اس ادارے کو کیا بنا دیا؟ آپ نے خود instructions دی ہوئی ہیں کہ کوئی فوجی وردی میں شہر کی طرف نہیں جائے گا۔ یہ instruction صرف بلوچستانیوں کے لیے نہیں ہے۔ یہ پنجاب کے پنجابیوں کے لیے بھی ہے۔ یہ اسلام آباد کے اسلام آبادیوں کے لیے بھی ہے۔ کیا آپ نے بنا دیا؟ آپ نے فوج کو تباہ کر دیا صرف اس لیے کہ میں نے وردی میں رہنا ہے۔ آٹھ سال تم کو ہو گئے، میں نے وردی میں رہنا ہے، آگے پانچ سال مزید وردی میں رہنا ہے۔ کس نے حق دیا ہے؟ تم نے تو خود کہا تھا کہ اگر نواز شریف جہاز نہ روکتا تو آج وہ وزیراعظم ہوتا۔ اب تو کوئی تمہارا جہاز روکنے والا نہیں ہے۔ اب تم کو کس نے کہا؟ پھر ضد کرتے ہو، پھر کہتے ہو کہ میں نے وردی میں اگلے پانچ سال بھی رہنا ہے۔ پھاڑیں اس کتاب کو، چھوڑو اس کتاب کو، اس کے ساتھ بیٹھ کر طے کرتے ہیں کہ تم حاکم ہم محکوم اور یہ فوج بھی طے کرے کہ اس نے پاکستان کی فوج رہنا ہے یا جنرل مشرف کی فوج رہنا ہے۔ اگر وہ مشرف کی فوج بنے گی تو میرے لیے اس کی عزت کرنا، کوئی فرض نہیں ہے۔ اگر وہ پاکستان کی فوج ہو گی تو پھر میں اس کی عزت کروں گا۔

فوج نے اگر عزت کروانی ہے تو یہ طے کرنا ہوگا کہ وہ کس کے لیے ہے، ایک آدمی کی یونیفارم کے لیے، ایک آدمی کو support کرنے کے لیے ہے یا ملک کی حفاظت کرنے کے لیے ہے۔ اس کو یہ طے کرنا ہے کہ جو کردار اس کو اس آئین نے دیا ہے وہ ادا کرنا ہے یا اس نے ایک آدمی کی وردی کو بچانا ہے۔ جناب والا! ایک منٹ کے لیے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ اگر اس شخص نے وردی نہ پہنی، آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ شخص وردی کے بغیر ووٹ لے سکتا

ہے۔ اس سے کہیں وہ وردی اتار کر آئے۔ Basic lawlessness یہاں پر lie کرتی ہے۔ وہ جامعہ حفصہ میں lie کرتی ہے' نہ طالبان میں lie کرتی ہے نہ کسی اور میں lie کرتی ہے۔ پانی کو اگر صاف کرنا ہے تو اوپر سے صاف کر لیجیے ورنہ یہ اسی طرح سے چلتا رہے گا اور ultimately وہ حشر ہوگا جو 1971 میں ہوا تھا۔ کئی ٹکڑے ہو جائیں گے کوئی یہاں گرے گا کوئی وہاں گرے گا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر , جناب فاروق نائک صاحب۔ نہیں ہیں۔ جناب شاہد بگٹی صاحب۔ جناب رحمت اللہ کاکڑ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، (عربی)

محبت گولیوں سے بو رہے ہو
وطن کا چہرہ خوں سے دھو رہے ہو
گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقین مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو
کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

شکریہ جناب چیئرمین! کامران کے بعد تو گنجائش نہیں رہی۔ Law and order situation پر بات کرنے کا حکم ہے۔ ہمارے کھاتے میں، مسلمانوں کے کھاتے میں' یا پاکستانیوں کے کھاتے میں دہشت گردی کے کچھ حساب کتاب ڈالے جاتے ہیں۔ تاریخ زندہ ہے اور زندہ رہے گی یہ 18th September, 1920, Wall Street New York ہے ایک گھوڑا گاڑی میں بم نصب ہے ترتیس لوگ مارے جاتے ہیں۔ نہ مسلمان وہاں پر تھے' نہ القاعدہ تھی' نہ پاکستان تھا اور نہ وزیرستان تھا۔ 24 جنوری 1975 پھر نیویارک میں یہی واقعہ ہوتا ہے۔ 79 میں تہران میں ایسے حادثات کا سامنا ہوتا ہے۔ آخرکار 73 تک بات پہنچتی ہے جب پاکستان میں ایک صوبے کی حکومت کو توڑا جاتا ہے اور دوسرا صوبہ بطور احتجاج استعفیٰ دیتا ہے۔ بلوچستان میں سردار عطاءاللہ خان مینگل کی حکومت کو برطرف کیا گیا' مفتی محمود مرحوم نے استعفیٰ دیا۔ بصد احترام

عرض کروں گا کہ اس وقت کے نیشنلسٹوں کا حافظہ تیز ہوگا انہوں نے وہ کارستانیاں فرمائیں کہ آج اگر القاعدہ بھی موجود ہے تو وہ اس سے عاجز ہے۔ جس صوبے کے آپ باسی ہیں اس کے واپڈا ہاؤس میں معصوم شہریوں کو اڑایا گیا۔ سول ہسپتال جس ملک کے اڑائے گئے، جس میں مریض علاج کروانے آتے ہیں۔ بس سٹینڈ اڑائے گئے۔ سوویت یونین کے گماشتوں نے میدان حشر برپا کیا تھا۔ آج الزام دینی طبقے پر extremism کے نام پر لگا رہے ہیں۔ ہم نے اس وقت بھی دہشت گردی کی مذمت کی تھی آج بھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ دہشت گردی اگر نیویارک میں ہو تو بھی قابل مذمت ہے، اگر کوئٹہ میں ہو تب بھی قابل مذمت ہے، اگر آبپارہ میں ہو تب بھی قابل مذمت ہے۔

میں زیادہ دور نہیں جاتا، جنوری 2000 میں ایک امریکن جرنلسٹ ڈینیل پرل اغوا ہوا اور قتل ہوا۔ اس کی تاقیامت جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ نشتر پارک سے ابھی تک ان علما کے خون کے دھبے دھوئے نہیں گئے جن کی سادہ ایف آئی آر بھی درج نہیں ہوسکی، وہ اس دور کی بات ہے۔ صدر محترم پر تین مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے اور اس بات کو چھپایا گیا۔ شیخ الحدیث مفتی نظام الدین صاحب کا کراچی میں قتل ہوا حکومت کو پتا ہے کہ قاتل کون ہے لیکن اس کو منظر عام پر نہیں لایا جاتا۔ مفتی جمیل صاحب ختم نبوت کے ہیرو تھے وہ کراچی میں قتل ہوئے سب کو پتا ہے منظر عام پر بات نہیں لائی جاتی۔ حالیہ دنوں کی بات ہے، آپ کے سامنے کی بات ہے کہ 12 مئی کو کراچی کو خون کا غسل دیا گیا۔ میرے جرنلسٹ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوری دنیا نے اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھا کہ 450 آدمی چھ گھنٹے تک "آج" ٹی وی کی بلڈنگ میں محصور رہے، اس پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ حکومت وقت نے اس کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں کی۔ ہمارے آپ کے سامنے "جیو" ٹی وی پر حملہ ہوا بات گول مول کی گئی۔ جناب والا! عروس البلاد کراچی اغوا برائے تاوان کا شہر ہے، ہیڈ کوارٹر اس کا درہ آدم خیل ہے۔ باقاعدہ ایسوسی ایشن ہے، ممبرز ہیں۔ کراچی میں باقی ملک کو چھوڑ کر روزانہ چالیس سے پچاس گاڑیاں چوری ہوتی ہیں۔ نیا trend نکلا کہ ڈیرہ غازی خان سے مسافروں سمیت بس اغوا ہوئی یہ پوری دنیا کا سنسنی خیز واقعہ ہے۔ کراچی سے سپر ہائی وے پر نکلتے ہیں جو لوگ اندورن شہر سفر کرتے ہیں بس مسافروں سمیت غائب ہوتی ہے۔ پارہ چنار، کرم ایجنسی، اور وطن عزیز کے اور sensitive شہر بارود کے

ڈھیر پر بیٹھے ہیں ۔ باقاعدہ سرپرستی ہو رہی ہے ۔ ایک دفعہ پھر جناب کی توجہ کراچی کی طرف لے جاتا ہوں ۔ جناب ! اس دن باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت پولیس کو یہ order دیا گیا تھا کہ کوئی پولیس والا اسلحہ لے کر نہیں جائے گا اور جس کے خون کی ہولی کھیلی جائے گی پولیس کا کام تماشا ہی ہوگا۔ اس دن کیمرے تو میرے بھائی جرنلسٹوں کے ٹوٹے ان کے سر پھوڑ گئے ان کے گریبان چاک ہوئے ۔ نثار میمن صاحب قانون کی بالادستی کی بات کرتے ہیں ہمیں قانون کی بالادستی عزیز ہے ۔ میڈیا کی آزادی کی انہوں نے بات کی ---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، تھوڑا وقت کا خیال رکھیں ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب! اب تو میڈیا والے یہ ہمت کریں ذرا کوئی live procession دکھائیں ۔ ایک دفعہ چیف جسٹس کو live لاہور تک دکھایا تاقیامت ان کے ایڈورٹائزمنٹ بند ہو گئے ۔ نثار میمن صاحب نے فرمایا کہ حکومت نے جنوری سے جولائی تک خاموش تماشائی کا کردار ادا کیا ۔ صبر کیا وہ معصوم اور ننھے منے بچے، طالبات جنہوں نے کہا کہ ہمیں اسلحہ انہوں نے دیا ہے ایک sitting MNA اور ایک sitting ruling lot کے پارٹی چیف نے کہا کہ چینیوں کو اغوا کرو، اپنی پولیس کو اغوا کرو ، آنٹی شمیم کو اغوا کرو، اپنے پاس رکھو ، اسی طرح کام بنے گا اگر جامعہ حفصہ اور لال مسجد کا قضیہ حل کرنا تھا ۔ بجلی بند کر دیتے ، پانی بند کر دیتے ، ایک منی کربلا پیش کر دیتے ۔ جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ اس کو سمیٹتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ لال مسجد کے مسئلے میں جتنی اموات ہوئیں ، چاہے ہمارے جوان شہید ہوئے ، یا راہگیر شہید ہوئے یا جو بھی تھے ان کے خلاف تو FIR درج ہوئے کہ ان کی موت یہ ہوئی لیکن جو لوگ جامعہ حفصہ کے اندر شہید ہوئے اگر غیرسرکاری اعداد و شمار یہ ہیں کہ ہزار کے قریب لوگ لاپتہ ہیں لیکن اس کے پرچے اگر ہوئے ہیں تو اس ایوان کو بتایا جائے اگر نہیں ہوئے ہیں تو مہربانی کرکے ان کے پرچے ان کے DNA سے پہلے یا بعد میں دیے جائیں اور اس ایوان کو بتا دیا جائے ------

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، شکریہ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب عالی! میں اس پر آ رہا ہوں ۔ میں ایک

سیکنڈ اور لوں گا۔Article No.9 میں تمام شہریوں کو بلا امتیاز یہ تحفظ دیا گیا ہے کہ

no person shall be deprived of life or liberty save in accordance with law.

کیا جن ہزار لوگوں کو شہید کیا گیا ان کو یہ تحفظ تھا؛ ڈسٹرکٹ کورٹ اسلام آباد میں جو لوگ شہید ہونے ان کا کیا ہوا؛ آبپارہ میں ڈیوٹی پر جو پولیس کے لوگ تھے ان کا کیا قصور تھا؛ سرکاری جرنلسٹ جو لوگ شہید ہونے یا مرے ان کو تو پلاٹ اور معاوضے دیے گئے۔ راہگیر جو بے چارے مرے کیا حکومت ان کو بھی کوئی معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔یا نہیں؟ اور اس کی ذمہ داری جو لال مسجد والی اپریشن کی ہے فوج رینجرز پر ڈال رہی ہے۔ رینجرز اسلام آباد انتظامیہ پر ڈال رہی ہے ۔ اسلام آباد انتظامیہ جو ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو ایکشن ہی نہیں کیا۔ سپریم کورٹ نے سوموٹو نوٹس تو لیا ہے لیکن ایک limited purpose کے لیے ۔ حکومت کو چاہیے تھا کہ انکوائری کسی ٹربیونل کے تحت کرواتی وہ تو نہ ہو سکا۔۔۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بہت مہربانی۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اب جناب! وہ جوڈیشنل کمیشن تو نہ بنا اب یہ ایوان تو کم سے کم اس کے لیے ایک کمیٹی بنائے ۔ تاکہ قوم کو پتا چلے کہ یہ سانحہ رکا کیوں نہیں؟ اس کے پس پردہ محرکات کیا تھے ۔ حکومت کے نزدیک کسی علما کرام کوئی سرکاری ملازم تھے ان کو باقاعدہ تسلیاں بھی دی گئیں۔ بعد میں ایفائے عہد جو نہیں کر سکا ۔ قوم یہ جاننا چاہتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب نواب محمد ایاز خان جوگیزئی' نہیں ہیں۔ محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ۔

سینیٹر عافیہ ضیا، شکریہ جناب چیئرمین، قرآن پاک کی ۸۱ نمبر سورۃ' سورۃ تقویر میں اللہ تبارک تعالیٰ آخرت کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ دن کہ جس دن سورج کو لپیٹ دیا جائے گا اور ستاروں کو بکھیر دیا جائے گا اور پہاڑوں کو چلا دیا جائے گا اور جس دن لوگ اپنے قیمتی مال مویشیوں سے بری الزمہ ہو جائیں گے اور جب جنگی جانور خوف کے مارے اور دہشت کے مارے اکٹھے ہو جائیں گے اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے اور جب جسموں کا رشتہ جانوں

سے دوبارہ جوڑ دیا جائے گا اور وہ دن کہ جب بے گناہ قتل ہو کر دفنا دیے جانے والیاں یہ سوال کرنے اٹھ کھڑی ہوں گی کہ انہیں کس جرم کی پاداش میں قتل کر دیا گیا تھا؟

جناب چیئرمین! گزشتہ ماہ جولائی کے قیامت خیز دن جو ظلم جامعہ حفصہ پر ڈھایا گیا مندرجہ بالا آیات ان ظالموں سے برملا استفسار کر رہی ہیں کہ بے گناہ معصوم طلبا اور طالبات دونوں آخر کس جرم کی سزا میں اس درد ناک عذاب کی بھینٹ چڑھا دیے گئے؟ جناب چیئرمین! اگر میں یہ کہوں کہ نہ صرف سینیٹ بلکہ کسی بھی ادارے کے اندر کسی موضوع کو اگر ہم دردناک ترین، اندوہناک ترین، ظلم و تشدد اور دہشت گردی کی بد ترین مثال کہیں تو وہ آج کا موضوع ہو گا۔ اس موضوع پر آگے مزید بات کرنے سے پہلے میں فیض کے یہ اشعار پڑھنا چاہوں گی۔

نثار تیری گلیوں کے میں اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
اور جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
جسم و جاں بچا کے چلے نظر جھکا کے چلے
ہوا ہے اہل دل کے لئے اب یہ نظم بست و کشاد
کہ سنگ و خشت مقید ہے اور سگ آزاد
یہی بہت ہے ظلم کہ دست بہانہ جو کے لئے
یہ چند اہل جنوں جو تیرے نام لیوا ہیں
اور ہوئے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں اور کس سے منصفی چاہیں

جناب چیئرمین! اس خونی روئیداد کا آغاز اس وقت ہوا جب ایئرپورٹ سے لے کر اسلام آباد تک سڑک کے دونوں اطراف واقع ۲۸ عظیم الشان اور قدیم مساجد کے انہدام کے احکامات صادر ہوئے اور معاملہ جب جامعہ حفصہ تک پہنچا تو بالکل قدرتی ردعمل کے طور پر جامعہ کے طلبا اور طالبات نے انتہائی ڈیموکریٹک انداز میں اپنے institution کو بچانے کے لئے جدوجہد شروع کی اور انہوں نے اپنا احتجاج record کراتے ہوئے children library پر قبضہ کر لیا۔ یہ کوئی ایسی انہونی بات تو نہیں تھی جناب چیئرمین! یہاں جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں یہاں پر ایسے

احتجاج، مظاہرے، جلسے اور جلوس ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم سب نے دیکھا کہ children library پر طلبا اور طالبات کا قبضہ اتنا خطرناک جرم قرار دیا گیا کہ وہ ان کے قتل کی بنیاد بن گیا۔ آج وہی فرد جرم لگانے والے اس لائبریری کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر چکے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لائبریری اسلام آباد کے بچوں کے لئے اتنی ہی اہم تھی، اتنی ہی ضروری تھی جتنی کہ پریس اور میڈیا کے ذریعے سے بتائی جا رہی تھی تو پھر اس کو گرائے جانے کے لئے کون سی دلیل اور کون سی منطق کا سہارا لیا گیا ہے؟ میں آپ سے یہ سوال پوچھتی ہوں کہ اگر لائبریری پر قبضہ قابضین کو واجب القتل ٹھہراتا ہے تو پھر اس کا انہدام اس کے منہدمین کے لئے کیا سزا تجویز کرتا ہے؟ دوسرا گناہ کبیرہ جو ان طالبات سے سرزد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک ایسی خاتون کو جو اسلام آباد کے وسط میں ایک قحبہ خانہ چلا رہی تھی اس کو اپنے جامعہ میں لے آئیں اور بڑی حکمت اور تدبیر کے ساتھ اس کو اپنے قبیح فعل سے تائب ہونے کی نصیحت کی مگر موجودہ حکومت کی نظر میں یہ اتنا بڑا جرم تھا جس کی سزا کسی بھی طور پر خون ریزی اور قتل و غارت سے کم نہ تھی اور پھر اغوا کے بے بنیاد الزامات لگا کر ملکی افواج قاہرہ نے ہر طرح کے کیل کانٹے سے لیس ہو کر ایمان، اتحاد اور تنظیم کا بے مثال عملی مظاہرہ کرتے ہوئے جامعہ حفصہ اور لال مسجد کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ یہاں یہ سوال بھی توجہ طلب ہے کہ کیا یہ شمیم نامی خاتون اور چینی لڑکیوں کے اغوا کے حوالے سے ضابطۂ فوجداری میں ایسی کوئی شق موجود نہیں تھی کہ جس کے تحت عام قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی یا آئندہ اغوا کے کیسوں میں فوجی یونٹ چڑھائی کر کے ملزمان کو نیست و نابود کر دیا کریں گے یا پھر یہ خصوصی مہربانی صرف اور صرف جامعہ حفصہ کے حوالے سے ہی کی گئی؟ حکومت کے پاس ایک سو ایک راستے موجود تھے جن کو اختیار کر کے مذکورہ سانحے سے بچا جا سکتا تھا مگر کسی بھی محفوظ راستے کو اختیار کر کے بش سے اس داد و دہش کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی جو اس خونِ ناحق بہنے کے بعد ہمارے حکمرانوں کو ملی۔ اگر اغوا کاروں کے خلاف ہی کارروائی کرنا مقصود ہوتی تو اس ملک کے سب سے بڑے منظم، مؤثر اور طاقتور اغوا کار وہ لوگ ہیں جن کے اغوا کے دو سو اڑتالیس کیس اس وقت بھی سپریم کورٹ کے سامنے زیر بحث ہیں حالانکہ فی الحقیقت اس سے کئی گنا زیادہ لوگ اس طریقے سے اغوا ہوئے کہ آدھی رات کو کسی کے صحن میں فوجی بوٹوں کی دھمک سنائی

دی اور پھر کمزور، ناتواں دروازے جی تھری رائفل کے دستوں سے توڑے گئے اور بیٹوں کو ماؤں سے اور بھائیوں کو بہنوں کے حصارِ بازوؤں سے چھین لیا گیا اور پھر آج تک یہ آسمان اور زمین گواہ ہیں کہ نہ وہ کسی کی صورت دیکھ سکے اور نہ ان کی صورت دیکھنے کو ملی اور اگر کوئی ملا بھی تو اس کا حال مسعود جنجوعہ صاحب کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

دوسرا نام نہاد الزام جو مسجد اور جامعہ پر لگایا گیا وہ بھی ان کی تعمیر کے تیس سال بعد اور وہ یہ تھا کہ مذکورہ عمارات ناجائز قبضہ شدہ زمین پر تعمیر کی گئی ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر اس ملک میں آپ ناجائز قبضے کی اصلیت کو جاننا چاہتے ہیں تو زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حال ہی میں عائشہ صدیقہ کی لکھی ہوئی کتاب Military Incorporation کا مطالعہ آپ کو کافی معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ اس ملک کے سب سے بڑے ناجائز قابضین اس ملک کی پاک افواج کی اعلیٰ کمان ہے۔ آپ ذرا سابقہ ریکارڈ منگوائیں اور یہ معلوم کریں کہ کنٹونمنٹ اور دیگر ہزاروں، لاکھوں کنال اراضی ملک بھر میں Defence Housing Societies کے نام پر خورد برد کر لی گئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ذرا وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر عافیہ ضیا: اچھا ٹھیک ہے اور اس کے لیے ملک کی کس مجاز اتھارٹی سے اجازت نامہ حاصل کیا گیا ہے؟ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ فوج کا حق تھا تو کیا جرنیلوں اور بریگیڈیئرز کے علاوہ کسی صوبیدار، حوالدار، نائک یا کوئی سپاہی اس حق میں حصہ دار بنایا گیا ہے؟ ابھی حال ہی میں اگر اخبارات ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ نتھیا گلی کے Forester نے ISPR کو یاد دہانی کا خط لکھا کہ نتھیا گلی کی سینکڑوں کنال اراضی جو محکمۂ جنگلات کی ملکیت ہے، اس کے ارد گرد فوجی جوانوں نے اپنی اعلیٰ کمان کے کہنے پر خار دار جھاڑیاں، تاریں وغیرہ لگا کر اس پر ناجائز قبضہ جما لیا ہے اور ISPR نے اس پر خاموشی طاری کر رکھی ہے۔ غرض یہ کہ ہر شہر میں خود فوج نے اس طرح کے ناجائز قبضے کر رکھے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہاں تو یہ دستور بنا دیا گیا ہے کہ اونٹوں کو نگلا جا رہا ہے اور مچھروں کو چھانا جا رہا ہے۔ بقولِ شاعر

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ' .Thank you

سینیٹر حافیہ ضیا، جناب! تھوڑا سا وقت' ایک دو منٹ اگر آپ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کافی مقرر رہتے ہیں۔ لسٹ پر کافی ہیں۔

سینیٹر حافیہ ضیا، تیسرا الزام جو جامعہ حفصہ کے بارے میں حکومت نے ایک مضبوط argument دیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے سٹیٹ کے اندر سٹیٹ قائم کر رکھی ہے جو کہ بغاوت کے مترادف ہے۔ اگر سٹیٹ کے اندر سٹیٹ اس عمل کا نام ہے کہ ایک منتخب' جائز' آئینی حکومت کی موجودگی میں کوئی تیسری قوت آ کر اقتدار اور اختیارات پر قابض ہو جائے اور آئین کے آرٹیکل نمبر 6 کو پامال کرتے ہوئے سارے اختیارات اپنے ہاتھوں میں لے لے تو پھر state within the state کی بہترین مثال خود جنرل صاحب نے قائم کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک طرف تو آپ نے ضابطۂ فوجداری کی دفعہ 497 میں ترمیم کر کے خواتین کے لیے تمام جرائم قابلِ ضمانت قرار دے دیے اور پھر مہینوں تک آپ خواتین کو یہ احسان جتلاتے رہے کہ ہم نے خواتین کے ہاتھوں سرزد ہونے والے ہر قسم کے جرم کو قابلِ ضمانت قرار دے دیا ہے مگر جامعہ حفصہ کے وقوعہ کے بعد آپ نے خود اپنی محنت پر پانی پھیرتے ہوئے صرف تین خواتین یعنی امِ حسان اور ان کی دو بیٹیوں کی ضمانت پر رہائی کے خوف سے راتوں رات نئے آرڈیننس لے آئے اور دفعہ 497 ضابطۂ فوجداری میں خواتین کو دی گئی ضمانت کی سہولت کو آپ نے withdraw کر لیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ' .Thank you

سینیٹر حافیہ ضیا، میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گی کہ کس کس طریقے سے جامعہ حفصہ اور لال مسجد پر مظالم ڈھائے گئے؛ کیسے انسانی جانوں کو بربریت کا نشانہ بنایا گیا؛ کیسے حقائق چھپائے گئے؛ کس طریقے سے صحافیوں کو اندر نہیں جانے دیا گیا؛ لیکن میں ان معصوم شہدا کے ورثاء کا ضرور ذکر کروں گی کہ جو حرفِ شکایت زبان پر نہیں لائے اور جنہوں نے اپنے بچوں کے شہید ہونے پر مبارکبادیں وصول کیں۔ دوسری طرف اس والدہ کا ذکر بھی ضرور کروں گی جو کہ لفٹیننٹ کرنل ہارون الاسلام کی والدہ ہیں' وہ انتہائی پشیمانی کے عالم میں یہ الفاظ

کہتی ہے کہ میرا بیٹا تو دشمنوں کا نہیں اپنے مسلمان بھائیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جاں بحق ہوا ہے، میں یہ کیسے کہہ دوں کہ اس نے شہادت حاصل کر لی۔ آج لال مسجد بھی سپین کی قرطبہ کی جامعہ کا منظر پیش کر رہی ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال

پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں

خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں

آخر میں میرے یہ چار مطالبات ہیں جو کہ آپ کے توسط سے پہنچانا چاہتی ہوں۔

1۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جامعہ حفصہ کے تمام لوگ بے گناہ ہیں اور بلا سبب گرفتار کیے گئے ہیں، انہیں جلد از جلد رہا کیا جائے۔

2۔ جامعہ حفصہ کی دوبارہ تعمیر کی یقین دہانی کرائی جائے۔

3۔ مذکورہ قتل عام کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کر کے ان کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

4۔ جس طرح اس ملک میں سیکولر تعلیمی ادارے ہر قسم کی تعلیم دینے میں آزاد ہیں، اسی طرح دینی تدریس کے بارے میں دباؤ ختم کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ۔ جناب رضا محمد رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا، الحمد للہ رب العالمین۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ اگر آپ مجھے دوران تقریر اپنا نکتہ نظر بیان کرنے کا موقع دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سب نے سات سے دس منٹ لیے ہیں۔ آپ کو پندرہ منٹ دے دیتے ہیں لیکن اس سے اوپر نہ جائیے گا۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! ابھی رات تک خاصا وقت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں، نہیں رات نہیں۔ لسٹ اتنی لمبی ہے اور رضا ربانی صاحب نے آخر میں wind-up بھی کرنا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، تو پھر جناب میرا wind-up ہو گا۔

(قہقہے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سب نے دس منٹ سے exceed نہیں کیا' آپ کے لیے پندرہ منٹ ہیں لیکن پندرہ سے ایک منٹ آپ نے اوپر نہیں جانا۔ مہربانی کریں' ذرا جلدی کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! پندرہ منٹ میں' میں کیا بات کروں گا۔ اتنے سارے حملے ہوئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، غیر ضروری مواد شامل نہ کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، میں غیر ضروری بات نہیں کروں گا۔ جناب! میں اسی جگہ سے شروع کروں گا کہ پاکستان کی محکوم اقوام پشتون' بلوچ' سرائیکی یہ جو ہماری قومیں ہیں ان کے پاس نہ سیاسی' نہ معاشی اور نہ سفارتی اختیار ہے۔ ان کو محکوم کہا جاتا ہے' یہ ہماری استعماری ریاست کی کالونیاں ہیں۔ ان کی نمائندگی ہے ان کی تحریک پونم' محکوم قوموں کی نجات کی اور پھر پشتونخواہ وطن کی سطح پر ہمارا ایک بڑا تاریخی اقدام ہوا ہے اور ہمارا جمہوری alliance بنا ہے۔ Pashtoon Khawa National Democratic Alliance, پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی اس کے رکن ہیں۔ میں ان کی نمائندگی کے behalf پر' اپنے تمام سولہ کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ اس وقت ہمارے ملک میں انتہائی اذیت ناک اور بدترین صورت حال ہے' یعنی ملک میں جان و مال اور عزت و ناموس کے تحفظ کی کوئی ضمانت باقی نہ رہی۔ ہمارے پارلیمانی لیڈر جناب عبدالرحیم صاحب نے آپ کو علاقے بتائے کہ باجوڑ سے شروع ہو کر کوئٹہ اور دالبندین تک جائیں تو وہاں پر دہشت گردوں کا راج ہے' ان تمام علاقوں میں ان کی حکومت بنی' ان کا political اقتدار ہے' وہ ٹیکس جمع کرتے ہیں' ان کے باقاعدہ training centres ہیں۔ وہ ہمارے خلاف بھی لڑتے ہیں اور افغانستان کے خلاف بھی لڑتے ہیں' ان کو تو آپ چھوڑیں ملک میں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے کہ جہاں پر کسی کی جان و مال محفوظ ہو۔ آپ کے گھر میں بھی کوئی محفوظ نہیں ہے۔ یہاں پر موبائل سے لے کر موٹر سائیکلوں تک کی چوری ہوتی ہے' کسی کی گاڑی چوری ہوتی ہے۔ آپ کے علاقے میں اغوا برائے تاوان کا سلسلہ بہت بڑے پیمانے پر ہے'

لاہور، فیصل آباد، ملتان میں بھی ہے اور کراچی میں تو ایک معمول ہے۔

جناب! ایسے حالات میں کہ ملک میں جان و مال، عزت و ناموس اور کسی کاروبار کی کوئی ضمانت باقی نہ رہی ہو اور دہشتگردی کا راج ہو اور دہشتگرد اتنے طاقتور بنے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے احکامات جاری کرتے ہیں کہ آپ نے اس طرح سے نکلنا ہے، اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجنا ہے، اس روڈ پر آپ نے نہیں جانا ہے، یہ دکان آپ نے نہیں کھولنی ہے، داڑھی آپ نے ایسے رکھنی ہے، بال آپ نے ایسے رکھنے ہیں اور جھک کر چلنا ہے۔ جناب! یہ ایک مہذب اسٹیٹ نہیں ہے۔ جو حالات ہمارے لیڈران اور باقی ساتھیوں نے بتائے کہ اسلام آباد میں بھی ہم نے وہی منظر دیکھا جو کہ آپ نے افغانستان میں مسلط کیا تھا۔ ہم نے اسلام آباد میں بھی وہی منظر دیکھ لیا جو آپ نے افغانستان پر مسلط کیا تھا۔ آپ جس طرح کابل میں آگ اور خون کے شعلے بھڑکاتے رہے اور آپ کے بارود سے اور آپ کے اسلحوں سے بڑی بڑی عمارتیں جلتی رہیں جناب! ہم نے وہی منظر یہاں اسلام آباد میں دیکھا اور نہ جانے، پتا نہیں لاہور میں کہاں کہاں دیکھیں گے۔ جناب! یہ وہ اسباب ہیں، ہمارے حکمرانوں کی ان پالیسیوں کے نتائج نکلنا شروع ہو گئے ہیں۔ ہماری وہ پارٹیاں اپنی politics کا جائزہ لیں جو ابھی میرے seat fellow فریاد کر رہے تھے، وہ غصے ہو رہے تھے، ہم قوم پرست لوگ یہی کہہ رہے تھے اور کیا کہہ رہے تھے۔ ہم یہ کہہ رہے تھے کہ آپ America کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں، آپ برطانیہ کی جنگ لڑ رہے ہیں، آپ کس کے خلاف یہ اسلحہ جمع کر رہے ہیں، آپ یہ دنیا بھر کے دہشت گرد جمع کر رہے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق نے کہا کہ ہم نے یہاں 4 لاکھ لوگوں کو passports دیے ہیں۔ جناب! آپ کے اس airport میں جنرل K.C اور ترکی الفیصل سعودی کا اور آپ کا اختر عبدالرحمٰن تھا، ہر ہفتے ایک ایک meeting کرتے تھے اور وہ کیا plan ہو رہا تھا؟ وہ یہی ہو رہا تھا، وہ ایسے headquarters بنا رہے تھے جو آپ نے لال کوارٹر کو بنایا، مسجد کے نام پر، مدرسے کے نام پر اور جناب! اس کے ذریعے دہشت گردی کا جال پھیلا رہے تھے، خدا اور رسول صلعم کے نام پر، مقدس جہاد کے نام پر حالانکہ وہ dollar جہاد تھا۔ کتنے کتنے dollar آ رہے تھے، اسلحہ آ رہا تھا، اوجڑی کیمپ، سعدیہ عباسی صاحبہ سے اس کا انجام پوچھیں، دنیا بھر کا اسلحہ آ رہا تھا، ہم کام کی چیزیں ادھر بند کر رہے تھے اور باقی پھیلا رہے تھے۔ ایک دن آسمان سے پتا نہیں jet طیارہ آیا، پتا نہیں اس نے کیا گرایا؟ ہم

نے اسلام آباد میں قیامت صغریٰ دیکھی۔ جناب! ہمارے لیے ایسی قیامت صغریٰ ہر شہر میں ہے، آپ یہ جو لال کوارٹر کی بات کرتے ہیں یعنی مسجد کی آڑ، مدرسے کی آڑ میں یہ ایک ڈپو تھا، ایک اسلحہ خانہ تھا، ایک مورچہ تھا، دنیا بھر کے دہشت گردوں کا اور ایک headquarters تھا۔ یہ جو کچھ وزیرستان میں ہو رہا تھا، سوات میں ہو رہا ہے، جہاں جہاں ہو رہا ہے، یہ اس کا headquarters تھا اور یہ اس کا rest house تھا، یہیں سے تمام کارروائی جاری تھی اور آپ اسلام کا اور جہاد کا نام دے رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم پر انکشاف ہو رہا ہے، جہاں پر ان پر 332 انکشافات ہوئے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نیند میں دیکھ رہا ہوں اور وہ یہ احکام دے رہے ہیں۔ جناب! یہ وہی سلسلہ ہے کہ جب ہم نے افغانستان کی جنگ لڑی تھی، اس نعرے کے تحت، اس آڑ میں، یہ جو ہم نے لاکھوں لوگوں کو جمع کیا۔ ہم ان America اور برطانیہ احمقوں کو بھی یہ کہتے رہے کہ آپ جو لڑائی کھیل رہے ہیں، یہ آپ کو جلا کر رکھ دے گی۔ آپ بلا تمیز دنیا کے انسانوں کو لاشوں پر training دے رہے ہیں، تمام افغانستان کی جنگ میں انسانی جانوں پر training دی جا رہی تھی، ان سروں پر میخیں ٹھونکے جا رہی تھیں، آپ یہ سکھا رہے تھے۔ یہ جو تورا بورا کے بنکرز بنا رہے تھے، میں آج پھر پڑھ رہا تھا کہ وہاں پر کوئی operation ہو رہا ہے۔ جناب! پہاڑوں پر 10 tunnels ہیں، ہم ایک کوہاٹ tunnel دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ کیسے بنی ہے، وہ 300 سے زیادہ tunnels ہیں، آپ ہمارے جاوید قاضی سے پوچھ لیں، یہ ISI کا سربراہ رہا ہے کہ آپ نے افغانستان میں کتنے tunnels بنائے ہیں، یہ America سے مل کر، برطانیہ سے مل کر بنائے تھے، وہ کہہ رہے ہیں، خوش تھے کہ ہم Soviet Union کو شکست دیں۔ Soviet Union تو نہیں تھا، آپ تو افغانستان کے خلاف جنگ لڑ رہے تھے اور آپ نے یہ 73 میں شروع کی تھی جب افغانستان میں داؤد کی تبدیلی آئی تو وہاں پر کوئی Soviet Union نہیں تھا۔ جب Soviet Union آ بھی گیا تھا، اس نے تو انسانیت کے تحت آپ کے ساتھ معاہدہ کیا، جنیوا میں امن معاہدہ ہوا پھر بھی آپ کی لڑائی جاری تھی اور پھر جب 98 میں برطانیہ اور America دستبردار ہوئے تب بھی آپ کی اور سعودی عرب کی لڑائی جاری تھی۔ جناب! اس کا انجام یہ ہے کہ آپ نے پورے ملک کو دہشت گردی کے اڈے میں تبدیل کیا اور جناب! ایسے دہشت گرد نہیں ہوتے کہ آپ کہیں کہ وہ مظلوم لوگ تھے، قرآن پڑھ رہے تھے، درس کر رہے تھے۔ وہ ایسے

دہشت گرد ہیں کہ یہ امکان ہے کہ ان کے پاس دھرتی bomb ہو' ان کے پاس chemicals ہیں' ان کے پاس biological bombs ہیں اور لال مسجد میں نہیں دیکھا کہ وہ جو masks پہنے ہوئے تھے' اسرائیل کے پاس یہ masks ہیں اور ابAmericans کے پاس ہیں' آپ کی army کے پاس بھی نہیں ہیں۔ یہ جو دس دن بارہ دن آپ trained commandos سے لڑتے رہے' کیسے لوگ ہیں؟ ایک ایک شہر میں ان کے ایسے مورچے ہیں۔ میں آپ کو بنوں کے حوالے سے' ڈیرہ اسمٰعیل خان کے حوالے سے' ٹانک اور تمام علاقوں کے حوالے سے دلچسپ بات بتاؤں۔ بنوں کے حوالے سے ' ڈیرہ اسمٰعیل خان کے حوالے سے ' ٹانک اور تمام علاقوں کے حوالے سے جتنے بھی اغوا ہو رہے بیکاروں کے ' آدمیوں کے اغوا برائے تاوان وہ تمام مدرسوں میں بیٹھے ہیں۔ بنوں کے مدرسے سے آ کر ڈاکے ڈالتے ہیں ' کاریں اور آدمیوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ مدرسوں کا تو آپ نے یہ حشر بنادیا ہے۔ یہ جو دین کا مقدس نام ہے اس کو آپ نے ایسا بنا دیا ہے۔ آپ نے اپنی فوج کا کیا کیا؟ یہی آپ کی فوج ہے اور یہی فلسفے دیتے رہے ہیں 'یہ نظریاتی فلسفے پھیلاتے رہے ہیں۔ آپ کا حمید گل کیا کر رہا ہے ! آپ کا اسلم بیگ کیا کر رہا ہے اور آپ کے میڈیا کے جو بیٹے ہیں زیڈ اے سلہری سے لے کر آج تک یہ مجموعہ ہیں دہشت گردی کا ' دہشت گردی تو خیالات ہیں آپ یہ پھیلاتے رہے ہیں کہ اب ان کو تمام ملک میں پھیلائیں۔ اب ہمیں ان کا سامنا ہے۔ اس ملک میں کوئی قانون نہیں ہے یہ جو ہم نے ادارے بنا رکھے ہیں' بے بس ہیں۔ قانون کوئی نہیں مانتا ۔ آپ سوات میں جا کر دیکھیں صوفی محمد نے ہزاروں کا لشکر بنایا ہے کون سا قانون اجازت دیتا ہے؟ یہ جو خیبر میں ایک دوسرے کے خلاف لڑ رہے ہیں 'یہ کون ہیں؟ آپ کی ISI والے ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو وزیرستان میں ہیں انہوں نے سینکڑوں لوگوں کے سر کاٹ دیے۔ آپ ہر روز اخبار میں دیکھتے ہیں کہ سر کاٹ دیے ہیں۔ آپ کے ایف سی کے سولہ آدمیوں کو اغوا کیا ہے۔ کل ایک بندے کا سر کاٹ کر اس کی لاش میدان میں پھینکی گئی جو کہ اخبار میں آیا ہے اور انھوں نے مطالبہ کیا ہے۔ یہاں اور وہاں بیٹھے ان کی حمایت کرنے والے لوگ ہیں ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں جو دہشت گرد پکڑے گئے تھے ان کو رہا کیا جائے ورنہ ایف سی کے گرفتار بندوں کو ہم ماریں گے۔ دہشت گرد ' خودکش بمبار جو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پکڑے گئے تھے ان کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال ہے آپ کے اسلام آباد

کی اور راولپنڈی کی بدامنی کی یہ پوزیشن ہے۔

جنرل صاحب! آپ کہتے ہیں کہ میں اس لال مسجد میں کھانا کھاتا رہا۔ اس مسجد میں کونسا function تھا جب آپ ادھر کھانا کھا رہے تھے۔ یہ کیا ڈرامہ تھا ISI والے بھی، جنرل بھی، کرنل بھی سارے ادھر بیٹھے تھے اور ادھر آپ کے مفتی اور دوسرے بھی کیوں؟ یہ آپ کیا کر رہے تھے؟ میرے لیے کوئی سوال نہیں ہے۔ اگر میرا سوال ہے تو میں پروفیسر خورشید صاحب سے بصد احترام یہ معذرت چاہتا ہوں۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ یہ صرف پشتون ادھر کیوں بیٹھے تھے؟ یہ تمام جہاد یہ جو آپ لوگوں کو اکسا کر پھنسا رہے ہیں اور لڑا رہے ہیں اور یہ بدامنی اور خونی آگ کے شعلے ہمارے وطن میں کیوں ہیں؟ اس مدرسے میں جو یرغمالی بنے تھے اگر وہ معصوم تھے، بچے اور جوان وہ پشتون کیوں تھے؟ کیوں دوسرے علاقوں سے لوگ یہاں نہیں آ رہے تھے۔ یہ تمام سلسلہ آپ نے افغانستان کے لیے، اپنے پشتونخواہ وطن کی بربادی کے لیے اور بلوچستان کی بربادی کے لیے قوموں کو مزید محکوم اور غلام بناکر، رکھ کر، آپ یہ ڈرامہ رچا رہے تھے اور قدرت نے اپنا حساب کرنا ہے اس نے اب آپ کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ طالبان جو آپ کے so-called Taliban تھے جنہوں نے افغانستان کو بدترین وحشت اور بربریت کے ایک دور میں دھکیلا تھا اور افغانستان کی تہذیب و تمدن کا وہ مذاق اڑا رہے تھے اور آپ ادھر مزے لے رہے تھے۔ جب وہ مرکز دنیا کے لیے خطرہ بنا، تمام یورپ اور امریکہ کے لیے خطرہ بنا۔ افغانستان میں آئین کی حکمرانی قائم ہے۔ وہاں کے ادارے بحال ہو گئے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح سویت یونین نہیں تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: بالکل جناب! سویت یونین چلا گیا تھا، جلال آباد میں آپ کے ساتھ امریکہ بھی تھا، برطانیہ بھی تھا اور آپ کے جرنیل بھی تھے۔ ڈاکٹر نجیب اللہ نے آپ کو جلال آباد کے محاذ پر بدترین شکست دی۔ افغانستان میں وہی ہوگا، افغان سرزمین پر کسی کی حکمرانی نہیں ہوگی، نہ امریکہ کی، نہ برطانیہ کی نہ کسی اور کی یہ ہمارے آقا نہیں ہیں یہ آپ کے آقا تھے۔ آپ کے پروردہ تھے اور آپ ان کے پروردہ ہیں۔ یہ جو سلسلہ آپ نے مل کر بنایا تھا اس کی وجہ سے آج یورپ محفوظ ہے نہ امریکہ محفوظ ہے اور نہ ہی آپ محفوظ ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ ان

چیزوں سے توبہ کریں۔ ہمارے مذہبی سیاست کرنے والے بھی قانون اور آئین کی حکمرانی پر بھروسا کریں۔ یہ جو انسانیت کش دہشت گردی کی تربیت تھی افغانستان اور پشتونخواہ کو تباہ کرنے کی، یہ اب کسی سے ممکن نہیں ہو سکے گا۔ ایک ہی راستہ ہے وہ ہے قانون کی حکمرانی، جمہوری حکمرانی جیسے میرے پارلیمانی لیڈر نے کہا کہ اس وقت اگر کوئی جنرل چاہتا ہے کہ میں ایک بار پھر وردی کے ساتھ مسلط ہو جاؤں تو یہ ملک کو ایک اور انارکی میں دھکیل دے گا۔ گلی، گلی میں لڑائی ہوگی۔ اب کوئی معاف نہیں کرے گا۔ اب نجات ایک ہی طریقہ میں ہے کہ آپ اداروں کا احترام کریں، آپ اس پارلیمنٹ کی بالا دستی کو تسلیم کریں۔ آپ قانون کی حکمرانی کو تسلیم کریں۔ منتخب حکومتوں کو تسلیم کریں اور ایک جمہوری طریقہ کار کو اختیار کرکے ہر کوئی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اگر اس کو عوام کی حمایت حاصل ہے تو وہ آ جائے۔ دیکھیں ابھی افغانستان میں امن جرگہ ہوا۔ تمام افغان اور پاکستان کے عوام نے اس کو دیکھا۔ آپ کے اور ان کے نمائندے بیٹھے تھے۔ اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ بدترین دہشت گردی کا خطرہ ہے اور یہ پاکستان اور افغانستان دونوں کے لئے خطرہ ہے۔ اس پر اتفاق ہوا ہے کہ اس کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ ذمہ داری ہے کہ اگر ہم اس دہشت گردی کو ختم نہیں کرتے، اگر ہم اس کو جاری رکھتے ہیں تو پھر اسلام آباد میں بھی کچھ نہیں رہے گا اور نہ ہی کابل اور جلال آباد محفوظ رہے گا۔

جناب والا! اب یہ جو حکمران پارٹی ہے، یہ اس پارلیمنٹ پر رحم کرے۔ اب آپ اس جرم کی طرف نہ جائیں ہم آپ کو بتا رہے ہیں۔ آپ پارلیمنٹ کی بالادستی کے لئے کام کریں۔ آمریت کو خیرباد کہیں۔ اگر آپ نے جمہوری بالادستی قائم کرنی ہے تو اپوزیشن کے ساتھ مل جائیں۔ ۱۷ ویں ترمیم کو ختم کریں۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء پر آ جائیں تو یہ سلسلہ چل پڑے گا اور تمام اچھے سلسلے شروع ہو جائیں گے، بدامنی بھی ختم ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ جناب عباس کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! Law and order situation جو پورے ملک میں اس وقت ہے including لال مسجد کے حوالے سے اس پر یہ debate ہو رہی ہے۔ Law and order situation اکثر زیربحث آتی رہتی ہے۔ یقیناً

law and order situation اطمینان بخش پورے ملک میں نہیں ہے اور میں مندوخیل صاحب کی بات سے پوری طرح اتفاق کروں گا کہ بالخصوص صوبہ سرحد میں جو اس وقت law and order situation ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے۔ ۲۰۰۶ء سے لے کر اب تک اس صوبے میں چونتیس بڑے بڑے دہشت گردی کے واقعات ہو چکے ہیں جن میں چالیس، چالیس، پچاس، پچاس جانیں گئی ہیں۔ ایک ڈیڑھ سال کے اندر چونتیس واقعات کا پیش آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ انتہائی پریشان کن بات ہے اور اس کا بڑا seriously notice لیا جانا چاہیے۔ یہ ذمہ داری وہاں کیصوبائی حکومت کی بھی اور وفاقی حکومت کی بھی ہے، اور اس کا ازالہ ہونا چاہیے اور بالخصوص جیسا مندوخیل صاحب نے کہا ڈیرہ اسماعیل خان، وہاں کے حالات تو ناگفتہ بہ ہیں۔ وہاں پر زندگی گزارنا ممکن نہیں رہا۔ چن چن کر لوگ قتل کئے جا رہے ہیں۔ جو قتل کئے جا رہے ہیں ان کے عزیز و اقربا گرفتار بھی کئے جا رہے ہیں۔ انہیں صوبہ چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے اور اس میں وہاں کی پولیس اور انتظامیہ خود شریک ہے اور ریق بنی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ بہت ہی زیادہ حالات وہاں پر دگرگوں ہوں اور میں مختلف موقعوں پر یہ کہہ چکا ہوں کہ وہاں کے حالات کا نوٹس لیا جانا چاہیے۔ اب آئیے ملک کے دیگر حصوں کی طرف، یقیناً اور حصوں میں بھی اطمینان بخش حالات نہیں ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے بھی گفتگو کی گئی۔ ہمارے دوست کامران رضا صاحب نے بھی بلوچستان کا نقشہ کھینچا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، یہ نام ذرا صحیح کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، رضا اور مرتضیٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، نہیں ایک کا مطلب بزرگ ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، لغت دیکھ لیجیے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، نہیں یہ غلط ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، چلو، ایک ہی بات ہے لیکن انہوں نے صرف ۱۴ اگست کی بات کی۔ اس سے پہلے بڑے بڑے دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

یقیناً بہت بڑے بڑے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ اس پر اکثر گفتگو ہوئی ہے۔ ان دونوں صوبوں میں جو بالخصوص حالات ہیں وہ قابل اصلاح ہیں۔

آیئے اب ہم آتے ہیں لال مسجد کی طرف۔ جو کچھ ہوا، جو خون بہا، جو جانیں گئیں اس پر یقیناً ہر شخص کو افسوس ہے اور جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ خون، خون ہے اور انسان کے خون کی بہت ہی زیادہ قدر و قیمت ہے لیکن اب اس debate سے سوچنا یہ ہے کہ خون کیوں بہا؟ کس لئے بہا؟ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ آئندہ اس کا ازالہ کیسے کیا جائے اور ایسے واقعات اور سانحوں سے کیسے بچا جائے؟ جہاں تک مسجدوں اور مدرسوں کا تعلق ہے یقیناً مسجد ایک مقدس مقام ہے۔ مسجد بنانا کار ثواب ہے۔ مسجد عبادت کی جگہ ہے۔ مسجد وہ مقام ہے جہاں خدا کو سجدہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص مسجد بنانا تو درکنار ہے ایک اینٹ بھی رکھ دیتا ہے تو وہاں پر جب تک عبادت ہوتی ہے اور نماز اور سجدے ہوتے ہیں تو اینٹ رکھنے والا اگر مر بھی جائے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کو ثواب پہنچتا رہتا ہے لیکن مساجد دو categories میں تقسیم ہوتی ہیں۔ خواہ وہ کوئی مسجد ہو، کسی شہر میں ہو یا کسی ملک میں ہو۔ میں کسی بھی مسجد کو اس وقت ہدف نہیں بنا رہا ہوں۔ نہ میرا کوئی ایسا مقصد ہے بلکہ میں ایک جنرل گفتگو کر رہا ہوں قرآن مجید سے۔ سورۃ توبہ آیت ۱۰۷ میں ارشاد ہوتا ہے، (ترجمہ) اور جن لوگوں (منافقین) نے مسجد بنائی ہے اس میں (مسلمانوں کے لیے) نقصان بھی ہے کفر بھی ہے اور ایمان والوں میں تفرقہ ڈالنے کی سازش ہے اور ان لوگوں کی کمین گاہ ہے جو اسلام اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس سے قبل لڑ چکے ہیں اور یہ قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ان کا مقصد صرف نیکی کرنا ہے جب کہ اسلام شہادت دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ (اے حبیب) اس میں قدم نہ رکھنا۔

دور نبوی میں مسجد نبوی کے ہوتے ہوئے ایک مسجد بنائی جا رہی تھی۔ اس مسجد میں کوئی اسلحہ نہیں آیا تھا۔ کوئی دہشت گردی نہیں ہوئی تھی۔ ابھی تو مسجد بنائی جا رہی تھی کہ آنحضرت پر وحی نازل ہوئی کہ اے رسول جو مسجد بن رہی ہے اس مسجد میں کفر بھی ہے، ضرر بھی ہے اور تفریق بین المومنین بھی ہے۔ اسے مسجد ضرار کہا گیا اور کہا گیا کہ یہ لوگ مسجد بنا رہے ہیں۔ ان کا مقصد ہم کو سجدہ کرنا نہیں ہے۔ بات نیت کی ہے۔ مقصد ہماری عبادت نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد یہاں کفر ہے، یہاں ضرار ہے اور مومنین کو آپس میں لڑوانے کی سازش

ہے۔ (عربی) اور یہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ان کا مقصد دہشت گردی نہیں ہے، یہ نہیں ہے، وہ نہیں ہے بلکہ نیکی کرنا ہے لیکن قرآن نے کہا۔ (عربی) اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں اور پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے (عربی) ہرگز اس میں قدم بھی نہ رکھنا اور پھر دوسری category کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے (عربی) وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی جائے پہلے دن سے۔ وہ مستحق ہے کہ اس میں تم قیام کرو۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد عباس کمیلی، قران کہتا ہے کہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی جائے اس میں عبادت کرنا زیادہ مناسب ہے۔ مسجد ضرار کو ڈھا دینے کا حکم ہوا اور یہ مسجد رسول کی زندگی میں ڈھا دی گئی۔ مسجدیں پورے ملک میں بننی چاہییں لیکن ان کے لیے کوئی ضابطہ ہونا چاہیے۔ ضابطے کے تحت مسجدیں بنیں۔

جناب! کسی واقعہ کا بعد میں افسوس کرنا اور اس واقعہ کو روکنے کے لیے سچائی کے ساتھ، نیک دلی کے ساتھ کوششیں ہونی چاہیے تھیں اور یہی قران کہتا ہے کہ جب دو گروہ آپس میں لڑیں (عربی) تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی ایک دوسرے پر بغاوت کر رہا ہے اور صلح نہ ہو سکے تو جو گروہ بغاوت کر رہا تھا تو پھر بغاوت کرنے والے کے خلاف قتال کرو۔ یقیناً بہت افسوس ہے جو کچھ ہوا لیکن پورے ملک پر، سب کا فرض بن رہا تھا اور بالخصوص علما کرام کا، یہ معاملہ بہت طول پکڑ گیا جب یہ معاملہ چل رہا تھا اس میں صلح صفائی کراتے اور یقیناً کچھ کوششیں ہوئیں لیکن یہ سانحہ رونما ہوا۔ اب ہم کوشش کریں کہ مسجدیں لال مسجدیں نہ بنیں۔ کسی اور مسجد میں ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیے۔ مسجد اللہ کی عبادت کے لیے ہے اور اس میں صرف اللہ کی عبادت کی جائے، کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ میں یہ بھی یاد دلا دوں کہ آج سے پچیس، تیس سال پہلے یہی کام جو یہاں ہوا تھا خانہ کعبہ میں بھی ہوا۔ خانہ کعبہ پر بھی قبضہ کر کے شہریت کے نام پر حکومت کو بدلنے کی کوشش کی گئی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں نے interrupt

بھی نہیں کیا اور میں اپنے محترم بھائی کا معترف ہوں لیکن بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ قران پاک کے استعمال کے سلسلے میں ہم سب کو احتیاط برتنی چاہیے۔ مسجد ضرار کا واقعہ ایک مختلف واقعہ ہے۔ وحی کی بنیاد پر یہ خطاب کیا گیا ہے۔ کیا کسی اور کے پاس وحی اتری ہے کہ کسی دوسری مسجد کے بارے میں یہ بات کی جا سکے۔ اپنی عقلی دلیل دیجیے لیکن قرآن پاک کا ایسے موقع پر استعمال ہونا مناسب نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بالکل ٹھیک بات ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات امر واقعہ کے اعتبار سے درست نہیں ہے کہ جامعہ حفصہ میں صرف پشتون تھے۔ بی بی سی نے جو رپورٹ شائع کی ہے میں نے اس کو پڑھا ہے مجھے اس پر ذاتی معلومات نہیں ہیں۔ اس کے اندر آزاد کشمیر کی لڑکیاں اور لڑکے، اس طرح پنجاب کے، کراچی کے سب جگہ کے تھے۔ تو ہمیں احتیاط سے بات کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، جناب مولانا محمد صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جناب، یہاں پر اعتراض کیا گیا تھا کہ آیت کا یہ ٹکڑا نہیں ہے قرآن میں، یہ ٹکڑا موجود ہے، یہ قرآن کی آیت ہے، یہ موجود ہے۔ مسجد ضرار ہی سے متعلق یہ آجاتا ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بس کریں کمیلی صاحب! وہ معاملہ ہو گیا ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، آیت ختم ہو رہی ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، محمد صالح شاہ صاحب نہیں ہیں؟ ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، مسٹر رشید احمد، جناب رشید احمد صاحب۔

سینیٹر رشید احمد، اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عجیب بات یہ ہے کہ تین رشید ہیں اور تینوں کانا سے ہیں۔ تو آپ کو بھی confusion پیدا ہو گیا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، چلو ٹھیک ہے، رشید احمد صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (ترجمہ) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، فرمانبرداری کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور ان کی جن کو آپ کے امور حوالہ ہوں۔ پھر اگر آپ کا کسی چیز میں تنازعہ پیدا ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپ دو اگر آپ لوگ ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر۔

شکریہ جناب چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر بولنے کا موقع فراہم فرمایا۔ جناب چیئرمین صاحب! کمیلی صاحب نے جو آیات پڑھی ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ آیت کا ٹکڑا صحیح ہے لیکن اس کے سیاق و سباق کے بارے میں ہم نے یہ کہا کہ اس کا سیاق و سباق صحیح نہیں لگایا۔ اس پر ہم معترض تھے۔ ان کو یہ اصلاح کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین صاحب! میرے ساتھیوں اور colleagues نے بہت اچھی باتیں کیں۔ میں کوشش کروں گا کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر ان کی باتوں کی روشنی میں بہت مختصر انداز میں اپنا نقطہ نظر پیش کروں۔ جناب چیئرمین صاحب! ملک میں جب کوئی بحران ہو، ملک بحران کا سامنا کر رہا ہو، ملک کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ تین طریقوں سے اسے حل کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین صاحب! نمبر ایک: ہم سب مسلمان ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں۔ مسئلہ انفرادی ہو یا اجتماعی تو ہمیں قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (عربی)

نمبر دو جناب چیئرمین صاحب: جو ملک بحران کا سامنا کر رہا ہو یا ملک کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ملک کی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ذریعے اس کو حل کرنا چاہیے۔ نمبر تین جناب چیئرمین صاحب، میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ملک کی اعلیٰ ترین عدالتیں موجود ہیں، ماشاء اللہ آج کل بہت strong ہو گئی ہیں۔ حکمرانوں کے غلط فیصلوں کی وجہ سے تو ان کے ذریعے اسے حل کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ، جو اسلام آباد کے وسط میں واقع ہیں، وہ مسئلہ قرآن و سنت کی روشنی میں حل کیا گیا؟ نہیں جناب

چیئرمین صاحب! قرآن تو کہتا ہے ، و من یقتل ... و ساءت مصیرا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے، ہر وہ شخص کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں یہ بات بھی واضح کروں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی جو بات ہے ' یہ کسی گناہ کی سزا میں نہیں آئی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کا لفظ صرف اور صرف قتل مومن کی سزا میں قرآن مجید میں آیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے ، .. المسلم ...... و قتاله کفرا ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے ، مسلم کو گالی دینا ، فسق اور گناہ ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا مسئلہ پارلیمنٹ کے ذریعے حل کیا گیا؟ اسے ڈیبیٹ اور بحث کے ذریعے حل کیا گیا؟ اور بہت افسوس کی بات تو یہ ہے جناب چیئرمین صاحب! اتنے بڑے سانحے ' اتنے بڑے واقعے کے بعد ہم پارلیمنٹ میں آتے ہیں اور بحثیں کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں جو بحثیں ہم بعد میں کرتے ہیں ' یہ ڈیبیٹ جو ہم بعد میں کرتے ہیں اور اس پر وقت لگاتے ہیں ' دو تین چار چار دن لگاتے ہیں ' یہ پہلے لگانا چاہیے تھا اور اسی کی روشنی میں فیصلہ کرنا چاہیے تھا ۔ میرے خیال میں یہ بہت نالائق بندے کا کام ہوتا ہے کہ کام کر کے پھر سوچتا ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! لائق بندوں اور ذہین لوگوں کا یہ کام نہیں ہے ۔ یہ نالائقوں کا کام ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا آپریشن کسی عدالتی فیصلے کی روشنی میں ہوا؟ نہیں جناب چیئرمین صاحب! فوجی حکومت نے قرآن ' پارلیمنٹ ' عدالت ' سب کو بائی پاس کر کے خود ایکشن لے کر معصوم طلبا ' طالبات ' استادوں ' استانیوں کو شہید کیا۔ بغیر کسی عدالتی فیصلے کے ' بغیر کسی پارلیمنٹ کی ڈیبیٹ کے ' بغیر کسی دوسرے ذریعے کے ......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر حافظ رشید احمد ، جی۔ ختم کرتا ہوں ۔ جناب چیئرمین صاحب! ملک میں اعلیٰ ترین عدالتیں موجود ہیں۔ اعلیٰ ترین ادارے موجود ہیں تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ فوج کیوں خود ایکشن لیتی ہے اور ان سارے اداروں کو بائی پاس کرتی ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! میرا خیال یہ ہے کہ اسی طرح اداروں کو بائی پاس کرتے ہیں ' اسی طرح اداروں کو بلڈوز کرتے ہیں تو پھر ملک

میں انارکی، بغاوت اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔

پاکستان کی پچھلی تاریخ پر نظر دوڑائیے۔ پاکستان دو لخت ہوا۔ وہ بھی کسی عدالت یا کسی پارلیمنٹ کی ڈیبیٹ کے نتیجے میں نہیں ہوا، بلکہ فوجی حکومتوں، آمروں نے خود فیصلہ کیا تو ملک کا کیا انجام ہوا؟ آپ کے سامنے ملک دو لخت ہوا۔ میرے سامنے حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ ہے۔ دس پندرہ بیس سال بعد یہ رپورٹ آتی ہے تو پھر کیا فائدہ ہے۔ ہم ابتدا سے لے کر آخر تک پڑھیں گے۔ میں نے اسے ابھی تک نہیں پڑھا ہے لیکن ابتدائی اور آخری کچھ باتوں سے مجھے پتا چل گیا کہ سب جرنیلوں کی وجہ سے یہ کام ہوا تھا۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ خود پڑھ لیں۔ یہ سینیٹ کی لائبریری میں پڑی ہوئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: میں نے اسے باہر کی لائبریری سے نہیں لیا، سینیٹ کی لائبریری سے لیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پڑھیں گے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: میں ختم کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر اسی طرح فوجی حکومت اپنے آپ خود ایکشن لیتی ہے تو یہ ملک کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر اسی طرح کا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو پارلیمنٹ، عدالت، قرآن و سنت کے ذریعے اس کو حل کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں تین مطالبات کرتا ہوں۔ سب سے پہلا یہ ہے کہ ہر شہید لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں جو طلبا و طالبات، ننھے منے بچے شہید ہو گئے ہیں، ان کے ورثاء کو معقول معاوضہ دیا جائے۔ آپ وقتاً فوقتاً بم دھماکوں میں شہید ہونے والے لوگوں کے ورثاء کو معاوضہ دیتے ہیں تو اگر لال مسجد کے طلبا و طالبات اور ننھے بچوں کے ورثاء کو معاوضہ دیا جائے تو کون سا آسمان نیچے آ جائے گا؟

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ معاضہ دیا جائے

مطالبہ نمبر دو یہ ہے کہ گرفتار طلبا کو جلد از جلد رہا کیا جائے ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ بے وجہ ان کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ ان کے ہاتھ اٹھوا کر، ان کی قمیضیں اترواتے ہیں، ان پر بڑے بڑے ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ انسانوں کا کام نہیں ہے۔

جناب والا! آخر میں، میں آپ کی وساطت سے حکومت سے ایک مطالبہ کرتا ہوں کہ مولانا عبدالعزیز لال مسجد کے خطیب ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا مسئلہ پرامن طریقے سے حل ہو جائے تو میرا دردمندانہ اور مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ مولانا عبدالعزیز کو دوبارہ لال مسجد کا خطیب بنایا جائے اور یہ معاملہ میرے خیال میں پر امن طریقے سے حل ہو جائے گا۔

میرا آخری مطالبہ یہ ہے کہ جو جامعہ حفصہ گرائی گئی ہے اس میں پندرہ سو سے لے کر تقریباً چھ سات ہزار طلبا و طالبات پڑھتے تھے، یہ مدرسہ پڑھنے کی جگہ تھی تو میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس مدرسے کو دوبارہ خوبصورت انداز میں تعمیر کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب صاحبزادہ خالد جان صاحب، موجود نہیں ہیں، جناب عبدالرشید صاحب۔

سینیٹر عبد الرشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے ایک انتہائی اہم موضوع پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا دلخراش واقعہ ملک کی تاریخ میں ایک سیاہ ترین اور بدترین سانحہ ہے، جس کے نتیجے میں سینکڑوں طلبا و طالبات شہید ہوئے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا تھی؟ اس کا قانونی اور اخلاقی جواز کیا تھا؟ اس وقت اس کی ضرورت کیا تھی؟ اس کے عوامل اور اسی سے مطلوبہ نتائج کیا تھے؟ ان سارے سوالات اور امور پر بحث کے آغاز میں ہمارے بزرگ پروفیسر خورشید احمد صاحب نے تفصیل سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ میں اس موضوع پر وقت کی قلت کی وجہ سے، غیرضروری باتوں سے اجتناب کرتے ہوئے، صرف دو تین سوالیہ جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

سب سے پہلے جناب چیئرمین! یہ بات ہم سب کے علم میں ہے کہ اس وقت ملک کے فوجی آمر نے عرصہ دراز سے امریکہ کی خوشنودی کے لیے مساجد، مدارس، علما، طلبا اور عوام کے قتل عام کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور اس حوالے سے حکومت نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ یہ

دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے اور لال مسجد کا واقعہ اس جنگ کا حصہ ہے تو جناب چیئرمین! سوال یہ ہے کہ ضد اور تعصب سے بالا تر دلائل و اصول اور حقائق کی دنیا میں آیا واقعی طور پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے طلبا اور طالبات اتنے بڑے دہشت گرد تھے کہ ایسی سزا کے مستحق تھے یا وہ دہشت گرد نہیں تھے لیکن حکمران نے اپنی دہشت گردی، خونخواری اور چنگیزیت کا ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا جو مستقبل میں مظالم کی تاریخ میں ایک اہم باب ہوگا؟ یہ سوال حل طلب ہے۔

یہاں جناب چیئرمین! بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں حقائق تبدیل ہو رہے ہیں۔ ہمارے حکمران نے اپنی طاقت کے استعمال کے جواز کے لیے اور اپنے ظلم کے جواز کے لیے مظلوم کو دہشت گرد بنایا اور دہشت گرد اور ظالم سے منصف، عادل اور امن کے علمبردار بنایا۔ یہ ظلم کے اوپر ظلم ہے۔ ظلم کرنا ایک گناہ ہے لیکن ظلم کو انصاف کہنا یہ ظلم کے اوپر دوسرا ظلم ہے۔

میرا دوسرا سوالیہ جملہ یہ ہے کہ جناب چیئرمین! ریاستی قانون کی حدود سے تجاوز کرنے کی صورت میں طاقت استعمال کرنے کا قانونی جواز کب پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا طاقت کے استعمال کے بغیر اس مسئلے کے حل کے لیے کوئی اور راستہ موجود نہیں تھا؟

تیسری بات۔ جناب چیئرمین! لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا مسئلہ چھ، سات مہینوں سے چل رہا تھا۔ اس دورانیہ میں حکومت نے بار بار کہا تھا کہ اس مسئلے میں ہم طاقت کا استعمال نہیں کریں گے بلکہ یہ مسئلہ مذاکرت سے، افہام وتفہیم سے حل کریں گے اور لال مسجد والوں کا بھی یہی موقف تھا۔ سوال یہ ہے کہ مذاکراتی عمل کو کس نے سبوتاژ کیا؟ اگر حکومت کے اراکین کا یہ کہنا ہے، یہ موقف ہے کہ اس عمل کو لال مسجد والوں نے سبوتاژ کیا تو جناب والا! تنازعات اور رسومات دنیا کے مسلمہ اصول یہ ہیں کہ اس میں فریق کے قول کو کوئی اعتبار اور ترجیح نہیں ہے بالکل اس میں ترجیح بنیادی طور پر ثالث کے قول کو ہے اور اس مسئلے میں ثالثی کا جو بنیادی کردار ادا کیا ہے وہ وفاق المدارس کے علما تھے اور حکومت کے لیے بھی وہ قابل اعتماد تھے لہٰذا جناب والا! operation شروع ہونے کے فوراً بعد وفاق المدارس کے علما کے بیانات اخبارات میں آپ نے دیکھا، انہوں نے کہا تھا کہ مذاکرات کے عمل کو حکومت نے سبوتاژ کیا اور جو معاہدہ طے پایا تھا اس کی حکومت نے مخالفت کی لہٰذا اس بیان کے بعد اس کارروائی کے جواز کے لیے

تاویلات، جوابات اور دلائل دینے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر ہزارہا بار مذاکرات بھی ہوتے تو حکمرانوں کو طاقت کا استعمال ضرور کرنا تھا۔ جناب چیئرمین! میرا جو سوالیہ جملہ ہے کہ حکومت نے طاقت استعمال کرنے کی جو پالیسی اپنائی ہے، جیسے کہ انہوں نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ والوں کے خلاف طاقت کا بہترین استعمال کیا ہے اس سے حکومت کے مطلوبہ نتائج تھے وہ حاصل ہونے کہ نہیں؟ یہ سوال ہے؟ ظاہر بات ہے کہ حکومت کے موقف کے مطابق اس کارروائی سے مطلوبہ نتیجہ دہشت گردی، بدامنی کا خاتمہ ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد دہشت گردی کی وارداتوں میں کمی ہوئی ہے یا زیادتی ہوئی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ لال مسجد کے واقعہ کے بعد پورا ملک خودکش حملوں، دہشت گردی اور بدامنی کی لپیٹ میں ہے۔ پاکستان کے کونے کونے میں آپ کی فوج غیرمحفوظ ہے۔ وہ فوج جو عوام کی محافظ، سرحدوں کیمحافظ عوام کے لیے معبود تھی آپ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے آپ نے اس کو عوام کے لیے مبغوض اور دشمن بنایا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اگر مدارس، مساجد، علما، طلبا، معصوم عوام کے قتل عام کا یہ سلسلہ مستقبل میں جاری رہا تو اس کا فطری ردعمل عوام کے لیے یہ ہوگا کہ یہ عوام بالآخر آپ کے خلاف اعلان جنگ پر مجبور ہوں گے۔ پھر حالات آپ کے کنٹرول میں نہیں ہونگے۔ خدا را اس ملک پر رحم کریں، عوام پر رحم کریں، اپنی فوج کی حفاظت کا خیال رکھیں، اپنی فوج پر رحم کریں۔ آپ نے جو ظالمانہ، سفاکانہ کارروائی کی ہے اس پر قوم سے معافی مانگیں اور معافی مانگنے کی واحد صورت اقتدار سے استعفیٰ دینا ہے اس لیے کہ قوم پر مظالم کرنے کے باوجود قوم پر حکمرانی کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب عبدالرشید صاحب آپ بہت اچھی اردو بول رہے تھے۔ ان کے بعد جناب سید محمد حسین صاحب۔

سینیٹر سید محمد حسین، (عربی) جناب چیئرمین! لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی انتظامیہ کو صرف اور صرف کس بات کی سزا دی گئی کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کا نظام چاہتے تھے۔ ملک میں بے حیائی اور عریانی کا خاتمہ چاہتے تھے۔ صرف اس مطالبہ پر ان کو سزا کا مستحق ٹھہرایا گیا۔

حکومت کی طرف سے بار بار یہ باور کرایا جاتا تھا کہ فحاشی کے خلاف ہم خود کارروائی کریں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ مساج سینٹر والوں کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ شمیم نامی عورت کے کردار کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟ صرف زبانی جمع خرچ کہ ہم کارروائی کریں گے اور اگر کارروائی ہوئی ہے تو مدرسوں کے خلاف ہوئی ہے۔ اگر کارروائی ہوئی ہے تو علما کرام کے خلاف ہوئی ہے۔ اگر کارروائی ہوئی ہے تو معصوم اور یتیم بچوں کے خلاف ہوئی ہے۔ اپریشن کے لیے یہ بہانہ بنایا گیا کہ انہوں نے قانون ہاتھ میں لیا ہوا ہے۔ مانتا ہوں کہ انہوں نے قانون ہاتھ میں لیا تھا لیکن وہ کس کا قانون تھا؟ وہ انسان کا بنا ہوا قانون تھا۔ وہ انگریز کا بنا ہوا قانون تھا لیکن ان کا حشر قیامت کے دن کیا ہوگا جنہوں نے خدا کا قانون ہاتھ میں لیا ہے؟ خدا کا قانون تو ہاتھ میں لیتے ہیں اور مزے لے کر پھرتے ہیں لیکن جو انسان کا قانون ہاتھ میں لے لے ان کو یہ سزا دی جاتی ہے جو بیان کرنے کے قابل نہ ہو اور تہمت باندھا جاتا ہے کہ ان کے مدرسہ میں اسلحہ آتا۔ TV اور میڈیا پر دکھایا جاتا ہے۔ حیران ہوں کہ وہ کیسے اسلحہ آتا کہ آپ ان کو فراہم کرتے ہیں آپ نے اس کو خراب نہیں کیا۔ چمکتا ہوا اسلحہ دکھایا۔ مدرسہ حفصہ تو پگھل سکتا ہے۔ اس کی چھتیں گر جاتی ہیں لیکن چمکتا ہوا اسلحہ کیسے محفوظ تھا؟ خود حکومت نے اعتراف کیا ہے کہ اس میں دو ڈھائی ہزار بچے تھے۔ پھر بعد میں کہا کہ بارہ سو بچے باہر آئے ہیں۔ باقی بارہ سو بچے کدھر گئے اور پھر جواب میں کہتے ہیں کہ ان کے ورثاء کا پتا نہیں کہ ان کے بچے نہیں مانگتے۔ صرف پچاس سے سو تک ہلاک ہوئے ہیں، شہید ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ ایسے بچے تھے جن کے وارث نہیں تھے۔ وہ یتیم تھے، وہ لاوارث تھے وہ زلزلہ زدگان کے بچے تھے۔ ان کو کون پوچھے گا؟ میں کہتا ہوں کہ خدا آپ سے ضرور پوچھے گا اور کہتے تھے کہ یہ ہائی جیکر تھے انہوں نے طلبا کو ہائی جیک کیا ہے۔ میں مذاکرات کا ممبر تھا۔ میں نے وزیر اعظم سے سوال کیا اور آپ لوگوں سے بھی یہی سوال کرتا ہوں کہ چلو مانتا ہوں کہ وہ ہائی جیکر تھے لیکن ان کے ساتھ ہائی جیکر والا سلوک ہونا چاہیے تھا۔ میں نے ان کو مسعود اظہر کا حوالہ دیا کہ بقول انڈیا کے وہ ایک بہت بڑا دہشت گرد تھا لیکن اپنی ہی عوام کی خاطر ایک بڑے دہشت گرد کو رہا کیا۔ اپنے ہی عوام کو بچا لیا آپ اس طرح نہیں کر سکتے کہ ان کا محاصرہ کرکے پندرہ دن، بیس دن تک وہ خود نہیں نکل سکتے تھے لیکن آپ لوگوں نے ضرور شوق پورا کرنا تھا کہ ہم امریکہ کے سامنے نمبر بنائیں گے کہ ہم آپ کے بڑے چمچے ہیں۔

وہ کارٹون یاد رکھیں جو امریکہ میں شائع ہوا ہے کہ جہاں کہا گیا کہ کتے ابھی اسامہ کو بھی تلاش کرو۔ کتے شاباش، کتے مُلاں کو تو تم نے پکڑا ہے ۔ ایمن الظواہری کو بھی تلاش کرو ۔ ایسے کارٹون جس حکومت کے خلاف شائع ہوتے ہیں ان کو مرنا چاہیے ۔میں پوچھتا ہوں اگر آپ کی بیٹی ، آپ کا بیٹا اس جامعہ حفصہ کے اندر ہوتا کیا آپ اپریشن کر لیتے، لیکن افسوس کہ یہ لاوارث بچے تھے۔ یہ یتیم بچے تھے یہ معصوم بچے تھے ان کا پوچھنے والا صرف خدا ہی ہے ۔بعض لوگ اس کو مسجد ضرار کہتے ہیں یہ ان کی کم علمی پر مبنی ہے۔ ان کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے ۔ مسجد ضرار کو یہودیوں نے بنایا تھا اور یہ مسلمان ملک میں مسلمانوں نے اس مسجد کو بنایا ہے ۔ افسوس غیر مذہب کی عبادت خانوں کے خلاف ایسی زبان استعمال نہیں کرنی چاہیے اور ہم مسلمان بھائی ایک دوسرے کے عبادت خانوں کے خلاف ایسی زبان استعمال کرتے ہیں----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Please wind-up کریں۔

سینیٹر سید محمد حسین، میں کہتا ہوں کہ اپریشن صرف اور صرف امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا گیا تھا اور امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے شہید کیا گیا تھا لیکن یہ ایسی جنگ ہے کہ اس کو تم ضرور ہارو گے اور میں کہتا ہوں ۔

یہ بازی موت کی بازی ہے یہ بازی تم ہی ہارو گے
ہر گھر سے مجاہد نکلے گا تم کتنے مجاہد مارو گے

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ، جناب لیاقت علی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم(آیات) میں حکومتی اراکین کی توجہ چاہتا ہوں۔ خاص طور پر Minister of State. میں ان کی خدمت میں Henry Kessenger کو quote کرنا چاہتا ہوں۔ Henry Kessenger نے اپنے ایک آرٹیکل میں لکھا ہے جناب چیئرمین! کہ امریکہ سے دشمنی مول لینا خطرناک ہو سکتا ہے۔ لیکن آرٹیکل کے آگے وہ جا کر کہتا ہے کہ امریکہ سے دوستی اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ quotation ہے United States of

America کے Think Tanks کا۔ جناب چیئرمین! میں ایک اور مقولہ بھی ان کے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ اگر ایک شخص مجھے دھوکا دے تو اس پر لعنت اور اگر وہی شخص دوبارہ دھوکا دے تو اس پر پھر لعنت، لیکن اگر وہی شخص تیسری دفعہ مجھے دھوکا دے تو--------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، دوسری دفعہ ہی ہو جانی چاہیے تھی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، پہلا دھوکا جناب چیئرمین! چھٹے بحری بیڑے کا انتظار، جسکے انتظار میں آج بھی مشرقی پاکستان کے ساحل منتظر ہیں۔ یہ پہلا دھوکا ہے۔ دوسرا دھوکا جناب چیئرمین! ایف سولہ جس کے لئے advance booking کرا کے ہم نے advance payment بھی کی تھی اور جس کے لئے پاکستان کی مسلح افواج آج بھی منتظر ہیں۔ تیسرا دھوکا، بلکہ دھوکوں پر بھی دھوکا، لعنت ہم کس پر بھیجیں، امریکہ پر پھر امریکہ پر لیکن تیسری دفعہ دھوکا اور بار بار دھوکا اب کس پر لعنت بھیجیں؛ یاد دہانی کی ضرورت نہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے معلوم نہیں کہ ہمارے مقررین کیوں اشاروں اور کنایوں سے کام لیتے ہیں۔ صاف صاف لفظوں میں کیوں نہیں کہتے کہ ہمیں آج جو بھی پالیسیاں دی جا رہی ہیں وہ وائٹ ہاؤس کے مرہون منت ہیں۔ وہ پینٹاگون کے بھی مرہون منت ہیں اور ہم صرف اور صرف ان پر implement کرنے کے حوالے سے اس تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ اقرار پر اقرار کئے جاتے ہیں اگر وہ ایک دفعہ اور صرف ایک دفعہ جسٹس افتخار کی طرح انکار کریں تو یہ انکار ان کے لئے پوری عالمی سطح پر شہرہ افتخار ہو گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت سپریم کورٹ میں ہماری وکلا برادری نے، civil society نے، ہمارے سیاست دانوں نے، ہمارے ریڑھی لگانے والوں نے، ہمارے ٹیکسی چلانے والوں نے، ہمارے کھیتوں میں ہل چلانے والوں نے جس شاندار طریقے سے جسٹس افتخار کے انکار کو ان کے لئے وجہ افتخار بنایا، اگر ہمارے سیاست دان بھی اسی نقش قدم پر چلیں جس پر جسٹس افتخار چلے تو میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ بھی ہمارے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! آج میں سمجھتا ہوں کہ پورے ملک میں دو قوتیں ہیں ایک لکیر کھینچی

گئی ہے۔ دو طبقے بنے ہیں ایک امریکہ نواز ہے اور ایک امریکہ مخالف۔ فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے۔ آپ جس لکیر کو اپنے لئے پسند کریں۔ جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھتا کہ مغرب اور امریکہ کے ہر خواب میں اس تعبیر کا رنگ بھرنے اور ان کی ہر آرزو کی مانگ میں ستارے ٹانکنے والے ہمارے یہ حکمران ہمیں کس سمت لے جا رہے ہیں۔ ہمارے یہ سولہ کروڑ عوام، ہماری یہ مملکت خداداد جس میں، میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے گونا گوں اور بے شمار وسائل کے انبار کھڑے کیے ہیں، ہم ان پر کیوں تکیہ نہیں کرتے؟ ہم کیوں دوسرے ممالک کے کھائے ہوئے اور پس خوردہ پر اپنی قوم کو راضی کرنے پر تلے ہوئے ہیں؟ جیسا کہ میرے اکثر مقرر دوستوں، فاضل اراکین سینیٹ نے کہا کہ صرف امریکہ کی خوشنودی کے لیے اللہ، مکہ اور مدینہ پر حملے کی باتیں ہو رہی ہیں اور ہم خاموش ہیں۔ ان کو یہ جرأت کس نے عطا کی؟ جناب چیئرمین! اگر آج ہم کعبے کی بیٹی سے لال مسجد کا آنچل تار تار نہ کرتے تو خدا کی قسم ان کو کبھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ کعبے کے بارے میں کوئی لفظ کہیں۔ آج انہوں نے ہماری غیرت اور ایمان کو ترازو میں تولا ہے۔ وہ جان گئے ہیں کہ ان میں کتنی حمیت، غیرت، قومی عصبیت اور ایمانی قوت ہے۔ انہوں نے ہمیں خوب جانچا، پرکھا اور ناپ تول کرنے کے بعد کوئی ہمیں direct حملے کے نشانے کی زد میں لانے کی بات کرتا ہے اور کوئی نعوذ باللہ حرمین شریفین پر حملے کی بات کرتا ہے۔ اس سے بڑی قوم کے لیے کوئی اور گالی نہیں ہوسکتی لیکن مجھے افسوس ہے اپنے ان تمام مسلمان حکمرانوں پر، نہ صرف پاکستان بلکہ پورے چھپن مسلم ممالک کے حکمرانوں پر کہ جنہوں نے اس معاملے پر لب کشائی تک نہیں کی۔ ہم صرف ایک لال مسجد کا ماتم کرنے یہاں بیٹھے ہیں لیکن انہوں نے تو مسجدوں کی ماں اور ام القراء اور گنبد خضراء پر حملے کی بات کی ہے، ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے پتا نہیں کہ ہم کیوں ہر معاملے کو دہشت گردی سے جوڑ دیتے ہیں۔ کسی کی داڑھی لمبی ہو گئی تو وہ دہشت گرد ہے، کسی نے آنکھوں میں کاجل لگایا ہو، مسواک کی ہو، سنت پر عمل کیا ہو، وہ بھی دہشت گرد ہے اور ان کو کھینچ کھینچ کر منی بسوں سے اتارتے ہیں کہ تم تو بڑے دہشت گرد ہو، you are most wanted persons. اس طرح نہیں ہوتا جناب چیئرمین۔ مولوی اسلم صاحب نے ہمارے معاشرے کی بہت زبردست عکاسی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

تجھے اب کس لیے شکوہ ہے بچے گھر نہیں رہتے
جو پتے زرد ہو جائیں' وہ پیڑوں پر نہیں رہتے
تو کیوں بے دخل کرتا ہے مکانوں سے مکینوں کو
وہ دہشت گرد بن جاتے ہیں' جن کے گھر نہیں رہتے
جھکا دے گا تیری گردن کو یہ خیرات کا پتھر
جہاں میں مانگنے والوں کے اونچے سر نہیں رہتے
یقیناً یہ رعایا بادشاہ کو قتل کر دے گی
مسلسل جبر سے اسلم دلوں میں ڈر نہیں رہتے

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ماشاء اللہ بہت شکریہ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! مجھے کہنے کی اجازت دیجیے کہ اس موقع پر میں آپ کو بالکل چھوٹی سی حکایت سنا کر اس کے بعد میں مائیک میاں رضا ربانی صاحب کے حوالے کروں گا اور یقیناً وہ مجھ سے بہتر انداز میں قوم کے جذبات کی صحیح عکاسی کریں گے اور رہنمائی کریں گے لیکن جناب چیئرمین! یہ ایک چھوٹی سی مختصر سی بات ہے' ہمیں اسے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے دل کے بند دروازوں کو کھولنا چاہیے جس میں پتا نہیں کیوں خوف خدا کی بجائے خوف امریکہ بٹھا دیا گیا ہے اور امریکہ بھی اس حد تک کہ ہم امریکہ کا نام لیتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ایک حکایت ہے کہ ایک بچے نے اپنے باپ سے کہا کہ دو بھیڑیے لڑ رہے ہیں۔ اب میں آپ سے ایک سوال کروں گا کہ ان بھیڑیوں میں کون جیتے گا' باپ نے کہا بتاؤ بیٹے؟ بیٹے نے کہا ایک طرف خوف ہے' غصہ ہے' لالچ ہے' حرص ہے' طمع ہے' انتقام ہے' انا ہے اور خود پرستی ہے' یہ ایک بھیڑیا ہے۔ دوسری طرف محبت ہے' امن ہے' سلامتی ہے۔ کس بھڑیے کی جیت ہو گی؟ باپ نے کہا بیٹے جس بھیڑیے کو تم خوراک دے رہے ہو' وہی بھیڑیا جیتے گا۔ آج سوچنے کا مقام ہے کہ ہم کس بھیڑیے کو خوراک دے رہے ہیں' ہمارے حکمران اس درخت کو پانی پلا رہے ہیں جس سے خوف' دہشت' بھوک' افلاس اور انتقام کے پھل نکلیں گے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! میرا ایک بہت ضروری point of order ہے۔ کل، پرسوں اور آج صبح سے مجھے بلوچستان سے فون آ رہے ہیں کہ بلوچستان میں بارہ بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے، رات کو بھی پوری تاریکی ہوتی ہے۔ یہ ظلم ہے، یہاں پنجاب میں بھی سکول وغیرہ بند ہیں، پورے بلوچستان میں schools بند ہیں، ان کی ایجوکیشن برباد ہو رہی ہے۔ سڑکوں پر گاڑیاں کھڑی ہیں، بجلی کی وجہ سے سارے پیٹرول پمپ بند ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر جتنے بھی چھوٹے چھوٹے کاروبار وغیرہ ہیں سب بند پڑے ہیں۔ یہ آنکھ مچولی کا تماشا تقریباً وہاں ایک ماہ سے ہو رہا ہے۔ زمینداروں کو ایک تو سیلاب نے مار دیا اور دوسرے واپڈا نے مار دیا۔ آخر اس بے لگام واپڈا کا کوئی والی وارث ہے یا نہیں ہے؟ اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ پورے بلوچستان کے سکول خالی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Very sad story، منسٹر صاحب نے notice لے لیا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، منسٹر صاحب نے notice لیا ہے یا نہیں لیا ہے، مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے، مجھے پرواہ صرف اس بات کی ہے کہ ہم جو بات یہاں آ کر کرتے ہیں وہ بات کیوں واپڈا کے چیئرمین تک نہیں پہنچتی؟ آپ action لیں اور اس کو بلائیں کہ بھئی یہ واپڈا نے کیا تماشا شروع کیا ہوا ہے۔ یہ ظلم ہے بچوں کی ایجوکیشن برباد ہو رہی ہے، رات کو پورا بلوچستان تاریکی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے، کاروبار بند، گاڑیاں بند، سارے پٹرول پمپ بند، تھوڑی بہت جو وہاں یتیموں کی industries چل رہی تھیں وہ بھی بند، زمینداروں کا بیڑا غرق۔ صبح سے مجھے اتنے فون آ رہے ہیں کہ آج اگر آپ نے آواز نہ اٹھائی تو اچھی بات نہیں ہو گی، آپ ہماری نمائندہ ہو۔ میں آپ سے پرزور اپیل کرتی ہوں کہ آپ سومرو صاحب کو کہیں کہ وہ چیئرمین واپڈا سے بات کریں، ورنہ یہ اچھی بات نہیں ہو گی۔ ایک تو اللہ کی طرف سے پریشانی آتی ہے اور اوپر سے بندوں کی پریشانی ہے۔

Mr. Presiding Officer: It will be done. Thank you.

سینیٹر آغا پری گل، چلیں ٹھیک ہے۔ Thank you چیئرمین صاحب۔

سینیٹر حافظ محمد رشید، جناب چیئرمین! میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واپڈا والوں کو سال میں انعام دیا جاتا ہے کہ آپ نے کتنی بجلی کی بچت کی۔ وہ کیسے بچت کرتے ہیں؟ یہاں دس گھنٹے لوڈشیڈنگ کرو، وہاں دس گھنٹے کرو، وہاں پانچ گھنٹے کرو، اس ظلم کا انعام ان کو دیا جاتا ہے۔ اس انعام کا notice لیا جانے اور یہ بند ہونا چاہیے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! میری بھی ایک گزارش ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بھئی بہت وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، صرف ایک منٹ کے لیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، پری گل آغا آپ کا point بہت valid تھا، بس اب سارا کچھ repetition ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! وہ بھی بلوچستان کے نمائندے ہیں، انہیں بولنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ہر روز بولتے ہیں۔ انشاء اللہ ٹھیک ہو گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ایک اور بہت بڑا مسئلہ جو صرف ہمارے صوبے کے لیے پیدا کیا جا رہا ہے کہ سول ایوی ایشن اتھارٹی نے 30% reduction کے لیے کہا ہے۔ یہ خشک کھبے کے طرف آتا ہے۔ آپ خشک کھبہ نہیں جانتے ہیں۔ جو خشک علاقے ہوتے ہیں، ان پر آتا ہے۔ سول ایوی ایشن اتھارٹی میں 30% reduction کے لیے کہا گیا ہے اور وہ سارا بوجھ چھوٹے صوبوں پر منتقل ہو جائے گا، ہم پر چلا جائے گا۔ ان کا جو ڈائریکٹر جنرل ہے اس کو 6 لاکھ روپے تنخواہ دی جا رہی ہے۔ جو اس سے کم درجے کے افسر ہیں ان کو چار، چار، پانچ لاکھ، تین تین لاکھ روپے تنخواہ دی جا رہی ہے۔ دوسری طرف پیسے بچانے کے نام پر 70% reduction کا کہا ہے، وہ سارے کا سارا بوجھ again بلوچستان پر آ رہا ہے۔ کچھ ان کو کہیں کہ اس پر کچھ کرلیں، آپ نے پیسے بچانے ہی ہیں تو اوپر سے بچائیں، نیچے سے مت بچائیے۔

Mr. Presiding Officer: All crisis are everywhere in the country,

ہمارے شیخوپورہ میں ساری ساری رات لوڈ شیڈنگ رہتی ہے اور آدھے گھنٹے کے بعد دو گھنٹے کی لوڈ شیڈ نگ ہوتی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! آپ کے شیخوپورہ کو بجلی کی ضرورت نہیں ہے، آپ کے شیخوپورہ میں نہر آتی ہے، آپ کے شیخوپورہ میں اللہ نے بارشیں برسائی ہیں، ہمارے والے شیخوپورہ میں بارش ہوتی ہے نہ بجلی آتی ہے نہ کوئی اور چیز آتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سارے ملک میں یہ crisis ہے it should be dealt with carefully

میں کہتا ہوں یہ جائز تکلیف ہے government is taking care of all these things لیکن یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس میں بہت زیادہ پروگرام کی ضرورت ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! یہ مسئلہ حل ہو جائے، آپ Chair پر بیٹھے ہیں، ذرا سخت قسم کے remaks دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے جی جناب میاں رضا ربانی صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس motion کے مطابق جو انہوں نے move کیا ہے اپنے خیالات کے مطابق اس پر تبصرہ کریں۔جی۔ آپ کا نام ادھر list میں نہیں ہے۔بتائیں آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر طاہرہ لطیف، میں بھی کچھ بولنا چاہتی ہوں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، اچھا جی پھر بولیں۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، Thank you Mr. Chairman دہشت گردوں کا کوئی مذہب یا ملک نہیں ہوتا اگر ہم پچھلی تاریخ کھول کر دیکھیں تو پتا چلے گا کہ دہشت گردی بہت عرصہ سے ہو رہی ہے، مگر اس کا کوئی سدباب نہیں ہوا۔ اب جبکہ ملک ترقی کی منزلوں پر رواں دواں ہے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ ملک دشمنوں کو بھا نہیں رہا، عوام نے ہمیں احتجاج اور سیاست چمکانے کے لیے ایوانوں میں نہیں بھیجا بلکہ ہمیں اچھے کام کرنے یعنی ان کی بھلائی، فلاح اور تعمیرو ترقی کے کام کرنے کے لیے منتخب کیا ہے۔ ملک کی آبادی بڑھ رہی ہے، ہمارے سامنے بہت سے مسائل ہیں اور وسائل کم ہیں، ہمیں محنت سے کام کرنا ہے تاکہ اور وسائل پیدا کیے جائیں، اگر

ہم دہشت گردی جیسے معاملات میں الجھے رہے تو ترقی کی رفتار متاثر ہوگی اور law and order کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ میں ایک چیز واضح کرنا چاہتی ہوں کہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کو control کرنے کے لیے سوچ بچار کی ضرورت ہے ۔ Law and order کو بہتر کرنا بحیثیت قوم ۔ بحیثیت معاشرہ ' بحیثیت افراد ہر ایک کی یہ ذمہ داری ہے' اگر ہم پچھلی تاریخ پر نظر ڈالیں جب ہندوستان میں گورا صاحب حکومت کرتا تھا تو شاید ہی کوئی جرم ہوتا ہو۔ اگر کوئی واردات ہو جاتی تھی تو مجرموں کو سخت سزا ملتی تھی۔ اگر ہم بحیثیت قوم یہ تہیہ کرلیں کہ جو کوئی بھی مجرم کسی غلط کام کا ارتکاب کرے اس کو بغیر کسی رو رعایت کے کوئی سزا دی جائے' اس میں ہمارے سیاستدانوں ' وڈیرہ شاہی' بڑے بڑے صنعتکاروں کو پورا پورا تعاون کرنا ہوگا۔ حکومت کی پانچ نکاتی حکمت عملی قابل ستائش ہے اور اسے موجودہ حالات میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ٹھوس حل بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس میں نمبر ایک اعتماد کی بحالی۔ نمبر دو۔ الزام تراشیاں بند کرنا اور نمبر تین ہے' سرحد پار مشکوک لوگوں کی نقل و حمل کو روکنا۔ نمبر چار۔ افغان مہاجرین کو واپس بھیجنا اور نمبر پانچ۔ دہشت گردوں اور منشیات فروشوں کا گٹھ جوڑ ختم کرنا۔ ان سب اقدامات کے لیے مشترکہ حکمت عملی اپنانے سے ہی ممکن ہے کہ دہشت گردی ختم ہوجائے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، درست ہے۔بہت شکریہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، میری تمام اپوزیشن سے گزارش ہے کہ اپنی agitation ختم کریں اور positive کاموں پر اپنی توجہ لگائیں۔ الیکشن سر پر ہیں ' الیکشن کی تیاری کریں کیونکہ ان کے لیے بھی یہ بہت بہتر ہے میں آپ لوگوں سے التجا کرتی ہوں ' التماس کرتی ہوں کہ بھائیو آپ اپنی energy اسی طرح ضائع کرنے کی بجائے اس کو اچھے اچھے کاموں پر لگائیں اور اپنے حلقوں میں جا کر الیکشن کی تیاری کریں۔میں ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی ذرخیز ہے ساقی

شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، ماشاء اللہ۔ جناب میاں صاحب۔

409

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب چیئرمین! میں آپ کا نہایت شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا اور میں اپوزیشن اور حکومت کے چند ممبران جنہوں نے ان بحث میں حصہ لیا ان کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس کھلے دل سے اور جس سنجیدگی سے موجودہ law and order situation کے بارے میں اظہار خیال کیا وہ یقیناً سینیٹ کی اعلیٰ روایات کے مطابق ہیں لیکن جہاں پر ہم نے یہ بات دیکھی ہے کہ سینیٹ کے ممبران چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا حکومت سے وہ سینیٹ کی روایات کو برقرار رکھنے کی ہرممکن کوشش کرتے ہیں ، اس کے برعکس ہم نے یہ دیکھا ہے کہ کابینہ کے ممبران ہرممکن کوشش کرتے ہیں کہ اس اچھی روایت کو جو پارلیمان کی روایت ہے جو اس سینیٹ کی روایت ہے اور جو قوانین سینیٹ کو چلاتے ہیں ان کی ضرورت ہے ، ان قوانین اور ان روایات کو توڑا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میرا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آج اگر اس ملک میں کوئی چیز No.1 priority پر ہے تو وہ ملک کے اندر امن و امان کی صورت حال ہے اور سینیٹ وفاق کی علامت ہے اور جب سینیٹ کے اندر ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محترمہ! ذرا ان کی بات سن لیں۔ شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، اور جب سینیٹ کے اندر وفاق کے بارے میں بات ہو رہی ہو کہ کس طرح حکومت مکمل طور پر اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام ہو رہی ہے تو یہ قانون کا اور rules کا تقاضا تھا کہ Minister for Interior یہاں پر موجود ہوتے لیکن افسوس کہ ساری debate کے اندر وزیر داخلہ یہاں پر شاید ایک second کے لیے آئے لیکن انہوں نے اس بات کی زحمت نہیں کی کہ وہ یہاں پر بیٹھ کر یہاں کے ممبروں کے خیالات سنیں۔

جناب چیئرمین! ابھی بھی اپوزیشن کے ممبران نے ، حکومتی ارکان نے گفتگو کی اور میں اس debate کو wind up کر رہا ہوں لیکن اگر اس bench کو آپ دیکھ لیں تو نہ صرف یہ bench وزراء کے خالی ہیں ماسوائے ایک کے لیکن متعلقہ وزیر winding up کے دوران بھی اس ایوان کے اندر موجود نہیں ہے۔ وسیم سجاد گئے ہوئے ہیں شاید وہ یہ اشتہار دینے گئے ہیں کہ

اس ایوان میں واپس آ جاؤ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اگر وہ اس ایوان میں واپس تشریف لے بھی آتے ہیں تو یقیناً ان کی تقریر وہی چربہ ہوگی جو انہوں نے قومی اسمبلی میں کی۔ جناب چیئرمین! تو پھر اس ایوان کی وقعت کیا ہے؟ صبح جو اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا اور چیئرمین صاحب نے اس کو برا منایا۔ کیا یہی وقعت اس ہاؤس کی ہے؟ کہ متعلقہ وزیر دو دن، تین دن اس ہاؤس میں بحث چلے، اپوزیشن اور حکومتی ممبران تقریریں کریں لیکن متعلقہ وزیر یہاں پر موجود نہ ہو۔ Debate wind up ہو رہی ہو اور Leader of the House بے چارا مارا مارا پھرتا ہو لیکن وزیر اس کے ہاتھ نہ آئے۔ لیکن ہم ریکارڈ کے لئے، اصولی طور پر تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس رویے کے خلاف مجھے wind-up نہیں کرنا چاہیے تھا اور پوری کی پوری اپوزیشن کو ایوان سے نکل جانا چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ یہ مسئلہ اتنا حساس ہے، چونکہ یہ مسئلہ اتنا سنگین ہے، اور چونکہ یہ مسئلہ اس موجودہ حکومت کی بدنیتی کی وجہ سے معرض وجود میں آیا ہے۔ لہٰذا ریکارڈ کو درست رکھنے کے لئے یہ لازم ہوگیا ہے کہ میں اس کو wind-up کروں۔ میں یہاں پر بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں، پہلے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر متعلقہ وزیر نہ ہوا winding up کے لئے تو پھر حکومت کی طرف سے wind up اور کوئی نہیں کرے گا۔---

(مداخلت)

ا سینیٹر میاں رضا ربانی، ٹھیک ہے We will go out آپ quorum maintain کرکے wind up کرلیں۔ I am making this abandantly clear

جناب چیئرمین! جو آج کی preposition ہے اس کو اگر ہم اٹھا کر دیکھیں۔ Law and order کے اوپر بحث میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ موزوں ہوتا اگر اس کو ہم کہتے no law and no order آئیے جناب چیئرمین، پہلے no law کی طرف چلتے ہیں۔ ویسے تو اگر آپ آئین اور قانون کو اٹھا کر دیکھیں اور آج صبح کی proceedings اٹھا کر دیکھیں، آئین اور قانون کی تو دھجیاں یہ حکومت اڑاتی چلی آئی ہے۔ لیکن چند ایسی موٹی موٹی آئینی مثالیں ہیں no law کی جن کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

No.1 Article 160 of the Constituion اتنے سال گزر گئے، جنرل مشرف کو

برسراقتدار آئے ہوئے ، پانچ سال ہوئے اس حکومت کو برسراقتدار آئے ہوئے ، NFC Award آج دن تک نہیں آیا۔ کسی چیف منسٹر کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ چیف منسٹر یہ کہے کہ ہم نے تمام تر اپنے اختیارات جنرل مشرف کو دے دیے ہیں ، اور کوئی President جو ہے وہ award announce نہیں کرسکتا ماسوائے وہ جو اس کو کمیشن نے دیا ہو۔ لہٰذا جو بجٹ دیا گیا وہ بجٹ غیر آئینی تھا۔

نمبر ۲۔ جناب چیئرمین ! Article 155 of the Constitution پہلے تو Council of Common Interests بنی نہیں ۔ سپریم کورٹ کے کہنے پر بنی ۔ پانی کے متعلق جو دو کمیٹیاں جنرل مشرف نے بنائیں۔ دونوں کی دونوں غیر آئینی اور غیر قانونی کمیٹیاں ہیں۔ کیونکہ جب تک پانی کا مسئلہ CCI میں نہیں اٹھے گا کوئی غیر کمیٹی اس بات کی مجاز نہیں ہے ۔

نمبر ۳ ۔ جناب چیئرمین ! Article 100 of the Constitution, appointment of the Attorney General ایک ایسے شخص کو اٹارنی جنرل appoint کیا گیا جو Article 100 کی ambit کے اندر یا Article 100 کی جو qualifications ہیں ان qualifications کو meet نہیں کرتا۔

نمبر ۴۔ جناب چیئرمین! Article-56 Sub-Clause 3 کے تحت جنرل مشرف has failed to address the joint sittings of the Parliament for the last 4 years.

لہٰذا، قانونی طور پر پارلیمانی سال شروع ہی نہیں ہوا۔ نمبر ۵، جناب چیئرمین!

Article 157 of Constitution is being violated in terms of the electric profits.

اور جو arbitral award final کیا گیا ہے اس کی بھی implementation ابھی تک وفاقی حکومت نہیں کر رہی ہے۔ Article 158 of the Constitution جس کا تعلق well-head prices اور گیس کے ساتھ ہے اور اس کے profits کے ساتھ ہے وہ آج دن تک مسلسل violate ہو رہا ہے۔

نمبر ۶ ، جناب چیئرمین ! Article 244 of the Constitution read with the Third Schedule, the oath of Armed Forces Officer that I will not take part

اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی جنرل مشرف آئے دن کر رہے ہیں in political activities. and continues to do that.

نمبر ۸، جناب چیئرمین ! Article 48, President to act on the advice of the Cabinet is being flouted day in and day out اور کابینہ کو اہم فیصلوں کے بارے میں time ہی نہیں ہوتا۔ نمبر ۹، جناب چیئرمین ! Article 63 (1) (d) کو circumvent کیا گیا subordinate legislation کے ذریعے office of profit کے تعلق سے اور آخر میں نمبر ۱۰، جناب چیئرمین ! 6th Schedule کے تحت وہ items جو exclusively Provincial Assemblies کے ambit کے اندر تھے ان کو 6th Schedule میں ڈالا گیا تاکہ ان کے اوپر Provincial Assemblies legislation اس وقت تک نہ کر سکیں جب تک صدر کی یا اسلام آباد کی اجازت نہ ہو۔ لہٰذا، صوبائی اسمبلیوں کے کام کے اوپر قدغن لگائی گئی۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد اب میں آپ کو بڑی جلدی، کیونکہ مجھے علم ہے کہ وقت کافی گزر چکا ہے، میں آپ کو بڑی جلدی دوسری proposition کی طرف لے کر چلتا ہوں۔ اور دوسری proposition ہے no order اور no order کے بارے میں، میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس وقت کیا کریں جب state itself patronizes force and follows a policy of force and there is state terrorism which is perpetuated? اور جب میں state terrorism کی بات کرتا ہوں جناب چیئرمین! تو سب سے پہلے مجھے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ سب سے پہلے state terrorism اور courts کا جہاں پر استعمال ہوتا ہے وہ Army action in Balochistan ہے۔ آج دن تک Army action in Balochistan چل رہا ہے۔ نمبر ۲، murder of Nawab Akber Khan Bugti ہے۔ نمبر ۳، operation against civilians in FATA and Wana ہے۔ نمبر ۴، جناب چیئرمین ! violence on lawyers in Lahore and other places. اور نمبر ۵، جناب چیئرمین ! mass killings in Karachi ۱۲ مئی کو جو کراچی کے اندر ہوا اور پھر جنرل مشرف کراچی جا کر یہ بات کہتا ہے کہ جناب ان killings کے بارے میں کسی قسم کی انکوائری کی ہمیں ضرورت نہیں ہے اور ہم نے اپنی طاقت دکھائی ہے۔ جب ریاست اپنی طاقت اس انداز میں عوام کے نہتے لوگوں کو سڑکوں کے

اوپر گولیوں کا نشانہ بنا کر دکھا رہی ہو تو پھر کہاں سے آرڈر آئے گا؟ جناب چیئرمین! چھٹا ہے اور وہ کیا افسوس ناک اور شرمناک بات ہے کہ جب ریاست خود kidnapping کے جرم میں ملوث ہو missing persons کے سلسلے میں جس طرح ریاستی ادارے لوگوں کو رات کی تاریکی کے اندر اٹھا کر نامعلوم جگہوں پر لے جاتے ہیں اور سالہا سال تک ان کے لواحقین کو ان کے بارے میں پتا نہیں چلتا اور ریاست پھر court میں جا کر یہ بات کہتی ہے کہ جناب! یہ ادارے ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہیں؛ ہمارا صرف ان کے اوپر administrative control ہے تو جہاں پر state within the state ہو جناب چیئرمین! وہاں کونسا آرڈر ممکن ہو سکتا ہے؛ ساتواں جناب چیئرمین! جس طریقے سے پاکستان کے چیف جسٹس کے اوپر ایک attack کیا جائے، جس طریقے سے ریاست کی پولیس اس کے بال نوچ کر اس کو گاڑی میں بٹھانے کی کوشش کر رہی ہو تو جہاں پر respect of the judiciary اس طرح کی جائے تو وہاں پر جناب چیئرمین! کیسا law and order ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد آٹھویں نمبر پر یہ بات آتی ہے کہ کس طرح victimization کے طور پر سیاسی کارکنوں کو arrest کیا جاتا ہے؛ ان کو جیلوں میں ڈالا جاتا ہے کیوں کہ ان کے نظریات آپ کی سوچ سے مختلف ہیں۔ بلوچستان کے سینکڑوں نوجوانوں کو political victimization کے طور پر رکھا گیا ہے۔ اختر مینگل کے ساتھ جو طریقہ کار اپنایا گیا کہ اس کو ایک پنجرے کے اندر لا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں پر ایسی صورت حال موجود ہو وہاں پر کون سا order ہو سکتا ہے؛ اور آخر میں جناب چیئرمین! لال مسجد کے اندر جو ہوا میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک نہایت ہی افسوس ناک واقعہ ہے۔ وہاں جو مقیم تھے ان کے طریقہ کار سے ہو سکتا ہے میں اختلاف کرتا ہوں لیکن جس طریق کار سے وہاں پر operation کو carry out کیا گیا، جس طریق کار سے وہاں پر لوگوں کی جانوں کا ضیاع ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک نہایت ہی condemnable چیز ہے لیکن جناب چیئرمین! یہ بات یہاں پر ہی ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر ہمیں اس بات کی تہہ تک پہنچنا ہے، اگر ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ یہ واقعات کیوں رونما ہوئے اور کس طرح رونما ہوئے اور آئندہ ایسے واقعات پھر رونما نہ ہوں تو پھر میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم تھوڑی سی soul searching کریں اور اگر ہم soul searching نہیں کریں گے، اگر ہم ان حالات اور واقعات پر نظر نہیں ڈالیں گے تو میں سمجھتا

ہوں کہ وہ واقعات دوبارہ ہمارے سامنے آئیں گے۔ پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر کے اندر 13 سوالات کی نشان دہی کی۔ اگر آپ مجھے پڑھنے کی اجازت دیں تو میں چند سوالات جو میری طرف سے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ضروری ہیں اور ان کا بھی جواب حکومت کی طرف سے آنا چاہیے اور اگر حکومت نہیں تو سپریم کورٹ نے اس matter کا notice لیا ہوا ہے جب تک ان combined سوالات کے جوابات نہیں ڈھونڈے جائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ ہم مقصد یا نتیجے پر نہیں پہنچیں گے۔

1. Which President of Pakistan in the late 70s gave patronage to Maulana Abdullah and for what reasons?

2. Who allowed the establishment of *Jamia Fridia* in sector E- 7, Islamabad?

3. Which Minister managed the release of Maulana Abdul Rashid Ghazi in 2004 when he was arrested?

4. Which were the steps that the regime took during the past couple of years more so in the last 6 months to contain the activities in *Lal Masjid* and *Jamia Hafsa* particularly in the light of its past history affilliations, activities and *fatwas* issued from time to time?

5. What was the immediate provocation that prompted the regime to deploy security forces around the *Masjid* on the next day of the observations made by the Supreme Court of Pakistan and the eve of the APC called by the Opposition?

6. What were the reasons for the regime to wait for over six months before taking any action?

7. What was the reason that trained negotiators available to the state were not used during the dialogue with the inhabitants of *Lal*

Masjid?

8. What was the reason that a structured dialogue was not followed by the *Ulema* and the regime with the inhabitants of the Masjid as this resulted in confusion?

9. What was the reason that the final agreement was changed and who changed that agreement?

10. What was the total number of women and children in the *Jamia?* How many women and children surrendered to the authority? How many of these women and children have been handed over to their parents or relatives? How many women and children are injured and in which hospitals were they taken? How many women and children were killed in the operation and where are they burried? What is the fate of dozens of orphan students brought from Azad Kashmir who were in the *Masjid* or the *Jamia*.

No. 11. Mr. Chairman! what is the reason that there is a contradiction in the casualty figures given by the military spokesman, the police and the officials of the local administration?

No. 12. What was the reason that the regime was unable to prevent the stock pilling of huge quantities as alleged of arms and amunition in the *Masjid* and *Jamia* as claimed by the administration?

No. 13. What was the reason that prevented the regime from stopping the gathering of the so-called militants in the *Masjid?*

Next, how many foreign militants were in the *masjid* and what were their nationalities Next, is the regime carrying out an enquiry into

the affair where photos of a Pakistani had been shown to be that of a foreign militant and then his family

انہوں نے آے ٹی وی پر کہا کہ یہ جو تصاویر آپ نے دکھائی ہیں یہ تو پاکستانی بچہ تھا۔

No. 14. What was the reason for keeping the media in the dark during the operation? No. 15, how does the regime reconcile the intensity of the operation as portrayed by the shattered mercenary and blackend interior to the number of official casualties and No. 16, will it be correct to assume that there was a total intelligence failure in the matter of *Lal Masjid* and *Jamia Hafsa*.

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج ملک کے اندر کیا صورت حال ہے۔ آج ملک کے اندر جو صورت حال ہے اس میں پولیس سٹیشن رات کے بعد اپنے دروازے بند کر دیتے ہیں اور انہوں نے اپنی چھتوں کے اوپر اپنی چوکیاں بنالی ہیں۔ آج جو صورت حال ہے اس میں

security forces are themselves under attack. Suicide bombings are the order of the day. Targetted killings, sectarian killings, kidnapping for ransom, mobile phone snatching, rape and gang rape, *bhatta* and extortions and street crimes have increased manifold.

اب جناب چیئرمین! دیکھنا یہ ہے کہ یہ تمام باتیں تو ہم نے کیں لیکن ان کی بنیادی طور پر وجوہات کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان وجوہات میں پہلی تو یہ ہے کہ

we have terrorism related to the Waziristan and FATA policy. No. 2, we have street crimes which are related to the economic policies of the regime. Then we have incidence related to the Balochistan army action. Then we have violence against women and then we have the disappearances by the state.

Mr. Chairman! now very quickly as to what are the basic causes? According to me the basic causes are, Mr. Chairman, (a) a complete break down of all systems of the state. No.2, subordination of all institutions to an individual. No.3, the state using force as an instrument of policy, No.4, state terrorism against its own citizens. No.5, coverted support to militant groups by the state. No.6, policy in FATA and Waziristan. No.7, economic policies of the regime which have resulted in a gap between the haves and the have-nots, retrenchment and unemployment, rising prices of food items and rising rates of basic utilities. This has forced the common man out on to the street and that is why your street crime is on the increase.

لیکن یہ سب کہنے کے بعد جناب چیئرمین! آخر میں، میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اور مجھے اس بات کا شبہ ہے۔ جس طریقے سے نیشنل اسمبلی میں بھی debate allow کی گئی اور جس طریقے سے سینیٹ میں بھی اتنی لمبی چوڑی debate کو allow کیا گیا، مجھے اس بات کا شبہ ہے کہ ان دونوں Houses کی proceedings شاید کسی stage پر استعمال نہ کی جائیں۔ لہٰذا میں اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن نے جتنی بھی تقاریر دونوں Houses میں کی ہیں، ان کا ہرگز یہ رخ یا مقصد نہیں ہے کہ کسی قسم کی کوئی justification اس ملک میں emergency کی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں

that there is no justification of imposing the emergency under any circumstances in this country. Why? For the simple reason, Mr Chairman,

ہم سمجھتے ہیں کہ ان تمام برائیوں اور اس تمام law and order کی جڑ موجودہ حکومت اور اس کی policies ہیں اور اگر emergency کی imposition کے ذریعے سے موجودہ حکومت نے اپنے اقتدار کو طول دینے کی کوشش کی تو یہ موجودہ law and order کی situation بد سے بدتر

ہوتی چلی جائے گی۔ کیونکہ درحقیقت اس law and order کی situation کے پیچھے اس حکومت کا برسر اقتدار رہنا ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہو گا جناب چیئرمین! جب حکومت کی writ مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے۔ اسلام آباد میں حکومت کی writ نہیں رہی۔ وزیر اعظم پاکستان کے جھنڈے کی توہین کرتے ہیں، جب وہ جا کر چھت تلے اس جھنڈے کو لہراتے ہیں اور ان میں یہ ہمت نہیں ہوتی کہ پارلیمنٹ کے باہر آ کر روایت کو برقرار رکھیں اور چودہ اگست وہاں پر منائیں۔ جب حکومت کی writ اس حد تک ختم ہو جائے تو پھر مناسب یہی ہوتا ہے کہ وہ حکومت مستعفی ہو۔ اس حکومت کو فوری طور پر مستعفی ہونا چاہیے اور ایک government of national consensus کو فوری معرض وجود میں آنا چاہیے۔ جو اس ملک میں آئین کے مطابق نوے دن میں انتخابات کروائے اور اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کو، کوئی بھی جماعت جیتے، عوام کے منتخب نمائندوں کو منتقل کرے۔جناب چیئرمین! میں آخر میں آپ کا نہایت شکرگزار ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ جناب طارق عظیم صاحب۔ Be brief, please.

سینیٹر طارق عظیم خان (وزیر مملکت برائے اطلاعات و نشریات): شکریہ چیئرمین صاحب! میں بہت مختصراً دو چار issues پر روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ کیونکہ ایک دو مرتبہ میرے معزز دوستوں نے اس میں میرے نام کا ذکر کیا۔ چونکہ اس رات میں وہاں پر موجود تھا جس رات یہ مذاکرات ہو رہے تھے۔ میں چاہوں گا کہ اپنی یادداشت کے مطابق چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

سب سے پہلے تو یہ بات ہے۔ لال مسجد کے بارے میں سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس میں ہمارے اپنے پاکستانی اور ہمارے اپنے بھائی جاں بحق ہوئے۔ اس ایوان بالا کے تمام ممبران کو مجھے پتا ہے کہ اس کا شدید رنج و غم ہے اور جتنا اس side پر ہے، اتنا اس side پر ہم لوگوں کو بھی افسوس ہے اور میرا یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ یہ رنج ہم سب share کرتے ہیں۔ کیوں ہوا؟ یہ تو ایک لمبی بحث ہے۔ اس پہ وزیر داخلہ صاحب بھی روشنی ڈالیں گے اور میرے خیال میں یہ ایک debate ہے جو کافی عرصہ چلتی رہے۔ میں ایک دو چیزوں کے بارے

میں، میں بات کرنا مناسب سمجھوں گا۔ ایک تو یہ کہ بارہا کہا گیا کہ یہاں پر ایک معاہدہ تھا ' ایک agreement تھا' جو ہو چکا تھا اور اس کے بعد فرد واحد کی بات کی گئی کہ ہم وہاں سے ایوان صدر گئے اور وہاں پر جا کر وہ change کر دیا گیا۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو بات یہ ہے کہ کوئی معاہدہ نہیں تھا۔ میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا ۔ علمائے کرام جو ہمارے ساتھ اس کمرے میں موجود تھے انہوں نے کچھ تجاویز دیں۔ ان تجاویز کو مولانا راشدی صاحب نے بیٹھ کر، میں بھی ان کے ساتھ موجود تھا' ہم نے تحریر ضرور کیا' یہ وہ تجاویز تھیں جو کہ انہوں اپنے ان مذاکرات اور اپنی اس گفتگو کی بنا پر جو وہ پہلے غازی صاحب سے کر چکے تھے ' جو proposals غازی صاحب کی طرف سے آئی تھیں' ان proposals کی بنا پر ہم سے جو انہوں نے بات چیت کی اس کو ہم نے تحریر کیا اور اس تحریر کو خود انہوں نے' دس تاریخ کو جو انہوں نے، علمائےکرام نے ایک press release جاری کی' اس کو بھی انہوں نے کہ اس کو ہم نے فارمولے کی شکل میں تحریر کیا ہے یعنی کہ یہ تو آپ بھی بخوبی سمجھتے ہوں گے' اس ایوان بالا کے سارے ممبران بھی سمجھتے ہیں کہ ایک proposal ' ایک فارمولے اور agreement یا معاہدے میںکتنا فرق ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میں کچھ ایسی چیزیں تھیں جن کے بارے میں یہ ضروری تھا کہ ان کے متعلق وزیر اعظم سے مشورہ کیا جاتا۔ یہ جو بات میں نے کی اور جو مذاکرات کی میں نے بات کی' ان مذاکرات کے تین پہلو تھے۔ بات بڑی simple تھی کہ ایک بات جو تھی وہ مسجد حفصہ اور لال مسجد کے بارے میں ایک point تھا۔ دوسرا point جو تھا وہ خود غازی صاحب کی ذات کے بارے میں تھا۔ تیسرا point جو تھا وہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے اندر جو لوگ موجود تھے ان کے بارے میں تھا یعنی کہ جو تین نکات تھے ان کے بارے میں ہماری ان سے بات ہو رہی تھی۔ پہلے point پر ہمیں یہ کہا گیا' جو انہوں نے ہمیں لکھ کر دیا' proposal جو بنایا جس کو فارمولہ کہا جاتا ہے اس فارمولے میں انہوں نے لکھا کہ جامعہ حفصہ اور اور جامعہ فریدیہ کے جو انتظامی امور ہیں وہ وفاق المدارس کے حوالے کیے جائیں گے۔ یہ ہم نے لکھا اور اس کو جب ہم وزیر اعظم صاحب کے پاس لے کر گئے تو وزیر اعظم صاحب نے quite rightly یہ point out کیا کہ دیکھیں ابھی اس میں جامعہ فریدیہ کو نہ ڈالیں۔ اس وقت جو ہمیں problem آ رہا ہے ' جو issue ہے وہ جامعہ حفصہ کا ہے۔ اگر آپ جامعہ فریدیہ کو اس میں ڈالتے ہیں یا کسی دوسرے

مدرسے کو اس میں ڈالتے ہیں تو ان کے اپنے کوئی issues ہوں، اپنی اور کوئی problems ہوں گی تو اس کو نہ ڈالیں، اس معاملے کو ذرا صاف رکھیں تاکہ اس کا معاملہ حل ہو جائے بعد میں ہم بھی یہیں ہیں، وفاق المدارس کے علمائے کرام بھی ہیں، بعد میں کسی اور مدرسے کے بارے میں بھی اگر کوئی issue ہے تو اس کو حل کر سکتے ہیں تو اس میں سے ہم نے جامعہ فریدیہ کا جو لفظ تھا، وہ نکال دیا۔

دوسرا issue غازی صاحب کی ذات کے بارے میں تھا، بالکل ٹھیک تھا جیسے مجھے میرے بھائی پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ایک document دیا ہے جو کہ ہمارے بہت ہی محترم اسلامی سکالر جناب رفیع عثمانی صاحب نے لکھا، انہوں نے بڑا ٹھیک لکھا۔ اس میں ہماری ایک understanding ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے علمائے کرام مذاکرات کے علاوہ وزیر اعظم صاحب سے ملاقات بھی کر چکے تھے اور ایک understanding ہو چکی تھی کہ ٹھیک ہے قانون تو اپنی جگہ کارروائی کرتا رہے گا لیکن مولانا غازی صاحب جو ہیں ان کو ہم arrest نہیں کریں گے، گرفتار نہیں کریں گے تو یہ ایک general agreement تھا، understanding تھی۔ غازی صاحب نے مذاکرات کے دوران کبھی کہا کہ وہ خود ڈیرہ غازی خان اپنے گاؤں جانا چاہتے ہیں، پھر اس کے بعد انہوں نے کہا کہ نہیں اس کی بجائے وہ اسلام آباد میں رہنا پسند کریں گے اور یہاں رہ کر بقول ان کے وہ اپنا کیس قانونی طور پر fight کریں گے۔ بہرحال اس کے بعد جو ہم نے لکھا ہم نے اس میں یہ لکھا کہ غازی عبدالرشید کو حفاظتی انتظامات کے پیش نظر اپنی فیملی کے ہمراہ گھر میں رکھا جائے گا۔ جب ہم واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ گھر میں رکھنے کی بجائے اس میں "ان" کے گھر میں add کر دیں جو add کر دیا گیا۔

ایک اور چیز میں کہتا چلوں، ایک نئی development ہوئی جو اسی وقت ہوئی جس کا ہمیں علم نہیں تھا۔ اس شام کو تقریباً پانچ بجے، exact time کا ہمیں نہیں پتا کیونکہ میں تو مذاکرات میں تھا کہ سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ دیا اور وہاں پر انہوں نے جو ایک local sessions judge تھے ان کو وہاں بھیج دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ آپ وہاں جا کر announce کریں کہ غازی صاحب بجائے اپنے آپ کو کسی انتظامیہ یا کسی law enforcing agency کے حوالے کرنے کے آپ سیشن جج کے حوالے کریں۔ لہذا سیشن جج صاحب نیچے

آئے اس وقت ہم اوپر بیٹھے کمرے میں مذاکرات کر رہے تھے تو سیشن جج صاحب نے میگا فون پر announce کیا کہ غازی صاحب اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیں اور یہ سپریم کورٹ کا order. بلکہ جب یہ اعلان نیچے ہو رہا تھا تو علمائے کرام نے ہم سے کہا کہ یہ کیا زیادتی ہے؟ ایک طرف تو آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کر رہے ہیں اور نیچے کون سی announcement کر رہے ہیں؟ یہ تو بڑی غلط بات ہے۔ اس کو رکوائیے۔ بہرحال ہم نے ان سے کہا کہ جی آپ اس کو یہاں روکیے کیونکہ ہمارے مذاکرات ہو رہے ہیں اس سے مذاکرات پر اثر پڑے گا۔ لیکن کیونکہ سپریم کورٹ کی ایک direction آ چکی تھی تو ہم نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بھی ایسا کام کریں جس سے سپریم کورٹ کے order کی خلاف ورزی ہو۔ لہٰذا اس کے بعد ہم نے ایک لفظ یہ لکھ دیا کہ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہوگی۔ یہ اس سپریم کورٹ کی direction کے نتیجے میں ہم نے اس میں add کیا۔

تیسرا جو تھا اس میں یہ تھا کہ جو طلبا اور دوسرے لوگ جو جامعہ حفصہ کے اندر موجود تھے، اس سے پہلے جو بات چیت چل رہی تھی اس میں understanding یہ تھی کہ جو بھی لوگ وہاں پر موجود ہیں، جن پر کوئی case نہیں ہے یا جو بالکل معصوم تھے یا کوئی آدمی نماز پڑھنے گیا تھا وہاں پر اور اندر محصور ہو کر رہ گیا ہے، اس کے خلاف obviously کوئی کارروائی نہیں ہوگی لیکن جو لوگ wanted ہیں، جن لوگوں کے خلاف کوئی FIR کٹی ہوئی ہے، جن کے خلاف کوئی cases ہیں، ان کے خلاف تو کارروائی ہوگی۔ غازی صاحب نے اس چیز سے agree کیا ہوا تھا۔ لہٰذا ہم نے بھی exactly وہی چیز لکھی اور میں آپ کو دوبارہ پڑھ کر بتا دیتا ہوں تاکہ میرے بھائی سن لیں کہ جامعہ حفصہ کے طلبا و طالبات اور لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں موجود تمام افراد غازی عبدالرشید کے ساتھ باہر آئیں گے۔ بچوں اور طالبات کو حکومت اور وفاق المدارس کے نمائندوں پر مشتمل کمیٹی کی سرپرستی میں محفوظ مقام پر منتقل کرکے ان کی اور ان کے اہل خاندان کی مرضی کے مطابق جہاں وہ چاہیں ان کو پہنچا دیا جائے گا جبکہ طلبا اور دیگر افراد کو محفوظ مقام پر منتقل کرنے کے بعد ان کے معاملات کی inquiry کی جائے گی۔ جو افراد کسی case میں مطلوب نہیں انہیں بحفاظت ان کے گھروں یا جہاں بھی وہ جانا چاہیں گے بھجوا دیا جائے گا۔ یہ ایک clause اس میں تھی۔ دوسری clause میں نے پہلے پڑھ دی تھی۔

جامعہ حفصہ کے بارے میں، یہاں پر آ کر ہمارے اختلافات ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ فریدیہ کو اس میں سے کیوں نکالا گیا ہے۔ جامعہ فریدیہ کے بارے میں ہم تو ان کو surety دے چکے ہیں کہ یہ جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ دونوں کا معاملہ ہم اکھٹا طے کریں گے۔ ہم نے ان سے کہا کہ وزیر اعظم صاحب کا point of view یہ ہے کہ چونکہ اس وقت جامعہ فریدیہ کا مسئلہ نہیں ہے تو اگر آپ اس کو اس میں سے نکال دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ہم اس چیز کو settle کرنا چاہتے ہیں لیکن اس پر ہمارے اختلافات ہوئے۔

دوسری جو بات ہوئی وہ یہ کہ جب ہم نے کہا کہ ان لوگوں کے بارے میں inquiry کی جائے گی تو غازی صاحب نے کہا کہ inquiry علمائے کرام کریں گے اور کوئی دوسری ایجنسی وغیرہ ان کے ساتھ inquiry نہیں کرے گی۔ جس پر انہیں بتایا گیا کہ دیکھیں علمائے کرام بیٹھ سکتے ہیں inquiry میں، ٹھیک ہے تاکہ دیکھ سکیں کہ impartial اور پورے طریقے سے transparent طریقے سے inquiry کی جا سکے لیکن علمائے کرام کے پاس کسی قسم کی نہ تو کوئی expertise ہے، نہ ان کے پاس کوئی knowledge, نہ ان کے پاس کوئی past record ہوگا کہ کسی کے خلاف وہ inquiry کر سکیں۔ یہ ان سے بات ہوئی لیکن اس کے بعد تقریباً دو یا ڈھائی بجے تھے صبح کے اس وقت علمائے کرام وہاں سے تشریف لے گئے۔ Basically, جو ہمارا point of view تھا جس سے disagreement تھا وہ تھا جامعہ فریدیہ کا۔ وہ چاہتے تھے جامعہ فریدیہ اور جامعہ حفصہ دونوں کو اپنے control میں لیا جائے جس کے بارے میں ہم agreed نہیں تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس کے بارے میں محکمہ اوقاف، وفاق المدارس اور حکومت کے دوسرے ادارے جیسے، آپ کو بخوبی علم ہے چیئرمین صاحب! کہ وہاں پر جو مسجد تھی وہ محکمہ اوقاف کی تھی اور جہاں پر جامعہ حفصہ بنا ہوا تھا وہ جگہ originally Ministry of Education کی تھی، ان سے بھی مذاکرات ضروری تھے۔ اس میں CDA بھی آتا تھا اور دوسرے حکومتی ادارے بھی آتے تھے۔ ہم نے کہا کہ دوسری حکومتی اداروں کے باہمی مشورے کے ساتھ اس کو حل کریں گی لیکن وہ اس بات پر بضد تھے کہ اس میں جامعہ فریدیہ کو بھی شامل کیا جائے جو ہم نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ہم اس کو complicate نہیں کرنا چاہتے تھے۔ بہرحال اس پر dis- agreement ہوا انہوں نے کہا کہ چونکہ ہم اپنا word دے چکے ہیں اس لیے آپ مولانا فضل

الرحمٰن خلیل صاحب یہاں پر موجود ہیں یہ آپ کے ساتھ مذاکرات کریں گے جو ان کے behalf پر negotiate کر رہے ہیں وہ پیچھے رہ گئے باقی علما اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد جتنے بھی مذاکرات ہو رہے تھے وہ directly ہو رہے تھے۔ اس کے بعد پہلی دفعہ مولانا غازی صاحب کو پڑھ کر سنا رہا تھا' اس لیے کہ یہ چیز personal ہے' اس لیے میں خود بتانا چاہوں گا۔ پہلی دفعہ یہ ہوا کہ غازی صاحب نے کہا کہ جو لوگ وہاں پر موجود ہیں ان کے بارے میں کیا کیا جائے تو پہلی دفعہ غازی صاحب نے کہا کہ یہاں میرے پاس جو طلبا اور طالبات ہیں۔ "جیو" کے اوپر ٹیپ چلائی گئی تھی میں اس کی transcript آپ کے پاس پڑھ رہا ہوں۔ غازی صاحب نے کہا کہ میرے پاس جو طلبا اور طالبات جامع فریدیہ اور جامعہ حفصہ کے ہیں انہیں گھر جانے دیا جائے گا اور اگر کوئی غیر ملکی ہوا تو حکومت اس کو رکھ لے گی۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ ساری رات کے مذاکرات تقریباً اس وقت تک دس گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس سے پہلے ہماری میٹنگ وزیراعظم صاحب سے ہوئی' چوہدری شجاعت صاحب سے بھی ہوئی' کبھی یہ لفظ پہلے استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ پہلی دفعہ غازی صاحب نے یہ لفظ استعمال کیا کہ اگر کوئی foreigner ہوا تو آپ اس کو رکھ لیں گے۔ میں نے کہا کہ جی ہم اس سے agree کرتے ہیں' پھر غازی صاحب کہتے ہیں کہ اگر کوئی foreigner ہوا تو حکومت اسے رکھ لے گی میں نے جواب دیا کہ جی۔ اب یہ دو دفعہ انہوں نے foreigner کا لفظ استعمال کیا foreigner کو وہ insist کررہے تھے جوکہ ہمارے خواب و خیال میں نہیں تھا کہ وہ کیوں کہہ رہے ہیں کس foreigner کی یہ بات کر رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر انہوں نے کہا کہ اگر کوئی foreigner ہوا تو پھر آپ رکھ لیں گے میں نے کہا کہ بالکل' بالکل اگر کوئی foreigner ہوا تو ہم اس کو رکھ لیں گے۔ یہ دو تین چار مرتبہ اوپر نیچے انہوں نے کہا بلکہ ایک جگہ میں اسے کہہ رہا ہوں کہ میں agree کرتا ہوں تو اس کے بعد غازی عبدالرشید صاحب بار بار foreigner, foreigner کہہ رہے ہیں میں نے کہا کہ جی آگے چلیے۔ اس سے آگے بات کریں دوسرے issues پر بات ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا issue تھا جب foreigner کی بات آگئی' ہمیں اس وقت تک اندازہ بھی نہیں تھا کہ یہاں پر foreigners ہیں یا کوئی foreigner ہوگا تو بار بار غازی صاحب foreigner پر کیوں insist کر رہے ہیں؛ آپ سمجھتے ہیں میرے معزز سینیٹرز اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ ہمیں نہیں پتا کہ کس foreigner کی بات ہو رہی ہے بار بار غازی صاحب کیوں

insist کر رہے ہیں تو یہ ہمارے لیے ایک problematic چیز ہوگئی۔ اس کے بعد پھر بھی ہم نے ان سے بات چیت جاری رکھی۔ چوہدری صاحب بھی ان سے بات کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ ان چیزوں کو رہنے دیں کم از کم آپ ایسا کریں کہ آپ ہمیں surety دے دیں کہ یہ جو ہم آپ سے بات کر رہے ہیں اگر آپ ان سب چیزوں سے agree ہیں تو آپ کم از کم اس agreement کے بارے میں یا اس چیز کے بارے میں جو proposal ہم آپ کو دے رہے ہیں اس چیز کے بارے میں آپ کہیں کہ ہم اس سے agree کرتے ہیں یا نہیں تو وہ کہنے لگے کہ معاہدہ اس طریقے سے نہیں ہوتا۔ معاہدے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں مجھے ضامن چاہیے۔ میں نے غازی صاحب سے کہا کہ ہر بار آپ کہتے ہیں کہ چوہدری صاحب پر آپ کو اعتبار ہے' بارہ مارچ سے شروع ہو کر آج تک تقریباً گیارہ مرتبہ خود چوہدری صاحب لال مسجد گئے۔ چوہدری صاحب یہاں پر موجود ہیں آپ ان سے بات کرلیں۔ چوہدری صاحب نے فون لے کر کہا جی کہ میں ضمانت دیتا ہوں جو چیز بھی آپ ہمارے ساتھ agree کریں گے میں اس کی خود ضمانت دیتا ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ نہیں جی ایسے نہیں ہوگا جب ہم معاہدے پر agree کریں تو اس معاہدے کو تحریر کیا جائے گا اور میں اس چیز پر دوبارہ stress کروں کہ جب معاہدہ ہوگا تو اس کو باقاعدہ طور پر تحریر کیا جائے وہاں پر علمائے کرام بھی موجود ہوں گے۔ وہاں پر میڈیا بھی موجود ہوگا وہاں پر ان سب کے سامنے announce کیا جائے گا پھر جا کر بات ہوگی میں اس کو علیحدگی میں نہیں کروں گا یہ ایک total package ہوگا۔ بہرحال اس وقت صبح کا وقت ہو چکا تھا' ہم کافی لیٹ ہو چکے تھے چوہدریصاحب نے ان سے کہا کہ اچھا اب ایسے کریں کہ ابھی ہم اس کو یہیں پر روک دیتے ہیں اب دس گیارہ گھنٹے ہوچکے ہیں پلیز اب آپ ایسا کریں کہ پندرہ بیس عورتوں اور بچوں کو باہر بھیج دیں تاکہ آپ کی sincerity show ہو سکے اور ہم بھی سمجھیں کہ آپ بات چیت کرنے میں sincere ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی یہ نہیں ہوگا میں اس کو علیحدگی میں نہیں' جیسے میں نے پہلے آپ سے کہا کہ علیحدگی میں کوئی چیز نہیں کروں گا یہ ایک total package ہوگا۔ آپ یہاں آئیں گے اور بیٹھیں گے اور بیٹھ کر اس کو تحریری شکل میں ڈالیں گے۔ اس کے بعد بات چیت ہوگی ۔ پہلے آپ میری علمائے کرام سے بھی بات کرائیں ہم نے کہا کہ علمائے کرام جا چکے ہیں انہوں نے کہا کہ علمائے کرام جا چکے ہیں تو آپ

ان سے بات کریں۔ ہم نے رابطہ کیا تو پتا چلا کہ علمائے کرام کے ٹیلی فون بند ہیں۔ جیسے آپ کو پتا ہے اس بارے میں تحریر بھی کیا جا چکا ہے کہ علمائے کرام تشریف لے گئے تھے انہوں نے اپنے موبائل فون بند کر دیے۔ جیسے یہاں رفیع عثمانی صاحب نے بھی کہا کہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ خود ہی علمائے کرام نہیں چاہتے تھے کہ وہ بات چیت موبائل فون کے ذریعے میڈیا کے ساتھ کریں اور اس سے ہماری بات چیت متاثر ہو .بہرحال ان سے رابطہ نہیں ہو سکا اس کے بعد جب بار بار چوہدری صاحب نے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ ہمیں کم از کم تھوڑے سے بچوں اور عورتوں کو release کر دیں تاکہ ہم بھی کہہ سکیں کہ آپ بھی sincere ہیں اور آپ کی sincerity واضح ہو جائے لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ ہم اوپر والے کمرے سے نیچے آ کر گاڑی میں بیٹھے ہیں اور اس وقت وہ مولانا آ کر جو ان کے behalf پر بات کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ ان کا فون آیا ہے وہ کہتے ہیں میں ایک دو لڑکوں کو آپ کے کہنے پر بھیج دیتا ہوں تو چوہدری صاحب نے کہا کہ وہاں سے ہر گھنٹے کے بعد ایک دو لڑکے باہر نکل رہے تھے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ان سے کہا کہ وہ کوئی substantial number بھیجیں تاکہ ہم بھی کوئی بات کر سکیں۔بہرحال پھر دوبارہ ان کے فون کی لائن کٹ گئی اور اس کے بعد چوہدری صاحب نے پریس کانفرنس کی۔ پھر کانفرنس کرنے کے بعد جب چوہدری صاحب جا رہے تھے تو پہلے check point پر پہنچے تو اس وقت دوبارہ وہ مولانا خلیل صاحب ان کے پاس آئے ان سے کہنے لگے کہ ان کا فون آیا تھا وہ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے میں دس کے قریب بندے باہر بھیج دیتا ہوں۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے میری ان سے بات کرا دیں لیکن انہوں نے دوبارہ بہت کوشش کی لیکن اس کے باوجود ان سے بات نہیں ہو سکی تو یہ تو اس رات کا واقعہ تھا کہ جس کا میں چشم دید گواہ ہوں میں وہاں پر موجود تھا-----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ ' اس سے آگے صورت حال جناب انٹریئر منسٹر صاحب بتائیں گے law & order کی --------

سینیٹر طارق عظیم خان، ایک اور بات چیئرمین صاحب ' میرے بھائیوں نے میڈیا کے بارے میں بات کی ہے تو اس کے بارے میں' میں آپ کو بتاتا چلوں۔ آپ کو پتا ہے کہ

اس وقت میڈیا کا ایک بھائی جو تھا وہ وہاں پر گولی لگنے سے جاں بحق ہوا اور کم از کم میرے اندازے کے مطابق دو اور میڈیا کے لوگ زخمی ہوئے ۔ اس وجہ سے کوشش یہی کی گئی کہ ان کو اس کے harm way سے دور رکھا جائے تاکہ وہاں پر کوئی اور آدمی زخمی نہ ہو یا وہاں پر کوئی جاں بحق نہ ہو ، پوری طرح سے ان کو facility provide کی میں خود وہاں پر گیا ، وہاں پر جا کر میڈیا کے صحافی خود بتائیں گے کہ رات کو جب بارش ہو رہی تھی ان دنوں میں بارش کافی ہو رہی تھی وہاں پر ان کے انتظام کے لیے tent کا انتظام کیا۔ کرسیوں کا انتظام کیا گیا، چائے پانی کا انتظام کیا گیا تاکہ جتنی سہولت ہو سکے ان کو دی جاسکے۔

اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ کافی time کے بعد انہیں اندر لے کر جایا گیا سب سے بڑی وجہ یہ تھی چیئرمین صاحب ہمیں بتایا گیا تھا کہ شاید وہاں پر ہو سکتا ہے کہ وہاں mines موجود ہوں، اسلحہ وہاں پر تھا۔ ڈر یہ تھا کہ خدانخواستہ اگر mining ہوئی ہو تو اس وقت problem آسکتی ہے اور secondly وہ جو structure تھا وہ اس وقت unstable تھا۔ اتنی وہاں پر فائرنگ وغیرہ ہوئی تھی اس کی وجہ سے سارا structure unstable تھا اس کی وجہ سے کوشش کی گئی کہ وہاں پر sure کر لیا جائے کہ جب لوگ وہاں پر جائیں تو کم از کم وہاں پر ان کو خطرہ نہ ہو اس وقت سے جب اپریشن ختم ہوا اس کے دوسرے دن ان کو لے کر جایا گیا اور صحافی بھائی ہمارے ساتھ گئے ہیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ جب وہاں پر گئے ہیں اس وقت بھی وہاں پر بہت زیادہ آنسوگیس کی بو موجود تھی وہاں پر کئی جگہ پر ابھی تک لکڑی وغیرہ سلگ رہی تھی۔ شعلے تو نہیں نکل رہے تھے لیکن ابھی تک دھواں نکل رہا تھا انہی وجوہات کی بنا پر صحافیوں کو اس وقت تک وہاں پر نہ لے کر گئے جب تک کہ کلیئر نہ ہو جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، میں بے حد ممنون ہوں کہ اپنے بھائی نے بڑی کھل کر بات کی ہے اور اچھے طریقے سے بات پیش کی ہے لیکن انہوں نے یہ بات کی ہے کہ I was an eye witness to that also میں بے حد ممنون ہوں اپنے بھائی کا کہ انہوں نے بڑے کھل کر اور اچھے انداز میں بات پیش کی ہے لیکن مجھے اجازت دیجیے بات کرنے کی۔

Mr. Presiding Officer: He was an eye witness so that all of us.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، انہوں نے جو کام کیا ہے ہم ممنون ہیں ان کے لیکن انہوں نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ معاملات مذاکرات سے طے ہونے پر بالکل تیار تھے اور آخری مرحلے میں تھے۔ سوال یہ ہے کہ اس کے بعد وہ کیا قیامت ٹوٹی کہ بجائے اس کے کہ چند گھنٹے اور ایک دن، دو دن تین دن مذاکرات جاری رکھتے آپ نے فوری طور پر حملہ کر دیا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، یہ issue بہت دفعہ discuss ہو چکا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، اسی لئے یہ ضروری ہے کہ inquiry ہو، اسی لئے ضروری ہے کہ independent inquiry ہو۔ علمائے کرام سے بھی بات ہو۔ جو لوگ زندہ ہیں ان سے بھی بات ہو۔ آپ نے ہمارے کیس کو مضبوط کیا ہے اور ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ کے اس بیان کے بعد اس بات کی ضرورت بڑھ گئی ہے کہ معاملات کو کس نے بگاڑا؟ اس کے لئے judicial inquiry ہونی چاہیے اور تمام فریق بیٹھ کر اپنی eye witness دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔

سینیٹر طارق عظیم خان ، میں ایک دفعہ دوبارہ clear کرتا چلوں کہ اس میں نہ تو کسی فرد واحد کا، نہ President کا، اس میں کوئی role نہیں تھا چونکہ وزیراعظم صاحب کے پاس ہم گئے تھے۔ ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی تھی علمائے کرام کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ داستان سنائی مگر یہ issue already اپنی interpretation کے مطابق جانا ہے۔ کافی اس پر debate ہو چکی ہے۔ Now I invite the honourable Minister for Interior

سینیٹر مولانا گل نصیب خان ، صدر صاحب سے ہماری ملاقات نہیں ہوئی یہ ان سے انکار کرتے ہیں۔

جناب پریذائڈ نگ آفیسر، جناب منسٹر صاحب۔ نہیں نہیں آپ---

سینیٹر طارق عظیم خان ، جناب otherwise I will be here all night میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ ہم نے جی وہاں سے صرف اور صرف وزیراعظم صاحب سے مشورہ دو وجوہات پر لیا۔ ایک جامعہ فریدیہ کا مسئلہ میں نے detail میں بتایا۔ دوسرا قانونی مسئلہ تھا۔ وہاں کیونکہ اس

رات کو Supreme Court کا جو verdict آیا تھا۔ ہم وہاں وزیراعظم صاحب کے پاس گئے۔ اگر آپ detail میں جانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو کھل کر بتا سکتا ہوں؛ وہاں پر گئے تو کافی عرصہ لگا۔ مشورہ لیتے ہوئے، قانونی مشورہ لیتے ہوئے۔ دوبارہ اس کو کاٹ کر لکھنے کی کوشش کی۔ یہ سارا جب ہم کر رہے تھے تو بار بار صدر صاحب کا ٹیلیفون آرہا تھا وزیراعظم صاحب کو۔ ہمیں تو اس بات کے بارے میں علم نہیں تھا۔ صدر صاحب نے family dinner کیا ہوا تھا جس میں وزیراعظم اور انکی فیملی کو invite کیا ہوا تھا۔ صدر صاحب نے پوچھا کہ وزیراعظم صاحب کیا بات ہے؛ اتنی لیٹ ہو گئے آپ نے آنا تھا۔ ابھی تک نہیں آئے تو پہلی دفعہ وزیراعظم صاحب نے صدر صاحب کو بتایا کہ میرے پاس یہ تین لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ issue چل رہا ہے۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ آپ میں سے دو لوگ میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھ جائیں۔ صدر صاحب انتظار کر رہے ہیں۔ بیگم صاحبہ بھی انتظار کر رہی ہیں۔ ایک صاحب گاڑی میں بیٹھے اور consultation کے لیے ہم وہاں گئے۔ جناب! وزیراعظم کے علاوہ نہ ہم نے کسی سے consultation کرنی تھی اور نہ کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، No cross talk. Please sit down. Buledi Sahib. کسی cross talk کی اجازت نہیں ہے۔ The debate is over

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ آخر میں جو مذاکرات ہوئے یہ فرد واحد کو، مشرف صاحب کو، امریکہ کے کہنے پر تمام یہ خون خرابہ کیا گیا اور یہ کوئی internationl involvement تھی اعتراف کریں کہ اگر یہ مذاکرات کو دو دن لیٹ کر لیتے تو اتنی جانیں بچ جاتیں۔ بش نے امریکہ سے ٹیلیفون کیا کہ لال مسجد کے طلبا کو مارنا ہے۔ امریکہ سے فیصلہ ہوا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وہ آپ کا مؤقف ہے ان کا مؤقف اور ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، مولانا مسعود اظہر کو اغوا کیس میں انڈیا سے رہا کروا کر یہاں لایا گیا اور پاکستان نے اپنے معصوم بچے بچیوں کا قتل عام کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، یہ ساری باتیں پہلے ہو چکی ہیں please sit down. منسٹر صاحب کو بولنے دیں۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ (وفاقی وزیر برائے داخلہ)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین، میں تو سب سے پہلے کسی cross-examination میں نہیں پڑنا چاہتا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، نہیں نہیں ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ، ہمارا point of view سنیں۔ یہ کوئی کورٹ نہیں ہے کہ اس لحاظ سے وہ cross-examination کریں اور ایک ایک بات کی وضاحت کریں۔یہ کیسے ہوا اور وہ کیسے ہوا؛ ان کا اگر اپنا ایک موقف ہے اور اس کے اوپر ان کے ذہن میں کوئی formally موقف ہے لیکن بہرحال میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان ممبران کا جنہوں نے بڑی تفصیل سے بات کی اور خصوصاً general law and order کی لیکن لال مسجد، جامعہ حفصہ پر focus تھا جو کہ تقاریر ہوئی ہیں اور ہم یہی چاہتے ہیں۔ یہ بحث مکمل طور پر نیشنل اسمبلی میں بھی ہوئی وہاں پر بھی اسی طریقے سے تین چار دن بحث ہوئی اور وہاں پر بھی ہم نے اس کا جواب دیا اور آج یہاں پر سینیٹ میں بھی یہ بحث بڑے اچھے طریقے سے ہوئی اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ ہمارا point of view سنا جائے، یہ ہماری درخواست ہو گی۔ شاید وہ agree نہ کریں، وہ الگ بات ہے۔ نیشنل اسمبلی میں جب میں اٹھا اور بات کرنی شروع کی تو ایک دفعہ quorum point-out کیا گیا، اس دن وہ نہ ہوسکی۔ دوسرے دن انہوں نے walk out کیا، تو میرا خیال ہے کچھ روایات ایسی ہوتی ہیں---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، آپ چھوڑیں اس کو آپ صرف اپنا---

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، کچھ روایات ایسی ہوتی ہیں کہ اگر اس House کے decorum کو ہم وہ ملحوظ خاطر نہ رکھیں تو پھر ہم اوروں سے کیا توقع رکھیں گے۔ ایک تو جناب چیئرمین! speeches بہت اچھی ہوئیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ میں دو چیزیں پہلے clear کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ ہم مدارس کے خلاف نہیں ہیں، ہم مسجدوں کے خلاف نہیں ہیں، اس پر بہت بات چیت ہوئی ہے بلکہ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ United Nations میں صدر پاکستان پرویز مشرف صاحب نے مدارس کو defend کیا اور کہا کہ یہ بھی لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ انہوں نے boarding, lodging دی ہوئی ہے، تعلیم دے

رہے ہیں اور ایک قسم کی NGO ہے تو گورنمنٹ کی تعلیم کے parallel یہ بھی ایک سلسلہ ہے اور ہم اس کو اس لحاظ سے اپناتے ہیں۔ یہ کہنا اور یہ تاثر کہ جی ہم مدرسوں، مسجدوں کے خلاف ہیں، بالکل غلط ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ کچھ مسجدوں کو شہید کیا گیا، میں اس پر بھی آنا چاہتا ہوں لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ ملک میں ایسے ساڑھے تیرہ ہزار مدارس ہیں جن میں چالیس سے زیادہ students ہیں۔ وہ ملک میں کام کر رہے ہیں اور وہ بچوں کو دینی تعلیم دے رہے ہیں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ان مدارس میں کوئی ایسے واقعات ہوتے ہیں یا extremism پڑھایا جاتا ہے، ہم نے مختلف forums پر یہ کہا ہے کہ ہمارے مدارس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن اس لال مسجد اور جامع حفصہ سے پوری دنیا کو جو تاثر ملا، آپ وہ ذرا سامنے رکھیں۔ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، جو photographs آئیں کہ خواتین برقعے میں ساتھ ڈنڈے لیے ہوئے، ساتھ کلاشنکوف لیے ہوئے اور یہ photographs پوری دنیا میں مختلف magazines, newspapers میں چھپیں تو لوگوں کو، ساری دنیا کو ان مدارس کا کیا تاثر ملا ہو گا جو کہ ہم defend کر رہے تھے؟ یہ ایک ایسی چیز آ گئی جس کو ہم defend نہیں کر سکے اور یہ الزام لگایا گیا کہ اگر اسلام آباد میں یہ ہو رہا ہے تو پھر ٹانک یا سکھر میں جو مدرسہ ہے، اس میں کیا ہو رہا ہو گا؟ تو اس لحاظ سے ہمیں جو بھی بات کرنی چاہیے، اس ضمن میں کرنی چاہیے اور ہم بار بار جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے منتظمین سے کہتے رہے ہیں کہ خدا را! ایسے حالات نہ پیدا کریں جس سے پورے مدارس کی ساری جگہ پر بدنامی ہو۔ میں یہ clear کرنا چاہتا تھا کہ ہماری ایسی نیت نہیں تھی اور میں بہت تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیوں کہ میرے بھائی طارق عظیم صاحب نے بات کی۔ اس سے پہلے ہماری طرف سے کچھ چیزوں کا جواب ضرور آیا مختلف لوگوں کی طرف سے اور اس میں کچھ چیزیں ہیں جو کہ اس cronological order میں نہیں کہہ سکوں گا لیکن میں اس کو تفصیلاً تھوڑا بہت بتانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم اس کو شروع سے peacefully resolve کرنا چاہتے تھے۔ جتنا دکھ اور افسوس ان کو ہے، اتنا دکھ اور افسوس ہمیں بھی ہے۔ یہ جو 6 مہینے لگے وہ اسی لیے لگے کہ ہم نے ہر option استعمال کیا کہ اس کو peacefully resolve کیا جائے لیکن بدقسمتی سے وہ اس لحاظ سے ہو نہیں سکا۔

اس میں، میں یہ بھی بتا دوں کہ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ جی فلاں کا pressure تھا یا آرمی

چاہتی تھی یا President چاہتے تھے، بالکل غلط ہے۔ میں اس کو negate کرنا چاہتا ہوں۔ I tell you کہ اس میں اتنی meetings ہوئی ہیں اور ہر بار یہ کہا گیا کہ صبرو تحمل سے کام لیں۔ اس وقت کے اگر آپ media کے بیانات دیکھیں کہ leader صاحبان نے کہا کہ writ of the government نہیں ہے، action کیوں نہیں لیتے ہیں؟ یہ اسلام آباد میں کیا ہو رہا ہے؟ نیشنل اسمبلی میں اس پر بحث ہوئی ہے، میرے ایک بھائی نے کہا اس پر پہلے بحث ہونی چاہیے تھی۔ سینیٹ in session نہیں تھا، نیشنل اسمبلی in session تھی اس میں اس پر بحث ہوئی اور سب نے ہمیں کہا کہ آپ action نہیں لیتے، یہ حکومت کمزور ہے۔ ہم نے وہ بھی اس لحاظ سے برداشت کیا کہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ اپنے لوگوں کی قیمتی جانیں ضائع ہوں۔ This was the basic bottom line اور اسی کو ہم اپنانا چاہتے تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور پروفیسر صاحب نے بھی کہا کہ اس پر تو over the year encroachment ہوتی رہی ہے اور آپ لوگوں نے --- اس وقت یہ واقعہ کیوں ہوا ہے؟ یہ throughout over the year ہوتا رہا ہے۔ اب یہ ان کو کیوں notice دیا گیا تھا؟ جناب چیئرمین! ہم نے ان کو notice دیا تھا کہ یہ ایک اور چھت بنانا چاہتے تھے، چار سے پانچ کرنا چاہتے تھے۔ Dawn میں اس کا front page پر فوٹو چھپا تھا کہ look at the illegal encroachment that is taking place. اس کا ہم نے صرف notice لیا۔ اگر وہ notice کا جواب دے دیتے تو ہم نے تو کوئی force استعمال نہیں کرنی تھی۔ انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا بلکہ انہوں نے children library پر قبضہ کیا اور یہ کہا اسلام آباد میں 8 مسجدیں شہید ہوئی ہیں جب تک وہ نہیں بنائی جاتیں ہم children library پر قبضہ قائم رکھیں گے۔ اس سے یہ ساری بات شروع ہوئی۔ اس کے باوجود بھی اگر آپ دیکھیں کہ ہم نے کوششیں کیں۔ ہم نے علمائے کرام کو بلایا۔ وفاق المدارس کے ایسے علما جن کی ہم سب قدر کرتے ہیں، مولانا سلیم اللہ صاحب، حنیف جالندھری صاحب، مولانا حسن جان صاحب، انوار الحق صاحب، یہ سب علمائے کرام جو کہ وفاق المدارس کے تھے۔ ان کو یہاں پر بلایا اور ان کو کہا کہ آپ براہ کرم جائیں اور ان کو کہیں کہ لائبریری پر قبضہ چھوڑ دیں اور وہ جو چاہتے ہیں ہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ان لوگوں نے مسلسل ہمارے ساتھ مذاکرات کیے، وہ کئی بار اُدھر گئے اور آخر میں ناکام ہوئے اور انہوں نے

ہمارے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ جس کا میں تھوڑا سا حصہ پڑھنا چاہتا ہوں اور اگر کوئی چاہتا ہے تو میں دے بھی سکتا ہوں۔ اس میں شق 3 میں کہا گیا کہ تمام مقتدر علما نے واضح کیا کہ" جامعہ حفصہ اسلام آباد کی طالبات نے احتجاج کے طور پر لائبریری پر جو قبضہ کیا ہے، ہم اس کو غلط سمجھتے ہیں۔ احتجاج کا یہ طریقہ شرعاً بھی ناجائز ہے۔ لہٰذا ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔" یہ انہوں نے ہمارے ساتھ تحریری کیا اور ساتھ یہ کہا کہ وہ مسجد، مسجد حمزہ جس کو کہ انہوں نے issue بنایا ہوا تھا، آپ اس پر کام شروع کر دیں، ہم نے کام شروع کر دیا اور وہاں پر اعجاز الحق گئے اور انہوں نے اس کی اینٹ بھی رکھی، اسی لیے ہم چاہتے تھے کہ چلیں۔ یہ باقی جو مسجدیں تھیں، ان پر میں بعد میں آتا ہوں۔ پہلے over the year انہوں نے کہا کہ یہ شہید ہوئی ہیں، ہم نے بعد میں اس کو بھی accept کیا۔ میں ان کا مشکور ہوں، بعد میں بھی آئے ہیں، آخر میں بھی آئے ہیں، میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے آ کر ہماری مدد کی لیکن انہوں نے ان کی بات نہیں مانی اور انہوں نے یہی کہا کہ وہ ایک بات کرتے ہیں اور پھر کچھ دیر بعد جب دوبارہ جاتے ہیں، کچھ اور بات کرتے ہیں، shifting their position, throughout یہی سلسلہ رہا۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس طریقے سے یہ ہو۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے 21 فروری کو library پر occupation کیا پھر 29 March کو--- میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جب کچھ دن آرام سے گزر جاتے تھے تو یہ کوئی ایسا واقعہ رونما کرتے تھے تاکہ media کی attention دوبارہ ان کی طرف ہو۔ ہم اس کو defuse کرنا چاہتے تھے، وہ اس کو دوبارہ activate کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے 29 کو دو خواتین کو اغوا کیا اور ساتھ 28 March کو دو policemen کو اغوا کیا پھر ایک issue بن گیا۔ ہم نے کوئی action تو نہیں لیا، ہم نے نہ کوئی ان کے خلاف کارروائی کی۔ اس کے بعد پھر 21 March کو بھی 4 policemen کو اغوا کیا، آپ یہ دیکھیں کہ ملک میں آخر کار ایک قانون ہوتا ہے، ہم ادھر بیٹھے ہوئے، قانون بناتے ہیں، اگر ہم اس کی پاسداری نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ اگر ہم کہیں گے کہ یہ حکومت نے غلط کیا ہے، after all government is also bound اگر ہم اس پر کوئی action نہیں لیتے ہیں تو پھر ہم بھی اس لحاظ سے غلطی پر ہیں کہ ہم قانون کی پاسداری نہیں کر رہے ہیں۔

جناب! اس کے بعد انہوں نے ایک شریعت کورٹ بنائی اور publicly کہا کہ آئیں، ہم

یہاں پر آپ کے فیصلے کریں گے۔ دیکھیں شریعت ایک الگ چیز ہے' ٹھیک ہے' اگر اس کے لیے مطالبہ ہے' اس کے لیے بھی طریقہ کار ہے' یہی forums ہیں۔ آپ جہاں پر اس کو move کر سکتے ہیں' آپ اس کو آگے لے جا سکتے ہیں اور اس کا یہی طریقہ ہوتا ہے لیکن نہیں' انہوں نے کہا کہ ہم نے شریعت کورٹ بنا دی ہے' اسلام آباد' اس کے بعد یہ لوگ گئے اور انہوں نے video shops پر raid کیا' ان کو توڑا' ان کے video cassettes وغیرہ جلائے۔ بارہ کہو میں ان کے لوگ پکڑے گئے' انہوں نے پہلے کہا کہ یہ ہمارے قاری نہیں ہیں' یہ ہمارے لوگ نہیں ہیں' بعد میں مان گئے کہ ہاں ہمارے ہی لوگ تھے اور روزانہ media پر--- اس کے بعد Chinese خواتین کو اغوا کیا' اس کو ایک بین الاقوامی مسئلہ بنا دیا' جس پر مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے بھی National Assembly میں کہا کہ یہ بالکل غلط ہے اور ہمارے China کے ساتھ تعلقات اس کی وجہ سے خراب ہو سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا اور ہم نے برداشت کیا۔ Naturally time گزرتا گیا اور جب Chinese کا واقعہ ہوا تو ہم نے یہ دیکھا کہ یہ باہر سے F-8 گئے اور وہاں سے خواتین کو لے کر یہاں پر آئے ہیں۔ ہم نے کچھ force جو اس کے ساتھ اس طرف Community Centre تھا' وہاں پر move کی' اس لیے کہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ ہماری force سے' environment سے کچھ indication ملی کہ وہ وہاں پر محفوظ نہیں ہیں' ہم نے وہاں پر کچھ police کے لوگ ان کے تحفظ کے لیے بھیجے' ان کو provoke کرنے کے لیے نہیں لیکن انہوں نے آ کر police کے لوگوں سے چار کلاشنکوفیں چھینیں' ایک walky talky اور اس کے بعد واپس آ کر انہوں نے مورچے بنائے' نعرے لگائے اور فائرنگ شروع کی۔ جب فائرنگ شروع کی تو رینجرز نے اور پولیس نے وہاں سے ان پر tear gas پھینکی جس کی وجہ سے انہوں نے اور فائرنگ کی اور ایک رینجر کا اہل کار شہید ہو گیا اور تین زخمی ہوئے۔ جب یہ کام شروع ہوا اس کے بعد یہ سوچا گیا کہ اب after all جب وہ ہر ایک چیز اپنے ہاتھ میں لے لیں تو اس کا کیا حل ہوگا۔ اس دوران صرف وفاق المدارس کے علماء کو ہم نے نہیں بھیجا۔ اس کے بعد وہاں سے امام کعبہ آئے انہوں نے بھی ان کے ساتھ اپنی سی کوشش کی کہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے publicly بھی کہا کہ ہر ایک چیز کے لیے ایک طریقہ ہوتا ہے۔ ان کو بھی سمجھایا کہ آپ یہ نہ کریں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں ختم کر دوں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی آپ ختم کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اگر پانچ منٹ میں ختم کریں تو ٹھیک ہے ورنہ نماز قضا ہو جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں وہ پانچ، دس منٹ میں wind up کردیں گے۔ Repeat کرنے کی ضرورت نہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جن باتوں کا ذکر وزیر موصوف نے کیا ہے ان میں سے بہت سی ایسی ہیں جنہیں ہم نے خود condemn کیا ہے۔ اس پر آپ یہ نہ کریں۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: I have strong objection sir. I would strongly object to this

ایک دفعہ ابھی پروفیسر صاحب نے خود بات کی ----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، پروفیسر صاحب! اجازت دے دیں wind-up کرلیں۔ پروفیسر صاحب ذرا ان کو وقت دے دیں۔ آپ briefly wind-up کریں۔ جلدی کریں۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، مجھے ختم کرنے دیں آپ کسی اور فورم پر اس کا جواب دے سکتے ہیں I have no objection. جناب! مجھے پتا ہے کہ condemn کیا ہے لیکن condemnation کا مطلب یہ نہیں ہے۔ Condemn کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ کم از کم This is an issue. ٹھیک ہے، ہم حکومت میں ہیں۔ ہماری responsibility ہے۔ لیکن اپوزیشن کی بھی ایک responsibility ہے۔ وہ بھی اپنی responsibility کو ایک طرح سے ادا کرے۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین! جو میں نے کہا ہے کہ چوہدری شجاعت حسین صاحب کو حکومت نے نامزد کیا کہ جائیں بات کریں۔ ان کو ہم نے حکومتی demands دیں۔ جس میں یہ تھا کہ جو انہوں نے باہر اور مسجد کے اوپر مورچے بنائے تھے وہ ہٹائے جائیں اور دوسری بات یہ ہے

کہ جو مسجد کے باہر جنگلے بنائے گئے ہیں ان کو ہٹایا جائے ----------

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، یہ ساری تفصیل عظیم صاحب نے بتادی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، انہوں نے آخری دن کی بات کی ہے۔ میں پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ تیسری بات ہم نے یہ کہی کہ چلڈرن لائبریری پر قبضہ ختم کیا جائے۔ جب مذاکرات ہوئے تو انہوں نے مطالبات کئے کہ جو مساجد گرائی گئی ہیں ان کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ ہم نے مان لیا اور ان کے ساتھ طے ہوا۔ سب کچھ طے ہوا کہ یہ 'یہ مساجد بنا دیں گے۔ لیکن آپ براہ کرام لائبریری پر قبضہ ختم کریں۔ انہوں نے کہا نہیں، مسجدیں بھی آپ بنائیں اس کے بعد ہم دیکھیں گے۔ شریعت بھی آپ نافذ کریں تو تب قبضہ چھوڑیں گے۔ باوجود اس کے کہ ابھی ان کے ساتھ یہ طے نہیں ہوا تھا، ہم نے مسجدوں کی تعمیر کا کام شروع کیا ہوا ہے جو شاید 80% مکمل بھی ہو چکا ہے۔ اس میں ہم نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ حکومت نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ ہر option کے استعمال کے بعد جب یہ ۲ تاریخ کو واقعہ ہوا تو اس وقت it was unprovoked اگر حکومت کا کوئی اپریشن کا ارادہ ہوتا تو میں ملک سے باہر تھا، سیکریٹری انڈیا میں تھا۔ آئی جی چھٹی پر تھا اس کے بھتیجے کی شادی تھی۔ There was nothing لیکن یہ واقعہ ہوا۔ ابھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جیسے کہا گیا کہ یہ illegal, unconstitutional ہے۔ یہ ایسے کیسے ہے کہ جو local administration ہے انہوں نے فوج کی requisition کی ہے۔ انہی کی requisition پر یہ کیا، یہ cabinet نے approve کیا۔ ہم نے جو force بلائی ہے اس نے صرف اور صرف outer cordon,middler cordon inner cordon کی ہے اس لئے یہ siege کیا کہ ہم ان کو وہاں سے draw out کریں تاکہ قیمتی جانیں ضائع نہ ہوں اور ان کو یہی بار بار کہتے رہے ہیں کہ آپ ہتھیار ڈال دیں، باہر آئیں۔ وہ ٹیلی وژن پر کہتے رہے ہیں کہ یہ cases جو ہمارے خلاف بنائے گئے ہیں یہ سب جھوٹے ہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر یہ جھوٹے ہیں تو عدالت میں آپ ان کا دفاع کریں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جو law will take its own course ہم نے کوئی اس میں اور حربہ استعمال نہیں کرنا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ باہر نہیں نکلے۔ جب یہ siege کیا تو ہم نے اس میں کچھ

breaches کئے تاکہ لوگ وہاں سے نکل سکیں۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ لوگ نکلے ہیں اور اتنی جانیں ہم نے بچائی ہیں۔ جن کی تعداد میں آپ کو بتا دوں گا کہ کتنے لوگ باہر نکلے ہیں اور اندر سے ہم نے کتنے لوگوں کو release کروایا۔ ساتھ ہی جناب چیئرمین! سپریم کورٹ نے بھی اس کا ایک لحاظ سے نوٹس لیا اور ہم نے ان کو پوزیشن بتائی کہ یہ پوزیشن ہے اور اس کے بعد جس کا حوالہ دیا طارق عظیم صاحب نے کہ وہاں پر announcement ہوئی۔ سپریم کورٹ نے کہا کہ اگر وہ اپنے آپ کو administration کے حوالے نہیں کرتے تو ایک جوڈیشل جج کے حوالے کر دیا جائے۔ That is why that Sessions Judge came on the spot. اور ہم نے اعلان کیا کہ سپریم کورٹ نے ان کو بھیجا ہے۔ آپ اپنے آپ کو ان کے حوالے کریں۔ لیکن کوئی باہر نہ آیا۔ Total جو لوگ باہر نکلے ہیں۔ جناب! میں مردوں اور خواتین کا بتا دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ۱۱۰۰، ۱۲۰۰ کے قریب ہیں۔ بڑی دفعہ پریس میں آیا ہے سارا کچھ۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، Total جو مرد تھے وہ 661 تھے۔ اس میں سے 607 کو release کیا گیا اور 54 جوڈیشل ریمانڈ پر ہیں۔ Female جو ہیں 468 تھیں اس میں سے release ہو گئیں 465 اور تین physical remand پر ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: Would you please Mr. Chairman! let me speak. I am addressing you Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Please interrupt نہ کریں۔ جو کچھ ہے بعد میں کریں۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، پھر یہ بات کریں، میں کیا بات کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سب کچھ تو ختم ہو گیا۔ دوبارہ آنے کی کیا ضرورت ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، کتنی بری بات ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، یہ بری بات نہیں ہے۔ بری بات یہ ہے جو جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! ہمیں یہ کہا گیا کہ کورم آپ point out کرتے ہیں۔ ہم نے کورم point out نہیں کیا۔ اگر ہم point out کرتے تو آپ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتے۔ ہم نے بڑے اطمینان سے ان کی بات سنی لیکن اصل مسئلہ یہی ہے کہ وہاں پر افراد کتنے تھے؟ ان کی اپنی رپورٹ کے مطابق ۳، ۴ ہزار افراد رہ رہے تھے جن میں سے ۱۱۰۰، ۱۱۵۰ افراد باہر آئے ہیں۔ باقی افراد کہاں گئے ہیں؟ جناب چیئرمین! یہ بہت بڑا فرق ہے۔ اس کا جواب ان کے ذمہ ہونا چاہیے۔ ایک ایک قبر میں تین تین لاشیں ڈالی گئی ہیں۔ لاشوں کو چھپایا گیا ہے۔ میڈیا کے لئے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اگر میڈیا کے کسی آدمی نے دکھایا تو اسے گولی مار دی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کوئی بات نہیں۔ سب کچھ آپ کو پتا ہے۔ آپ مہربانی کرکے interruption نہ کریں۔ .Please sit down ٹھیک ہے جو کچھ بھی آپ کہیں گے۔ ان کے ذہن میں ایک موقف ہے وہ انہوں نے نہیں change کرنا ہے۔ وہ نہ سہی لیکن آپ interrupt نہ کریں۔ آپ کو بڑے تحمل سے Treasury Benches نے اور وزراء نے سنا ہے تو please آپ بھی جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ سنیں۔ آپ کو پسند آئے یا نہ آئے

that is a different matter, let him speak.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، جو total casualties ہوئی ہیں جناب چیئرمین! یہ ہے .103 total right from the day one اس میں law enforcement کی 11 ہیں۔ pre operation 16 اور during operation 76 ہیں۔ اب انہوں نے کہا کہ دو دو کو ایک ایک تابوت میں ڈالا گیا۔ جناب چیئرمین! ہم نے ان کو نہیں دفنایا۔ ان کو غسل اور کفن دینے کے لئے ہم نے ایدھی فاؤنڈیشن اور خبیب فاؤنڈیشن کی مدد حاصل کی اور انہوں نے کیا ہے۔ اس کے بعد جب ان کو دفن کر رہے تھے الیکٹرانک میڈیا وہاں موجود تھا۔ ان کو وہاں پر امانتاً ہم نے دفنایا ہے۔ اس کے بعد جو ان کے relatives آئے ہیں اور جن کو انہوں نے identify کیا ہے وہ کچھ bodies لے گئے ہیں۔ کچھ bodies چونکہ پہچانے ہی نہیں جا سکتے تھے، ان کے DNA test لیے ہیں اور جو H-11 میں دفنائے گئے تھے وہ 73 bodies تھیں۔ اس میں handed over to

DNA test جو relatives یہ ten plus ten ہیں یعنی پہلے دس تھے اور پھر دس دیے۔ باقی جو
سے شناخت ہوئے ہیں وہ 32 ہیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ دو دو ایک تابوت میں تھے تو یہ ثبوت لے آئیں۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ 1500 لاشیں اندر پڑی ہوئی ہیں تو اتنی لاشیں کوئی چھپا نہیں سکتا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں آپ کو کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ you have no right to cross-examine. Please sit down.

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ. جناب! یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے، مولانا عزیز زندہ ہے اور ہم نے اس کو rest house میں رکھا ہوا ہے۔ ان کی اہلیہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے بچے بھی ان کے ساتھ ہیں۔ وہ جو کہنا چاہتے ہیں ان کو کسی نے روکا نہیں ہے۔ جناب والا! ہم رشید غازی کی لاش بڑے احترام سے لے گئے، وہاں پر مولانا عزیز کو بھی لے گئے، ان کی بہنوں کو بھی لے گئے، ان کے رشتہ داروں کو بھی لے گئے اور وہاں بہت سے لوگ تھے ان کے سامنے ان کو دفنایا گیا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ ہم اس پر خوشی منا رہے تھے یا کوئی brutal force استعمال کی جا رہی تھی۔ After all جناب چیئرمین! دیکھیں law enforcement agencies کی بھی casualties ہوئی ہیں وہ کیسے ہوئی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مسجد کا احترام نہیں کیا گیا، اس کے تقدس کو پامال کیا گیا، اس کے minarets سے firing ہو رہی تھی۔ اس کو بھی آپ دیکھیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ suicide bombings ہوں گی۔ یہ suicide bombing ہوئی ہے۔ We have strong evidence. It has links with the *Lal Masjid and Jamia Hafsa.* یہ جو کچھ F-8 میں ہوا اور دوسری جگہوں پر ہوا اس میں جو innocent لوگ شہید ہوئے ہیں، ان کا تو کوئی خیال نہیں کرتا۔ جس طریقے سے کوہاٹ میں عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے مسجد میں ایک آدمی اپنے آپ کو blow-up کرتا ہے اور بے گناہ لوگوں کی جانیں ضائع ہوئی ہیں تو کیا یہ انصاف ہے؟ Patiently اس کو دیکھا جائے بجائے اس کے کہ یہ ہم پر الزام لگائیں۔ کیوں؟ لال مسجد کی activities کے بعد یہ suicide bombings کا سلسلہ شروع

ہوا ہے۔

جناب والا! ان کا خیال ہے کہ ہم کوئی چیز چھپانا چاہتے ہیں تو اگر ان کے پاس کوئی evidence ہے کہ ہمارے figures غلط ہیں تو آئیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے we will check it. انہوں نے کہا کہ قبضہ گروپ تو ہر جگہ پر ہیں but two wrongs don't make one right. اور مولانا گل نصیب نے کہا کہ آپ ان کو arrest کرتے۔ یہی تو مصیبت تھی کہ ہم ان کو arrest نہیں کر سکتے تھے۔ ہم نزدیک جاتے تو وہاں سے فائرنگ ہوتی arrest کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس میں۔ ہم تو یہی چاہتے تھے کہ یہ ہتھیار ڈال دیں۔ ہم نے مولانا عبدالعزیز کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کی اس لحاظ سے، تو ان چیزوں کو آپ کو دیکھنا چاہیے اور ہم سب نے اس کو condemn کیا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ یہ سلسلہ، چاہے وہ جامعہ حفصہ کا ہو یا suicide bombing کا ہو، یہ سب condemnable ہیں۔ میری تو یہ درخواست ہو گی کہ let us, at least, in strong words condemn this and pass a Resolution against suicide bombing because this is against Islam اور اپنے بھائیوں کو اس طریقے سے مارنا، اسلام ہمیں اس چیز کا درس نہیں دیتا۔ At least, let us be united on this issue کہ چاہے وہ terrorism ہو there is no compulsion کہ ہم یہ under compulsion کر رہے ہیں۔ ہم نے تو tribal areas میں agreements کیے تو ان agreements کی violation ہوئی۔ افغانستان کے ساتھ ہم نے جرگہ کیا، امن جرگہ کیا۔ اس لیے کہ ہم اس خطے میں امن لانا چاہتے ہیں That is the basic issue.

Mr. Presiding Officer: Is that all?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ہم 194 کے تحت move کرتے ہیں کہ اس کی independent judicial enquiry ہو۔ ہم بھی اس میں evidence لائیں گے، یہ بھی لائیں۔ جو بھی اس judicial enquiry کا نتیجہ ہو گا وہ قوم کے سامنے آئے گا، دنیا کے سامنے آئے گا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بڑی تفصیل کے ساتھ debate ہوئی۔ دونوں sides

سے بڑی اچھی طرح patiently اس پر debate کی اور اچھی contribution کی۔ یقیناً یہ سارا کچھ ٹھیک ہے .this issue is finished بہرحال دونوں sides کا شکریہ ادا کرتے ہوئے

I adjourn this House till tomorrow at 10.00 a.m.

[The House was then adjourned till next day, the 18th August, 2007 at 10.00 a.m.]